نجات

مولانا سید منظر حسین طاہر جرولی کی
انجمن امامیہ بمبئی کی دس مجالس
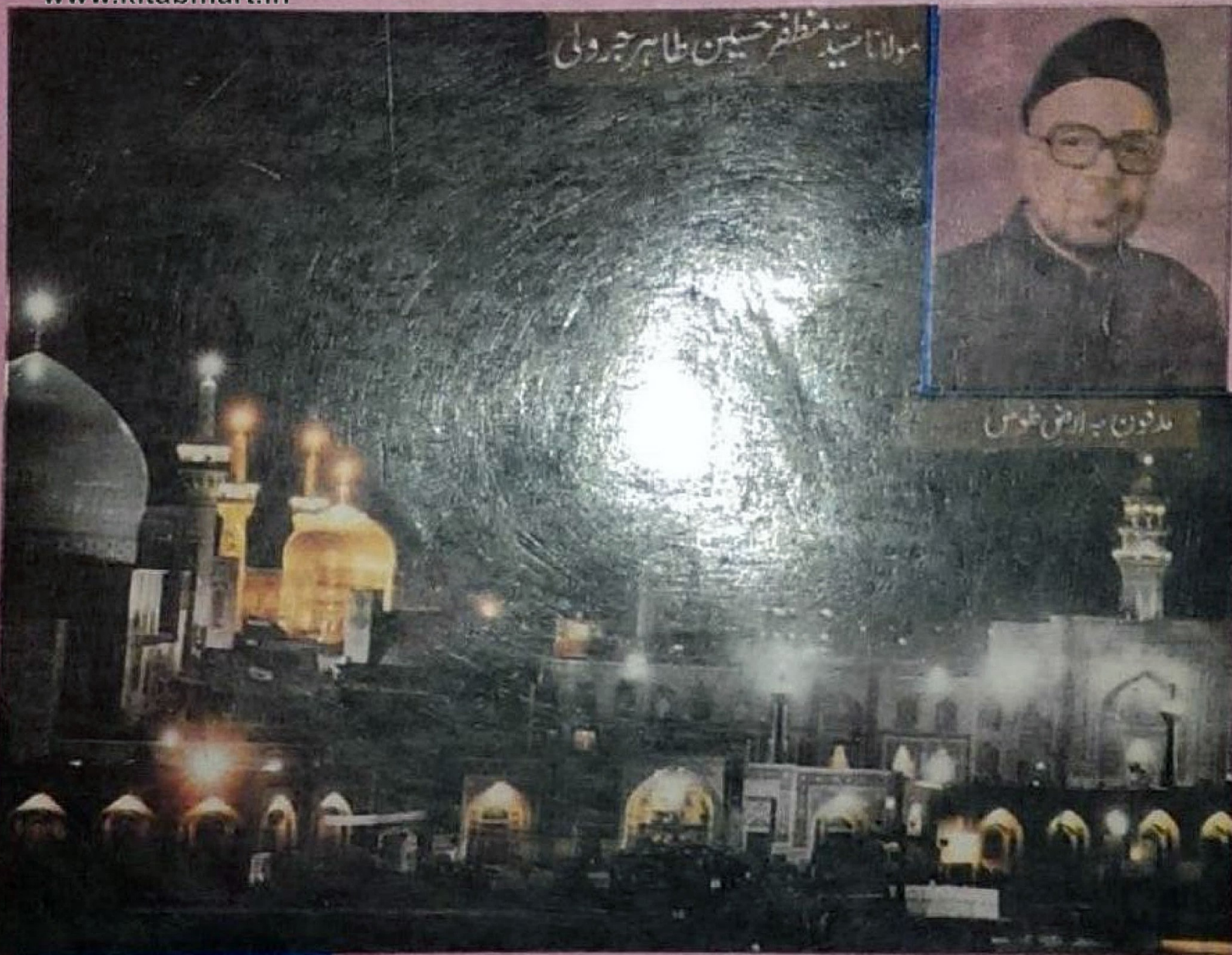
مشہد مقدس (ایران)

ناشر: حیدری کتب خانہ - ۱۴/۱۵ امرزا علی اسٹریٹ امام باڑہ روڈ بمبئی ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا علی الاعلیٰ

مَثَلُ اَھلبیتی کَمَثَلِ سَفِینَۃ نُوحٍ مَن رَکِبَھَا نَجیٰ
وَمَن تَخَلَّفَ عَنھَا غَرَقَ وَھَویٰ!

مولانا سید مظفر حسین صاحب طاہر جرولی مرحوم

کی بمبئی میں پڑھی ہوئی یادگار مجالس

زیر اہتمام

مولانا علی اصغر حیدری جلالپوری

ناشر

حیدری کتب خانہ

۱۵۰/۱۴ امرزا علی اسٹریٹ امامباڑہ روڈ بمبئی ۴۰۰۰۰۹

ہدیہ :- 75/-

نامِ کتاب :- نجات

مصنّف :- مولانا سیّد مظفر حسین طاہر جرولی

سالِ اشاعت :- جولائی سنہ ۱۹۹۴ء

تعداد :- ایک ہزار

ناشر :- حیدری کتب خانہ

زیرِ اہتمام :- مولانا علی اصغر حیدری جلالپوری

طباعت :-

ھدیہ :- [illegible] /۔

ایم۔ ایس۔ پرنٹرس

۱۸۵۳ لال دروازہ، محمد ردمارگ

لال کنواں، دہلی

ناشر

حیدری کتب خانہ

۱۵/۱۴ امرزا علی اسٹریٹ امباڑہ روڈ بمبئی ۴۰۰۰۰۹

عرضِ گذارش

زیرِ نظر کتاب خطیب الایمان، مولانا سید مظفر حسین طاہر جرولی صاحب طاب ثراہ کی مجموعہ تقاریر پر مشتمل ہیں جسے موصوف نے ۱۹۸۷ء میں انجمن امامیہ بمبئی کی جانب سے منعقد ہونے والے عشرۂ مجالس بمبئی میں خطاب کی تھیں "نجات" کے بہترین موضوع پر یہ تقاریر بے مثل و بے نظیر ہیں۔

طرز استدلال، اندازِ بیان، آسان اسلوب، خوبصورت تحقیقی مباحث کو موتیوں کی شکل میں یوں نچھاور کئے ہیں جیسے فضیلت کے ہار توڑ کر سامعین کے دامن کو بھر دیا ہے۔ اسی سال ثانیٔ زہرہ کمیٹی بمبئی کا بھی عشرۂ مجالس بعنوان "وسیلہ" بھی خطاب فرمایا ہے۔ کیا معلوم تھا کہ ایران جاکر یہ آفتاب خطابت غروب ہو جائیگا اور یہ یادگار عشرہ مجالس مرحوم کی آخری یادگار بن جائے گا۔ تمام مومنین سے گذارش ہے کہ کتاب کے مطالعہ سے پہلے ایک سورۂ فاتحہ پڑھکر مرحوم خطیب الایمان کی رُوحِ پُر فتوح پڑھکر بخش دیں۔

والسلام

احقر۔ خاکپائے مومنین

سید اظہار حسین حیدری

حیدری کتب خانہ بمبئی

شیرِ ہندوستان، خطیبُ الایمان
عالی جناب مولانا سیّد مظفر حسین صاحب
قبلہ طاؔہر جرولی (مرحوم)
کی عظیم خدمات و تعارف

مولانا سیّد مظفر حسین طاؔہر جرولی ۳۱ر دسمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۲۹ر رجب ۱۳۴۸ھ ہجری کو علم و ادب کے مرکز لکھنؤ میں متولد ہوئے۔ آپ کا سن ولادت ۱۳۴۸ھ آپ کے نام مظفر حسین، سے بہ اعتبار اعداد ابجدی برآمد ہوتا ہے۔

والدین:۔ آپ کے والد سید نظیر حسین صاحب (المتوفی ۱۹۲۴ء) قصبہ جرول ضلع بہرائچ کے رئیس و تعلقہ دار تھے، اور ان کا شمار اُن چند نامور ہستیوں میں ہوتا تھا۔ جنہوں نے اپنے خاندان کی مزروع زمینوں پر جدید آلات، نئی ٹیکنیک اور سائنٹیفک طریقوں سے کاشت کر کے ملک کو "معاشیات" میں خود کفیل بنانے میں نمایاں اور اہم کارنامہ انجام دیا۔ موصوف کا رشتہ سیادت، سادات زیدپور سے منسلک تھا۔

اور والدہ مشہور و معروف شیعہ عالم، سرکار ناصر الملّت، مولانا سیّد ناصر حسین صاحب قبلہ مجتہد کی صاحبزادی، صاحب عبقات الانوار علامہ سیّد حامد حسین صاحب کی پوتی اور ناصر الملت مولانا سیّد محمد نصیر صاحب قبلہ و سعید صاحب قبلہ کی حقیقی بہن تھیں، اور ان تمام ممتاز و منفرد تجوید ا

کا سلسلۂ سیادت، سادات کنتور سے وابستہ تھا، اور عظیم خانوادہ، اپنی عظمت و رفعت کے لحاظ سے سرزمین لکھنؤ کیلئے باعث شرف و افتخار دینی علوم کا گہوارہ، شرعی امور کا مرکز، اور تہذیب و شائستگی اخلاق و شرافت، کریم النفسی اور سیر چشمی کا مسکن تھا جو مولانا طاہر جرولی کی پرورش و پرداخت کی آماجگاہ بنا۔

مولانا طاہر جرولی پر رنج و غم کی پرچھائیاں :۔

مولانا نے ابھی سن شعور کی گیارہویں منزل، میں قدم رکھا ہی تھا کہ ۱۹۴۱ء میں آپ کے مشفق و مہربان نانا، ناصر الملت دنیا سے رخصت ہوئے اور آپ پر غم و الم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ظاہر ہے کہ یہ عظیم سانحہ ناقابل برداشت تھا لیکن آپ نے اس مرضی الٰہی پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ اور یہ زخم ابھی مندمل بھی نہ ہونے پایا تھا کہ آپ ۱۹۴۲ء میں باپ کے سایہ عاطفت سے بھی محروم ہو گئے۔ گویا چودہ برس کی عمر میں یتیمی نے آپ کو گلے سے لگا لیا۔

پرورش و پرداخت :۔ باپ اور نانا کے انتقال کے بعد، آپ کی پرورش و پرداخت کی تمام تر ذمہ داریاں آپ کے دونوں ماموؤں، مولانا نصیر الملت صاحب قبلہ مولانا سعید الملت صاحب قبلہ کی طرف منتقل ہوئیں۔ جنہوں نے اپنے یتیم بھانجے کو یتیمی کا احساس تک نہ ہونے دیا۔ اور یہ حضرت انتہائی محبت، شفقت اور انہماک سے یہ ہمہ وقت آپ کی طرف متوجہ رہے۔

تعلیم :۔ مولانا طاہر جرولی کا تعلیمی سلسلہ سرکار ناصر الملت مولانا سید ناصر حسین قبلہ کی "بسم اللہ" سے آغاز ہوا۔ اور قرآن، دینیات،

اُردو، وفارسی کی ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے نانا سے حاصل کی
پانچویں کلاس سے شیعہ کالج میں داخلہ ہوا۔ جہاں سے آپ نے انٹرمیجیٹ
کا امتحان پاس کیا۔ پھر لکھنؤ یونیورسٹی میں داخلہ لے کر ۱۹۵۲ء میں
بی اے کی ڈگری حاصل کی، اور اسی یونیورسٹی سے ایل ایل بی کا
کورس مکمل کر کے وکالت کی ڈگری حاصل کی۔

اساتذہ :- ناصر الملّت، نصیر الملّت اور سعید الملّت کے
کے علاوہ شیعہ کالج کے اساتذہ میں پروفیسر اکبر علی، ماسٹر تلمیذ حسین،
ماسٹر امیر حسین صاحبان نیز یونیورسٹی کے اساتذہ میں پروفیسر یوسف
حسین و پروفیسر احتشام حسین کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ جن کی بھرپور علمی
صلاحیتوں سے مولانا طاہر جرولی نے استفادہ کیا، اور دینی تعلیم کے سلسلے
میں آپ زیادہ تر ملّا احمد حسین صاحب قبلہ سے وابستہ رہے۔

اِسکولی سرگرمیاں :- شیعہ کالج کی "انجمن طلّاب" کے بانیان
میں آپ کا نام سرفہرست تھا۔ اس کے علاوہ کالج کی طرف سے منعقد
علمی ادبی اور تقریری مقابلوں میں آپ انتہائی سرگرمی سے حصّہ لیا کرتے
تھے۔ اور دورانِ تعلیم "یونین" کے سیکریٹری بھی رہے۔

وکالت :- لکھنؤ یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کرنے
کے بعد آپ نے تحصیل قیصر گنج، ضلع بہرائچ اور پھر لکھنؤ میں وکالت
شروع کی لیکن یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکا، اور بالآخر
ذاکری کی مصروفیات نے اسے منقطع کر دیا۔

ذاکری :- ذاکری کی ابتدا جرول میں مرثیہ خوانی سے ہوئی۔ جہاں
آپ عشرہ محرّم میں دو دورے کی مجلسیں پڑھا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ مرثیہ خوانی

ذاکری میں تبدیل ہوئی اور ۱۹۴۵ء سے آپ باقاعدہ صف ذاکرین میں شامل ہوئے۔ فنِ خطابت کی غیر معمولی صلاحیتوں نے آپ کو "خطیبِ ایمان" کے خطاب سے نوازا۔ حق گوئی اور زبان و بیان کی قدرت نے منزل کمال تک پہنچایا اور خطابت کی شہرت جرول اور لکھنؤ کی سرحدوں سے نکل کر تمام ہندوستان و بیرونی ممالک میں پھیل گئی۔ آپ نے ہندوستان سے نکل کر پہلا عشرہ ۱۹۵۸ء میں کراچی پاکستان مارٹن روڈ کے امباڑہ میں پڑھا۔ اور اس طرح پڑھا کہ پاکستانی علماء، آپ کے انداز بیان، لہجہ کی روانی اور تقریر کے استدلال پر حیران و ششدر رہ گئے۔ یہ ۳ سلسلہ جاری رہا۔ پھر کسی مصلحت کی بنا پر پاکستانی مارشل لاء گورنمنٹ نے آپ کو ویزا دینے سے انکار کر دیا۔ تو آپ ۱۹۶۱ء سے کلکتہ میں عشرہ پڑھنے لگے اور یہ سلسلہ ۱۹۸۱ء تک یعنی مسلسل بیس سال تک جاری رہا۔ ہندوستان میں کلکتہ، احمد آباد، بنگلور، حیدرآباد اور بھاؤ نگر اور بمبئی وہ مخصوص شہر ہیں جہاں آپ برابر مجلسیں پڑھا کرتے تھے۔ بیرونی ممالک میں پاکستان کے علاوہ افریقہ، کناڈا، یورپ، امریکہ، عراق، دوبئی، شارجہ، مسقط، قطر اور بحرین وغیرہ کی مجالس میں بھی آپ کی خطابت نے اپنی عظمت کا چراغ روشن کیا اور اپنی عالمانہ و مفکرانہ استدلالی تقریر سے اسلام کے پیغام کو دنیا کے گوشے گوشے میں عام کیا۔

آپ عالمی حالات پر جستجو آمیز نظر رکھتے تھے۔ اور جس ملک میں تقریر کرتے وہاں کے حالات حاضرہ پر تبصرہ اور واقعات کی مثالوں سے سامعین کو حیرت زدہ کر دیا کرتے تھے۔ ذاکری کے قدیم فن میں حالات

حاضرہ کی پیوند کاری مولانا طاہر جرولی کا یادگار اور بے مثال کارنامہ ہے

شاعری :- مولانا طاہر جرولی ایک کہنہ مشق شاعر بھی تھے۔ اور مختلف اصنافِ سخن میں آپ اپنے ذوق شعری کو تسکین دیا کرتے تھے خصوصی طور پر سلام، نوحے، قصائد اور مرثیے آپ کی توجہ کا مرکز تھا۔ قصائد کی محافل میں اپنی بے پایاں مصروفیات کے باوجود پابندی سے شرکت فرمایا کرتے تھے۔

شخصیت :- مولانا طاہر جرولی ایک فعال اور مقناطیسی شخصیت کے مالک تھے، اور اخلاق حسنہ آپ کی فطرت میں داخل تھا۔ چنانچہ آپ سے گفتگو کرنے والا شخص متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ آپ مختلف شیعہ اداروں کی بقا، ترقی اور توسیع کے لئے انتہائی خلوص، محنت اور لگن سے کام کیا۔ شیعہ کالج، درگاہ حضرت عباسؑ، روضہ زینبیہؑ، ناصریہ لائبریری، آل انڈیا شیعہ کانفرنس مزار شہید ثالث آگرہ اور شیعہ کونسل آف انڈیا جیسے ادارے آپ کی خصوصی توجہ کا محور تھا جن کی بقا اور سلامتی سے آپ اپنی آخری سانس تک غافل نہیں رہے۔ آپ کی ادبی، سماجی، دینی اور ملکی خدمات کا ذکر اس مختصر سے مضمون میں ممکن نہیں۔

زیارتیں :- زیارتوں کی غرض سے آپ نے کئی سفر کئے۔ ۱۹۴۷ء میں پہلی بار ایران و عراق کا سفر کیا۔ اس سفر میں آپ کی والدہ اور بہنیں ہمراہ تھیں۔ دوسری بار پھر ایران و عراق کا سفر ۱۹۶۲ء میں کیا۔ اس سفر میں آپ کی اہلیہ اور بڑی صاحبزادی جو چند ماہ کی تھیں۔ آپ کے ساتھ تھیں۔ تیسری بار ۱۹۶۶ء میں اہل و عیال کے

ہمراہ آپ نے سفر زیارت اختیار کیا۔ اور بیت المقدس و شام وغیرہ کی زیارتوں سے مشرف ہوئے۔ چوتھی بار ۱۹۶۹ء میں زیارت کا شرف حاصل کیا۔ پانچویں بار ۱۹۷۸ء میں اور چھٹی بار ۱۹۸۰ء میں کربلائے معلّٰی کی زیارتیں کیں۔ ۱۹۸۱ء میں اہلیہ کے ہمراہ فریضۂ حج ادا کیا۔ اور ۱۹۸۶ء میں افریقہ کی واپسی پر عمرہ کیا اور پھر حج کرنے کے بعد شام و عراق کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۸۷ء میں آخری بار اہلیہ اور دو بیٹیوں کے ہمراہ ایران تشریف لے گئے۔ جہاں سے آپ نے سفر آخرت اختیار کیا اور امام رضا علیہ السلام کی بارگاہ میں ہمیشہ کیلئے مہمان ہو گئے

سفرِ آخرت کی تفصیل:۔ خطیب الایمان، مولانا سیّد مظفر حسین طاہر جرولی کے سفرِ آخرت کی داستان موم۔ف کے بھانجے داماد سیّد شرافت حسین صاحب (جو عینی مشاہد ہیں) نے قلمبند کی ہے۔ جو طویل بھی ہے اور مفصل بھی، لیکن چونکہ صفحات کے دامن میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ہم اسے من و عن نقل کر سکیں۔ لہٰذا صرف اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

آپ رقمطراز ہیں کہ .....

"۱۹ نومبر کو ہمیں اطلاع ملی کہ خطیب الایمان مولانا سیّد مظفر حسین طاہر جرولی صاحب قبلہ "تحفظ و تقدس حرم" کے موضوع پر ایران میں ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے ۲۰ نومبر ۱۹۸۷ء کو ایرانی طیارہ سے تہران پہنچ رہے ہیں۔ رات میں نو بجے ہم ائیرپورٹ پہنچے۔ ساڑھے دس بجے جب مسافر باہر آنے لگے تو معلوم ہوا کہ مولانا، ان کی اہلیہ اور دونوں بچیوں کو جو زیارت کی غرض سے

مولانا کے ساتھ ایران آئی تھیں۔ وی آئی پی لانج سے ہوٹل پہنچا دیا گیا ۱۲ بجے رات میں ہم ہوٹل لالہ انٹرنیشنل پہنچے، جہاں مولانا کا قیام تھا۔

۲۱ نومبر ۱۹۸۶ء کو ہم "ایرانی حکام اور کانفرنس کے منتظمین کے اصرار کے باوجود کہ مولانا کی اہلیہ اور دونوں بچیاں مولانا کے ساتھ ہوٹل ہی میں رہیں۔ اپنے گھر لے آئے۔ ہمارے ساتھ مولانا بھی تشریف لائے اور ایک گھنٹہ رہنے کے بعد ہوٹل واپس چلے گئے۔

کانفرنس وزارتِ خارجہ کے کانفرنس ہال میں تھی، اور شرکائے کے قیام کے لئے حکومت کی طرف سے "لالہ انٹرنیشنل" بک تھا۔ جہاں سیکیوریٹی کے انتظامات بہت سخت تھے۔ ہوٹل کے اطراف میں مسلح افراد کو تعینات کر دیا گیا تھا اور پاسداران انقلاب کی پٹرول کار گشت لگاتی رہتی تھی۔ کسی بھی غیر متعلقہ شخص کو ہوٹل میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔ نامہ نگاروں اور مترجمین کے لئے مخصوص پاس جاری کئے گئے تھے۔ مہمانوں کو ہوٹل سے کانفرنس ہال لے جانے اور وہاں سے ہوٹل لانے کے لئے اسپشیل ڈی لکس بسوں کا بہتر انتظام تھا۔ ان بسوں کے آگے پٹرول کار اور موٹر سائیکلوں پر سوار مسلح افراد چلتے تھے۔ مگر جن مندوبین کو مہمانِ خصوصی کا درجہ دیا گیا تھا ان کے آنے جانے کے لئے بلٹ پروف مرسیڈیز کاروں کا انتظام تھا جنہیں پٹرول کار اور موٹر سائیکلوں کے ذریعہ اسکورٹ کیا جاتا تھا۔ یہ اعزاز چند ہی افراد کو دیا گیا تھا۔ ہندوستانی مندوبین میں خطیب الایمان اور پاکستانی مندوبین میں سے قائدِ ملت جعفریہ مولانا سید عارف حسین حسینی اور لبنان کے شیخ سعید شعبان کو مہمانِ خصوصی کا درجہ

دیا گیا تھا۔ جن کی سیکیوریٹی کا خاص انتظام تھا۔

مولانا موصوف نے کانفرنس کی مکمل رپورٹ تیار کی تھی جو کمیشنوں کی کارروائی، ان کے نتائج اور تقاریر کے خلاصہ پر مشتمل تھی۔ مگر افسوس کہ اختتامیہ اجلاس میں جب تھوڑی دیر کے لئے مولانا موصوف اپنی سیٹ سے اُٹھ کر کہیں گئے تو کسی نے اُن کی وہ فائل اُٹھالی اور اس کی جگہ دوسری فائل رکھ دی۔ جس میں سادے کاغذ رکھے ہوئے تھے۔ اس کا مرحوم کو بہت صدمہ تھا ..... اور بار بار اس کا ذکر کرتے تھے ...."

"۲۷ نومبر کی شام کو مرحوم گھر تشریف لائے۔ اور اپنی بچیّوں کو لے کر ہوٹل گئے۔ ۲۸ نومبر کی صبح کو امام خمینی سے ملاقات کی۔ دوپہر کے بعد ٹیلی ویژن کے انگریزی زبان میں مولانا موصوف سے انٹرویو لیا۔ رات میں کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر جب ہم سب کمرے میں اِکٹھا ہوئے تو مرحوم نے تذکرہ شروع کیا اور کہنے لگے۔ اچانک حرکت قلب بند ہونے سے جو موت آئے وہ کتنی اچھی ہوتی ہے، نہ کسی کو زحمت دی، نہ کسی سے تیمارداری کرائی اور خاموشی سے چلے گئے۔"

"۳۰ نومبر کو صبح ۹ بجے سازمان تبلیغات کے اعلیٰ اراکین سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد وزارتِ خارجہ کے ڈائرکٹر جنرل نے مولانا سے ملاقات کی جس میں آدھے گھنٹہ تک مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیالات رہا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد شاہ عبدالعظیم اور کوہ بی بی شہربانو کی زیارت کے لئے گئے اور دس بجے رات میں واپسی ہوئی۔

پہلی دسمبر کو صبح ۳ اٹھے۔ اور دُعاؤں سے فارغ ہونے کے بعد چائے ر

پی اور مختلف موضوعات پر باتیں ہونے لگیں مگر تمام موضوعات کا محور ایمان، عقیدہ اور محبت اہلبیتؑ تھا۔ ساڑھے نو بجے کے قریب ناشتہ آیا تو کہنے لگے کہ ساتھ لے جانے کے لیے ٹفن میں جو کھانا رکھا ہے اسے لاؤ اور اسی وقت کھالو، سفر پر جانا ہے پھر پتہ نہیں کب کھانا نصیب ہو۔"

کھانے سے فراغت کے بعد میں ٹیکسی لانے چلا گیا، اور گھر آیا تو بتایا کہ ٹیکسی آرہی ہے۔ عورتوں نے برقعہ پہننا شروع کیا۔ مولانا لباس تبدیل کرنے گئے اور واپس کمرے میں آکر بیڈ کے بجائے، زمین پر بچھے ہوئے قالین پر ہی لیٹ کر آنکھیں بند کرلیں۔ چونکہ تین چار روز قبل کمر میں درد اٹھا تھا۔ اس لئے میں سمجھا کہ شاید پھر کمر میں درد اٹھا ہے جس کی شدت سے آنکھیں بند کرلیں ہیں۔ مگر جب شانہ ہلایا تو نہ آنکھیں کھولیں اور نہ کوئی جواب دیا۔ عورتوں نے گریہ اور دعائیں شروع کردیں، میں ڈاکٹر کو لینے چلا گیا۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ حرکت قلب بند ہوجانے کے باعث موت واقع ہوچکی ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

دن میں دس بجے انتقال ہوا۔ ۱/۲ ۱۲ بجے کے قریب پاکستان اسکول اینڈ کالج کے وائس پرنسپل شبیر صاحب نے کہا کہ مرحوم کا منہ کھلا ہوا ہے اسے کسی کپڑے سے باندھ دو۔ جب ہم اس کام کے لئے کمرے میں پہنچے تو منہ خود بخود بند ہوچکا تھا۔ اس بات نے ہر ایک کو متحیر کردیا۔ پھر شام کو چھ بجے ایمبولینس آئی اور میت کو میڈیکل سنٹر پہنچا دیا جاتا ہے۔ یہی ادارہ میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنے اور دفن کرنے کا،

اجازت نامہ صادر کرتا ہے۔ اگر موت اسپتال میں ہو تو پوسٹ مارٹم نہیں ہوتا لیکن اگر موت گھر میں ہو تو پوسٹ مارٹم کے بغیر دفن کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔ اب ہمارے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ مرحوم کی، میت کو پوسٹ مارٹم سے کیسے بچایا جائے۔؟ رات میں ۸ بجے سازمانی تبلیغات انٹرنیشنل آفیسر کے انچارج حجۃ الاسلام تسخیری کو ٹیلی فون کیا۔ موصوف نے میڈیکو لیگل سنٹر کے ڈائرکٹر کو ٹیلی فون کیا۔ مگر اس نے یہ کہہ کر ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا کہ چونکہ موت گھر میں ہوئی ہے۔ اس لئے پوسٹ مارٹم ضروری ہے۔ آقائے تسخیری نے آقائے جنتی کو اپروچ کیا انہیں بھی یہی جواب ملا۔ صبح ۱/۲ ۱ بجے سپریم جوڈیشنل کاؤنسل کے چیئرمین اور چیف جسٹس آیت اللہ موسوی اردبیلی کا ٹیلی فون آیا جس کے بعد میڈیکو لیگل سنٹر کے ڈائرکٹر نے پوسٹ مارٹم کے بغیر میت کو مشہد لے جانے اور وہاں دفن کرنے کا اجازت نامہ صادر کر دیا۔

غرضیکہ مولانا طاہر جرولی کے وہ ورثا جو وہاں موجود تھے۔ میت کو لے کر ۳ دسمبر ۱۹۸۷ء کو مشہد پہنچے۔ جہاں ۳ بج کر کچھ منٹ پر روضہ کا طواف کرایا گیا۔ نماز جنازہ ادا ہوئی۔ مرحوم کی اہلیہ اور بچیوں نے آخری دیدار کیا اور غروب آفتاب کے ساتھ آسمان خطابت کا آفتاب بھی ہمیشہ کے لئے امام رضا علیہ السلام کے جوار رحمت میں غروب ہو گیا۔

۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء سے مولانا طاہر جرولی نے اپنا سفر حیات شروع کر کے یکم دسمبر ۱۹۸۷ء کو ختم کیا۔ آپ کے نام سید مظفر حسین صاحب طاہر جرولی سے سال وفات کا مادۂ تاریخ ۱۹۸۷ء برآمد ہوتا ہے۔

مولانا طاہر جروَلی کا عقد، جنوری ۱۹۶۰ء میں اپنے ددھیالی خاندان میں محسن صاحب کی صاحبزادی سے ہوا۔ اور ماشاء اللہ چار فرزند میسم کاظم، عمار میاں، عابس میاں اور شوذب میاں، نیز دو لڑکیاں اس خوشگوار شادی کی یادگار ہیں۔ چاروں فرزند اب خدا رکھے خود بھی ذاکر ہیں۔ خدا انہیں زندگی میں کامیابیوں اور کامرانیوں سے سرفراز کرے۔ آمین!

(مولانا) سیّد علی عباس طباطبائی

(بشکریہ :- اسلام اور عزاداری)

پہلی مجلس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ ۝ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَغْرِبَیْنِ وَالْمَشْرِقَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ "صلوات" وَعَلٰی اَھْلِبَیْتِہٖ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَآءِھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ

فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

مَثَلُ اَھْلِبَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ وَھَوٰی

برادرانِ ایمانی! سرورِ کائنات ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ہمارے اہلبیتؑ کی مثال سفینۂ نوحؑ جیسی ہے جو بھی اس کشتی میں آگیا اسے "نجات" مل گئی اور جس نے اس کشتی کو چھوڑ دیا وہ فنا ہوگیا۔ انجمن امامیہ بمبئی کے عشرہ مجالس میں جو امامباڑہ ببر علی "زینبیہ" بمبئی میں منعقد ہوتا آرہا ہے اور اس سال ۱۴۰۸ھ میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں جس حدیث کو میں نے اپنا سرنامۂ سخن قرار دیا ہے۔ انشاء اللہ اسی حدیث پر دسوں مجالس ہوں گی اور موضوع ہوگا "نجات" تو "نجات" کے لئے سب یہی کہتے ہیں کہ جناب مسلمان ہو جایئے۔ انشاء اللہ نجات مل جائیگی تو عالم اسلام میں داخل ہونے کے لئے کلمہ پڑھا۔ ہم مسلمان ہوئے اور جب مسلمان ہوئے تو جو کچھ حضور نے کہا ہم اس پر عمل کریں۔ ان کے بتائے ہوئے راستوں پر چلیں، روزہ رکھیں نماز پڑھیں حج کو جائیں، زکوٰۃ دیں، عقائد کہیں اور اعمال کہیں رکھیں، اس لئے کہ ہم کو جہنم سے نجات ملے۔ اور انشاء اللہ ہم قیامت کے بعد جنت میں داخل ہوں۔ اور پھر وہ زندگی کہ جس کے بعد موت نہیں ہے چین سے سکون سے بسر کریں۔ انسان کو موت ہے چاہے

سکون سے زندگی بسر کر رہا ہو چاہے تکلیف سے بسر کر رہا ہو جب بھی موت ہے۔ اور
آئیگی اور اس سے کسی کو مفر نہیں، جتنی بھی دنیا کی آبادی ہے انھیں قیامت میں دو حصوں
بٹنا ہے۔ یا جنّت میں جانا ہے یا جہنّم میں جانا ہے۔ اگر ہم کسی انسان سے پوچھیں کہ
مرنے کے بعد کہاں رہنا پسند کروگے، تو شاید ہی کوئی بے عقل اور بے وقوف انسان ہو جو
جہنّم کا نام لے۔ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ ہم جنّت میں رہیں، تو جب ہر انسان جنّت
میں رہنا چاہتا ہے تو سوال یہ ہے کہ اس کے لئے کیا کرنا ہوگا؟ یعنی ہم کیا کریں جو انشاءاللہ
ہمارے لئے جنّت یقینی ہے۔ تو پہلا جواب جو عالم اسلام سے آتا ہے وہ یہی ہے کہ مسلمان ہو جاؤ
اسلام لے آؤ انشاءاللہ جنّت مل جائے گی۔ اللہ کے وجود کا اقرار کرلو، توحید کے قائل ہو
جاؤ اس کے رسولوں پر ایمان لے آؤ چاہے نام بھی نہ معلوم ہو۔ لیکن کم از کم تعداد پر
ایمان لے آؤ۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء پر ایمان لے آؤ۔ اگر میں امّت مسلمہ کے تہتّر
فرقوں کے علماء سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کے نام پوچھوں تو کوئی نہیں بتا پائیگا۔ انصاف
سے بتاؤ مسلمانوں! نام تک نہیں بتایا سب کے خالی گنتی بتادی۔ تو مسلمان ایمان
لانے کو تیار ہے، اور بارہ کی گنتی ہی نہیں بتائی بلکہ نام بھی بتادئیے اور مسلمان ایمان لانے
کو تیار نہیں "صلوات" رسالت پر ایمان لے آؤ اور آخری رسولؐ ختمی مرتبت کی شریعت
پر عمل کرو جس جس بات کا رسولؐ نے حکم دیا ان پر عمل کرو اور اسی دین اسی اسلام پر مرجاؤ
جنّت یقینی ہے۔ یہ بہت سہل بات ہے مسلمان بننا کوئی مشکل تھوڑا ہی ہے مسلمان رہنا
مشکل ہے۔ مسلمان بننا بہت آسان بات ہے کوئی بھی مسلمان ہو سکتا ہے کوئی اَشْهَدُ اَنْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہہ سکتا ہے، تو کہنا بھی خالی
یہی کافی نہیں ہے کہ آپ نے مان لیا۔ تو کہا بھئی ٹھیک ہے عمل بھی کرلیں گے۔ تو اگر ہم نے
سارے احکاماتِ رسولؐ پر عمل کرلیا تو ہماری جنّت یقینی ہے؟ کہا نہیں، ارے نہیں کیوں
کہا؟ کہا رسول اللہؐ نے کہا ہے کہ ہمارے بعد تہتّر فرقے ہوں گے، اور ایک فرقہ جنّت

میں جائے گا۔ تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ نجات کیلئے صرف مسلمان ہونا کافی نہیں ہے کسی فرقے میں بھی ہونا پڑے گا" صلوات" تو اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں کہ ایک ہی فرقہ جنّت میں جائے گا۔ تو وہ کون سا فرقہ ؟ کیا وہ ہمارا فرقہ ہے جس میں ہم ہیں۔ کوئی بھی دوسرے فرقے کا نام نہیں لیتا ہمیں حسرت رہ گئی کتابیں چھان لیں کسی فرقے کے عالم نے یہ لکھا ہو کہ فلاں فرقہ جائے گا کسی نے دوسرے فرقے کا نام نہیں لکھا۔ کیوں لکھے گا جناب ؟ لکھے گا تو اپنا فرقہ بدل دے گا خالی لکھنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ یہ سب لکھتے ہیں کہ تہتر میں صرف ایک جائے گا۔ یہ کوئی نہیں بتاتا کہ کون جائے گا۔ سب یہی کہتے ہیں کہ ہم جائیں گے۔ تو یہ طے ہے کہ ایک جائے گا؟ جائے گا تو ایک۔ تو کیا ایک ہی مسلمان ہوگا ؟ مسلمان تو سبھی ہیں تو اس سے ثابت یہ ہوا کہ خالی اسلام بھی نجات کیلئے کافی نہیں ہے" بلکہ کسی فرقے میں شامل ہونا پڑے گا۔ تو وہ کون فرقہ ہے ؟ کہا دیکھئے فرقہ وارانہ بات نہ کیجئے" صلوات" تو آپ غور فرمائیے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یعنی مسلمان یہ کہہ رہے ہیں کہ فرقے کی بات مت چھیڑیئے جناب اس میں جھگڑے کی بات ہے۔ اچھا نہیں کریں گے تو کاہے کی بات کریں ؟ کہا اسلام کی بات کیجئے تو کیا خالی اسلام سے نجات مل جائے گی ؟ کہا نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ سب مسلمان تو ہوں مگر نجات نہ ملے کسی کو" صلوات" اس کا مطلب یہ ہے کہ نجات کیلئے اس مسئلے پر بھی غور کرنا پڑے گا کہ نجات کسے ملے گی ؟ حضورؐ کہہ رہے ہیں ایک فرقہ جائے گا جنت میں تہتر میں ایک ناجی ہوگا اور فرقہ بنتا نہیں بغیر فرق کے تب اس کا مطلب یہ نکلا مجھ ایسے جاہل کیلئے کہ رسول اللہؐ نے کہا کہ میں جو اسلام چھوڑے جا رہا ہوں اس پر نجات نہیں ملے گی۔ اس میں تھوڑا تھوڑا بدلنا سب بدلنا اب جس کا بدلا ہوا دین اللہ کو پسند آجائے گا اسے نجات مل جائے گی۔ کہا دیکھئے کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ تیس برس میں رسول اللہ نے اتنی محنتوں

سے اسلام پہونچا یا اور آپ کہتے ہیں اس میں نجات نہیں، تو یہ کیجئے جناب! مگر اب آپ
تو یہ کیجئے! حضورؐ کے اس قول کا یہ مطلب نکلا کہ تہتّر فرقوں میں ایک ہی کے پاس اسلام
رہ جائے گا۔ یعنی نجات اسلام ہی سے ملے گی۔ لیکن چونکہ فرقے اسلام کو بدل دیں گے
لہذا نجات نہیں ملے گی۔ اور جو فرقہ اسلام کو نہیں بدلے گا۔ قرآن میں ترمیم نہیں کریگا
معنی نہیں بدلے گا میری سیرت نہیں بدلے گا۔ اس سے ایک بات اور بھی ثابت
ہوگئی کہ چاہے سب بدل ڈالیں مگر ایک ایسا بھی ہوگا جو نہیں بدلے گا" صلوات "
اب یہ سب نتیجے نکل رہے ہیں کہ نہیں آپ کے سامنے؟ کہ اگر "نجات" ملے گی تو اسلام
ہی میں ملے گی، مگر اس اسلام پر عمل کرنے سے نجات ملے گی جس اسلام کو رسول اللہؐ
لے کر آئے تھے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ لیکن اگر ہم نے اس اسلام کو
قبول کر لیا جس میں ذرا سی بھی تبدیلی کر دی گئی تو نبی کا مقصد یہ ہے کہ نجات نہیں
ملے گی، نجات اسی کو ملے گی جس نے تبدیلی نہ کی ہو، تو اب یہ ڈھونڈھا جائے کہ کس
نے تبدیلی کی کس نے تبدیلی نہیں کی تو کتنے بڑے جھگڑے کی بات ہے، کہ نہیں؟
لیکن اگر کسی فرقے کا نام لوں کہ ان لوگوں نے کی، تو فرقے والے ڈنڈے لے کر آجائیں گے
تمہیں کیا حق ہے کہنے کا کہ ہم نے تبدیلی کی؟ کوئی سننے کو تیار نہیں ہے۔ لیکن نبیؐ کہتے
ہیں کہ تم نے تبدیلی کی۔ تبھی تو نجات سے محروم ہوئے۔ کہا کون کس کو الزام دے کہ
کس نے تبدیلی کی؟ کس نے نہیں کی جھگڑے کی بات ہے کہ نہیں؟ تو اس کو یوں طے کر لیجئے؟
کہ جو خود کہہ دے کہ ہم نے تبدیلی کی، "صلوات" اگر تاریخ میں یہ لفظیں مل جائیں کہ ہم
نے تبدیلی کی تو ہم اس کا قول بیان کر دیں گے۔ ہم نے تو کچھ کہا نہیں۔ "صلوات" تو نبیؐ
اس بات کی طرف لوگوں کو متوجہ کر گئے کہ دیکھو! طوفان اٹھے گا، سیلاب آئیں گے،
آندھیاں چلیں گی، بجلیاں کڑکیں گی، میرا دین بدلا جائے گا۔ میرے لائے ہوئے اسلام
میں تبدیلیاں کی جائیں گی، ان سب میں تم ڈوبو گے۔ اور ڈوب ڈوب کے جہنم جاؤ گے

توجب رسولؐ خطرے کی خبر دے رہا تھا۔ تو کیا اس کا فرض نہیں کہ وہ خطرے سے بچنے کا طریقہ بتائے؟ سوچنے کی بات ہے کہ کیا کوئی مسلمان یہ عقیدہ رکھ سکتا ہے کہ رسولؐ خطرے کی اطلاع تو دیں، اور خطرے سے بچنے کی ترکیب نہ بتائیں؟ عقل کے خلاف ہے نہیں کہ نہ بتایا ہو بتایا ہوگا۔ تو ایک حدیث مجھے ملی اور یہ متفقہ حدیث ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ متفق بین الفریقین ہے۔ یعنی علمائے شیعہ نے بھی لکھا ہے۔ اور علماءِ اہلِ سنّت نے بھی لکھا ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار کہا کہ میرے اہلبیتؑ کی مثال سفینۂ نوحؑ جیسی ہے، جیسے نوحؑ کا سفینہ تھا ویسے ہیں میرے اہل بیتؑ جو سفینہ میں آجائیگا اسے نجات ملے گی، اور جو سفینہ کو چھوڑ دیگا۔ وہ ڈوبے گا مرے گا جہنم جائے گا۔ صلوات یہ حدیث شریف ہے رسول اللہؐ کی۔ اس پر گفتگو ہوگی، نہ گفتگو شیعہ پر ہوگی، نہ سنّی پر ہوگی، نہ حنبلی پر، نہ مالکی پر، نہ وہابی پر، نہ دیوبندی پر، نہ بریلوی پر، گفتگو ہوگی نجات اور مسلمان پر، تو جو مسلمان ہو وہ آرام سے سُنے آکر کیوں کہ نبیؐ نے حدیث میں کوئی قید نہیں لگائی تو مجھے کیا حق ہے قید لگانے کا۔ رسول اللہؐ نے جب کسی کو مخاطب نہیں کیا فرقے کے لحاظ سے تو مجھے کیا حق ہے کہ میں مخاطب کروں۔ رسول اللہؐ نے کہا ہوتا اے شیعو! اے سنّیو! اے مالکیو! اے حنبلیو! اے وہابیو! اے بریلیو! تو میں بھی کہتا۔ انھوں نے تو کچھ کہا نہیں، انھوں نے تو کہا کہ میرے اہلبیتؑ کی مثال سفینۂ نوحؑ جیسی ہے۔ جو سفینہ میں آجائے گا وہ بچ جائے گا۔ جو چھوڑ دے گا وہ ڈوبے گا جہنم جائے گا۔ نبیؐ کا فرمانا یہ ہے کہ نجات اس کو ملے گی جو سفینے میں آجائے گا۔ کہا ایک سفینے میں سب کیسے آجائینگے۔ ارے بھئی تو نبیؐ نے نوحؑ کا سفینہ کہا ہے نبیؐ کے سفینے میں جو جو ایمان لاتا گیا وہ سفینے میں آتا گیا۔ میں نے تاریخ میں پڑھا ہے کہ سفینے میں انسان کے ساتھ ساتھ جانور بھی تھے گھوڑے تھے، ہاتھی تھے، چیتے تھے، بھالو تھے۔ گدھے بھی تھے، تھے کہ نہیں تھے؟ اور جو تھے وہی ہیں آج دنیا میں۔ میں کیا کہہ رہا ہوں۔

یعنی مثال دی ہے کہ شرط آنے کی ہے۔ اماں عقل کے گدھے سہی اگر آجاؤ تو بچ جاؤ گے صلوات" اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہاں لفظ ہے "نجات کا دیکھئے! جنت جانا ہے ۷۳ فرقوں والی حدیث میں بھی "نجات" کا لفظ اور یہاں سفینے والی حدیث میں بھی "نجات" کا لفظ ہے جنت کا لفظ نہیں ہے۔ بڑا فرق ہے لفظوں میں، قانون میں صرف لفظیں دیکھی جاتی ہیں۔ اور پھر وہ رسول کہہ رہا ہے جو بغیر وحی کے بولتا ہی نہیں۔ لہٰذا اس نبیؐ نے کہی ہی نہیں جنت کی بات۔ "نجات" کی بات کہی ہے، حالانکہ "نجات" ذریعہ ہے جنت کا۔ جنت جانے کی بات نہیں کہی جہنّم سے بچ جانے کی بات کہی۔ کیا فرق ہے دونوں باتوں میں؟ اگر جنّت کہہ دیتے تو سب اعمال کلیر کر دیتے۔ لفظ "نجات" کا کہا، "نجات" کا مطلب یہ ہے کہ ہر فرقہ جہنّم میں گھرا ہوگا۔ اب جو چھوٹ گیا اس کو "نجات" مل گئی۔ اور جو نہ چھوٹا وہ تو جہنّم میں گھرا ہے ہی۔ "نجات" لفظ کے معنی ہیں چھڑانا چھوٹنا۔ اب اگر میں منبر سے بیٹھ کر کہوں کہ مجھے چھڑاؤ۔ خدارا مجھے چھڑاؤ۔ اب سارا مجمع کہے گا کس سے چھڑاؤں؟ کون آپ کو پکڑ رہا ہے؟ اب اسی کو حدیث سے کہہ رہا ہوں۔ "مجھے نجات دلا دیجئے"۔ اے مسلمانوں تمہیں اللہ کی قسم مجھے "نجات" دلا دیجئے۔ تمہیں رسول اللہؐ کی قسم مجھے "نجات" دلا دو۔ دماغ خراب کیا ہے۔ ارے کچھ بتائیے تو کس نے آپ کو پکڑا ہے؟ تو "نجات" کے ساتھ کچھ پکڑنے کا تعلق ہے، تو نبیؐ نے کیا حسین اشارہ کیا ہے کہ کم بختو! تمہارے اعمال کچھ ایسے ہوں گے کہ جہنّم سے چھوٹنا مشکل ہے (میں کچھ کہہ رہا ہوں) ہم تمہیں چھوٹنے کی کچھ ترکیب بتا دیتے ہیں" صلوات" اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا رسولؐ اس بات پر یقین نہیں رکھتا کہ اکثریت مسلمانوں کی مستحق جنّت قرار پائے گی۔ بلکہ اسے خطرہ ہے کہ یہ کمبخت (میں کچھ کہہ رہا ہوں) دنیا میں پڑ کے اپنے لئے جہنّم مول لے لیں گے۔ تو انھوں نے کہا کہ میں ۷۳ میں ایک کو چھڑا دوں گا۔ جب چھڑانے کی بات ہے تو آپؐ سب کے نبیؐ ہیں تو سب کو چھڑائیے! یا رسول اللہؐ آپ رحمۃ اللعالمینؐ ہیں۔ سارے عالم کیلئے

آپ رحمت ہیں تو سارے مسلمانوں کے لئے آپ رحمت بنئے۔ سب کو نجات دلائیے۔ تو رسولؐ کہیں گے جی تو میرا چاہتا ہے کہ سب کو نجات دلا دوں۔ مگر تمہارا فرقے بنانا دلیل ہے کہ میں تو چاہتا ہوں کہ سب کو نجات دلا دوں مگر تمہارے علماء نہیں چاہتے کہ سب کو نجات ملے (میں کچھ کہہ گیا) (صلوات) نہیں تو اور کیا معنٰی؟ نبیؐ کے بعد دوسرا نبیؐ تو ہے نہیں؟ نبیؐ کا یہ کہنا کہ تمہارے تہتر فرقوں میں ایک کو نجات ملے گی تو پھر یا رسول اللہؐ آپ کہئے کہ تہتر ہزار بھی ہوں تو سب کو نجات ملے گی۔ تو نبیؐ کہیں گے میں کیا کروں جب اللہ سب کو نجات دینا نہیں چاہتا تو میں کیا کروں؟ کیسے وعدہ کر لوں۔ اور پھر قیامت میں پیچھا کیسے چھڑاؤں گا؟ کہ آپ تو کہتے تھے مسلمانوں کو نجات ہے، کیا ہم مسلمان نہیں تھے؟ اسی لئے نبیؐ نے کہا سنا نے دیتا ہوں کہ ایک کو نجات ملے گی۔ اس ایک سے نبیؐ کو کیا پیار ہے کہ جس کی نجات کا اعلان کر رہا ہے؟ اور ان باقی سے کیا نفرت ہے کہ سب کو جہنم میں جانے کی خبر دے رہا ہے؟ تو نبیؐ کہیں گے نہ پیار کی بات ہے نہ نفرت کی بات ہے یہاں نبوت کی بات ہے، نبیؐ جانتے تھے ایک ہی سُنے گا میری اور باقی سُنیں گے ہی نہیں (صلوات) اور یہ منزل آئے گی تو سمجھا جائے گا مسلمانوں کو کہ نبیؐ بہتر ہے سب سے اور یہ جانتے تھے نبیؐ کہ مسلمان اپنا سا بنا لیں گے اپنے جیسا کہہ دیں گے ہمارے جیسے تھے، ہمارے جیسے تھے، تو ہمارے تو ہیں تہتر فرقے کیا نبیؐ میں بھی تہتر فرقے تھے؟ جیسے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اس لئے کہ تم اجماع ہو میں نص ہوں۔ (توجہ چاہتا ہوں) تم مختلف الخیال ہو ان کے خیال مختلف ہیں۔ وہ پابند وحی تھے اس منزل پر قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ کیوں کہا تہتر میں ایک اس لئے کہ نبیؐ جانتے تھے ایک ہی باقی رہے گا میرے دین پر تو کچھ طریقہ تو بتائیے باقی رہنے کا؟ کہا اب کیسے بتاؤں، جب کہ مثال دے کر بتا دیا کہ میرے اہل بیتؑ کی مثال سفینۂ نوحؑ جیسی ہے جو آ گیا اسے نجات جس نے چھوڑ دیا جو نہیں آیا وہ ڈوب جائے گا۔ اب اس سے

بڑھ کر اور کیا سمجھاؤں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان نہیں جا سکتا جنّت میں (میں کچھ کہہ رہا ہوں) مسلمانوں کا ایک فرقہ جنّت میں اپنے بل بوتے پر چل کر نہیں جا سکتا ۔ جنّت میں خالی کشتی جائے گی ۔ اب جس کو جنّت میں جانا ہو وہ کشتی میں بیٹھ جائے جنّت پہونچ جائے گا ۔ اور دیکھو کشتی چھوڑ دی تو ڈوب گئے ۔ اب نہ شیعہ ، نہ سنّی ، نہ حنفی ، نہ مالکی ، نہ شافعی ، نہ دیوبندی ، نہ بریلوی ، نہ وہابی ، بس مسلمانوں کے فرقے دو ہی ہیں ۔ ایک کشتی میں ہے ایک کشتی کے باہر ہے ۔ ایک فرقہ ہے حُبِّ اہلبیتؑ ، ایک فرقہ ہے بغضِ اہلبیتؑ (صلوات) میں نے اپنی بات پوری کر دی آج ہی ۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ اہلبیتؑ کی محبت اور اہل بیتؑ کی کشتی ضامنِ نجات ہے اور نجات سندِ جنّت ہے یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ یہ نہیں جائیں گے وہ نہیں جائیں گے ۔ جو کشتی میں ہوگا وہ جائے گا ۔ نبیؐ نے شیعہ سنّی کہا ہی نہیں ۔ میں جانتا ہوں میں نے یہ بات پڑھی کتابوں میں ، میں نے ملاقات کی ایسے لوگوں سے بات چیت ہوئی ایسے اہلسنّت حضرات سے جو شیدائے اہلبیتؑ ہیں سنّی مگر اہلبیتؑ کو دل و جان سے چاہتے ہیں ۔ ایسے بھی سنّی ہیں ، ہیں کو ٹیشن بھی دونگا جو سنّی تھے سنّی ہیں مگر شیدائے اہلبیتؑ ہیں ۔ اور اب تو ایسے شیعوں کو بھی جانتا ہوں جو شیعہ تھے شیعہ ہیں مگر دشمن اہلبیتؑ ہیں ۔ صلوات ،، میں نے اپنے موضوع کو واضح کر دیا تاکہ نہ مجھ سے شیعہ بگڑیں نہ سنّی خفا ہوں ۔ جو بھی اس ذکر سے منہ کو بگاڑ کر جانے لگے سمجھ لیجئے کشتی چھوڑ کے جا رہا ہے ۔ اور خوش ہو کے بیٹھ جائے سمجھ لیجئے کشتی میں آ رہا ہے ۔ یہ شیعہ سنّی تو نسل ہے حضور اس لئے کہ آج کوئی اسلام کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا نسل میں جو چلا آ رہا ہے وہی دُرست ہے نسلِ سنّی ہے تو سنّی ، شیعہ ہے تو شیعہ تو یہ نسل ہے اصل ہے محبت اہلبیتؑ اصل ہے وِلائے اہلبیتؑ ۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں سنّی ہو کے بھی مجلس میں آ جاتے ہیں ۔ اور بہت سے شیعہ ہو کے بھی کیا پڑھیں گے ، وہی

خندق وہی خیبر "صلوات" تو موضوع نجات دلوں جہ چاہتا ہوں، اور انحصارِ "نجات" ہے کشتی اور کشتی ہیں آلِ محمدؐ۔ تو موضوع چونکہ نجات ہے اور "نجات" موضوع پر مجھے بولنے کا حق تو نہیں۔ میں کہہ دوں کہ اس بات میں نجات ہے اس بات میں نجات ہے اور خدا نہ خواستہ نہ ہوئی، تو چاہے اللہ سے مجھے مل جائے، مگر آپ سے نجات تو نہ ملے گی۔ بھئی آپ ہی کے کہنے پر تو عمل کیا، آپ نے کہا سینما دیکھنے نہ جاؤ یہ نہ کرو وہ نہ کرو، تو میں کیوں کہوں کیونکہ نہ میں ضامنِ "نجات" ہوں، نہ میں مالکِ نجات ہوں، نہ میں مختار "نجات" ہوں۔ یہ تو وہی کرے گا جس کو "نجات" دینے کا حق ہے۔ تو میں نے حدیثِ رسولؐ پڑھی؟ "کہئے کہ حدیث رسولؐ نہیں ہے؟ نہیں نہیں حدیث رسولؐ تو ہے، ہے تو آپ کو انکار کیوں ہے؟ اس میں بحث ہی دلیل ہے کہ آپ نجات نہیں چاہتے "صلوات"، جب رسول اللہؐ نے کہہ دیا کہ ہمارے اہل بیتؑ کی مثال سفینۂ نوحؑ جیسی ہے۔ جو اس میں آجائے نجات پا جائے گا۔ جب طوفانِ نوحؑ آیا ہے تو کون بچا؟ کوئی نہیں بچا نا؟ وہی بچے جو کشتی میں آگئے۔ کیا مثال دی، کوئی بچا ہی نہیں کشتی کو چھوڑ کر، حد یہ ہے کہ نبیؑ کا بیٹا نہیں آیا تو نہیں بچا کشتی چھوڑ کر نوحؑ کی بیوی نہیں آئی تو وہ بھی نہیں بچی،" اور حضور اگر بیوی آگئی (میں کچھ کہہ گیا) صلوات،" جانور تک بچ گئے انسان نہیں بچا۔ مگر وہی بچا جو کشتی میں آیا۔ اتنی مضبوط۔ اتنی ٹھوس اتنی واضح مثال نبیؐ نے دی کہ اگر کوئی انسان یہ کہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ۔ اس کے مقدر میں "نجات" نہیں ہے۔ لیکن اگر آج بھی انسان غور کرے یا غور کرے کہ نبیؐ نے کیا فرمایا اور یہ کشتی کیا ہے؟ اور اس کشتی میں آنا کسے کہتے ہیں؟؟ اور اس کشتی میں ہم ہیں کہ نہیں ہیں، اور اگر ہیں تو کیسے بیٹھے رہیں پھاندیں نہیں (میں کیا کہہ رہا ہوں) اور اگر نہیں ہیں تو ڈوبنے سے پہلے کیسے کشتی میں آجائیں؟ پانی کا معاملہ یہ ہے کہ گھٹنے گھٹنے بھی آجائے تو کوئی ڈوبتا نہیں۔ کمر کمر بھی آجاتا ہے تو ڈوبتا نہیں، اجی گلے تک آجاتا ہے تو کوئی

ڈوبتا نہیں۔ مگر ہر ایک کا گلا ایک سائز کا نہیں ہے۔ کسی کا چار فٹ پر ہے کسی کا ساڑھے چار پر ہے کسی کا گلا چھ فٹ پہ ہے،، نوحؑ کے بیٹے کا گلا جانے کتنے فٹ پر تھا۔ اور پھر وہ بھی پہاڑ پر چڑھ گیا،، کشتی میں نہ آیا تو خدا نے نہ بچایا، پہاڑ کی بلندی نے نہ بچایا۔ اور گلے گلے آگیا تو آواز دی امی بچاؤ، امی بچاؤ، گلے گلے تک خیریت ہے گلے گلے پانی آکے بھی بیٹا آجاتا تو بچ جاتا۔ اب سوچئے کہ دشمنی آلِ محمدؐ آپ کے گٹّے گٹّے تک ہے کہ گھٹنے گھٹنے تک ہے کہ کمر کمر تک ہے؟ اگر آپ کے گلے گلے تک ہے تب بھی چلے آئیے تو بچ جائیے گا،، صلوات،، اگر گلے گلے تک شرک کا پانی، کفر کا پانی، الحاد کا پانی منافقت کا پانی آگیا ہو تب بھی بچنے کی گنجائش ہے مگر بلندیاں نہ ڈھونڈھئے بلندی نہیں بچائے گی کشتی میں آنا ہی بچائے گا۔ اور اب بھی چلے آئیے گلے گلے پانی ہے تو کیا کشتی پکڑ لیجئے۔ کوئی نہ کوئی ہاتھ پکڑ کے بچالے گا،، صلوات،، اگر گلے گلے پانی آگیا ہو تو چلے آئیے۔ کیا کسر رہ گئی تھی حرؑ کے ڈوبنے میں۔ صبحِ عاشور تک فوجِ یزیدی میں تھا۔ ڈوبنے کا امکان ہی نہیں یقین ہو گیا تھا۔ مگر گلے گلے تک آیا تھا۔ اور اس نے کشتی کا رخ کیا کتنی جلدی کشتی نے پہنچا دیا جنّت میں،، خون کے سیلاب بھی نہ روک سکے کشتی میں آنے سے۔ جو عذاب کے پانی میں ڈوب رہا تھا وہ اپنے ہی خون میں ڈوب گیا مگر خون میں ڈوب کے کشتی پا گیا۔ اگر کشتی مل گئی تو نجات مل گئی۔ حرؑ کی مثال موجود ہے، صبح عاشور کو کیا ہوا۔ حرؑ نے جان لیا کہ حسینؑ کے بچے پیاسے ہیں، اَلعَطَش اَلعَطَش کی صدا کانوں میں آرہی ہے،، کھانا نہیں ہے، پانی نہیں ہے بچّے پیاسے ہیں،، اور حرؑ یزیدی لشکر میں جہاں کھانا موجود ہے پانی بھی ہے۔ عیش و آرام ہے۔ جب روزِ شہادت آگیا اور آخری دن آگیا تو حرؑ چلا آیا۔ آیا تو جان بچ گئی اور کوثر کے کنارے پر آگیا۔ کس نے بچایا کشتی نے بچایا۔ رات بھر حرؑ مضطرب پریشان بیٹے نے کہا بابا آپ تو بڑے دلیر ہیں ہم نے آپ کو اکثر معرکوں میں دیکھا مگر اتنا پریشان

نہیں دیکھا کبھی آپ کو اتنا مضطرب نہیں پایا۔ کہا بیٹا اس وقت میں جنت و جہنم کے بیچ ٹہل رہا ہوں۔ یہ جنگ نہیں ہے۔ میرے لال اس میں ایک طرف جنت ہے اور ایک طرف جہنم ہے۔ کہا بابا پھر کیا سوچا؟ کہا جنت! جنت جائیں گے۔ کہا پھر دیر کیا؟ کہا بیٹا اجالا ہو جائے "آج جو ہم لاؤڈ اسپیکر لگا کر سارے مسلمانوں سے کہتے ہیں، یہ حُر کی تاسی ہے۔ پردۂ شب میں حُر نہیں آیا۔ عمر سعد کو بتا کے آیا۔ خولی کو بتا کے آیا شمر کو بتا کے آیا۔ میں جنت جا رہا ہوں یہ ہم محرم کے ذریعہ دنیا کے سارے مسلمانوں کو بتا رہے ہیں کہ ہم کشتی میں بیٹھ کے جنت جا رہے ہیں۔ آؤ! جس کو آنا ہو اور اگر کوئی روکے تمہیں تو عزاداری کا دشمن نہیں ہے وہ کشتی کا دشمن نہیں ہے وہ تمہاری نجات کا دشمن ہے۔ اُجالا ہوا، عمر سعد نے پوچھا حُر کہاں جا رہا ہے؟ کہا حسینؑ کی طرف جا رہا ہوں۔ کہا ملک رے نہیں چاہیئے؟ کہا کیا بکتا ہے، کہاں ملک رے کہاں جنت؟ پھر بڑھ کے عمر سعد نے کہا کہ حُر تو چلا جائے گا تو یزید تیرا گھر مسمار کرا دے گا۔ یزید تیرے بچوں کو قتل کرا دے گا۔ کہا مجھے ڈرا رہے ہو، ارے جب نبیؐ کا گھر برباد ہو رہا ہے تو میرے گھر کی کیا اہمیت میں بچے کو بھی قربان کروں گا۔ گھر جاتا ہے تو جائے میں جنت جاؤں گا۔ یہ کہہ کے گھوڑے کو ایڑ لگائی ابھی آدھا راستہ نہیں گیا، کہا بیٹا میرے دونوں ہاتھ رومال سے باندھ دے، دونوں ہاتھ بندھوائے کچھ آگے بڑھا کہا بیٹا میری عبا میرے سر پر رکھ دے تا کہ چہرہ چھپ جائے عبا سر پر رکھدی بیٹے نے، اتنے میں بیٹے نے کہا اللہ اکبر، کہا بیٹا کیا ہوا؟ کہا بابا انصار انِ حسینؑ آ رہے ہیں، آپ کے استقبال کو حُر رونے لگا۔ آگے بڑھا بیٹے نے پھر کہا، "اللہ اکبر" کہا بیٹا اب کیا دیکھا؟ کہا بابا شبیہ پیغمبر علیؑ اکبر آ رہے ہیں۔ اے بابا قمر بنی ہاشم ابو الفضل العباسؑ آ رہے ہیں۔ اب حُر کے گریہ کا عالم نہ پوچھئے۔ اتنے میں بیٹے نے کہا اللہ اکبر" بیٹا کیا دیکھا کہا بابا خود حسینؑ ابنِ علیؑ آ رہے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ گھوڑے سے کود پڑا۔ اور کہا

میرا بازو پکڑ کر لے چل میرے لال جیسے امامؑ سامنے آئیں بولنا، بیٹے نے کہا بابا امامؑ سامنے ہیں، حُر نے جھک کر قدموں پہ سر رکھ دیا حسینؑ اٹھا رہے ہیں اور وہ قدموں سے لپٹا ہوا ہے۔ کہہ رہا ہے آقا میری غلطی معاف ہو سکتی ہے؟ حسینؑ جھکے بازو پکڑ کر سینے سے لگایا۔ اے حُر میں نے معاف کیا میرے خدا نے معاف کیا یہ رحمۃ اللعالمینؐ کا نواسہ ہے جو گھیر کر بھرے کنبے کو کربلا میں لایا۔ اور بچے تین دن کے بھوکے پیاسے ہیں۔ وہ اسے معاف کر رہے ہیں۔ حسینؑ نے بتایا یہ ہماری جنگ نہیں ہے۔ ہم نے اس لئے یہ جہاد اختیار کیا ہے کہ لوگ کشتی پر آ جائیں، میں نے معاف کیا حُر۔ اور پھر قدموں پر جھک گیا فرزندِ رسولؐ معاف کر دیا؟ کہا ہاں معاف کر دیا، تو اب مرنے کی اجازت دے دیجئے؟ کہا حر کھانا نہیں ہے پانی نہیں ہے مگر تو مہمان ہے چل کر تھوڑی دیر سائے میں بیٹھ جا۔ حُر تڑپنے لگا کہا آقا خیمہ گاہ میں نہ جاؤں گا، کہا کیوں؟ کہا بچوں سے شرم آ رہی ہے۔ ارے بچے العطش العطش کہہ رہے ہیں۔ بس اب اجازت دیجئے کہ جہاد کروں، اور قدموں پر جان نثار کر دوں۔ حسینؑ ابن علیؑ نے کہا حُر اتنا اسرار ہے تو میں نے تجھے اجازت دی، اجازت پاتے ہی غلام کی طرف دیکھا بھائی کی طرف دیکھا بیٹے کی طرف دیکھا اب جوان بیٹے کو آواز دی میرے لال پہلے تو جا! جوان بیٹے کا مسئلہ ہے کوئی آسان بات نہیں ہے، جناب ابراہیمؑ نے تین دن خواب دیکھا تب بیٹے کے گلے پر چھری چلائی۔ وہ بھی آنکھوں پر پٹی باندھ کر۔ مگر اسلام کا اثر دیکھو کشتی میں آ جانے کا اثر دیکھو کہ بیٹے نے کچھ نہیں کہا اچھا بابا جا رہا ہوں۔ میدان میں پہونچ کر وہ جہاد کیا ہے حُر کے بیٹے نے کہ لشکر شام پریشان ہو گیا۔ کہا تیر چلاؤ، تیر چلنے لگے تیر چلانے والوں کا حلقہ تنگ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ تیر انداز قریب آ گئے سنبھلا نہ گیا۔ مقاتل میں لکھا ہے جو کچھ ساتھ نہ لائے وہ جھولیوں میں پتھر لائے تھے اور پتھر مارتے تھے۔ ہاں ارباب عزا

گھوڑے سے جب زمین پر آیا حُر کا بیٹا۔ تو دو آوازیں دی ایک آقا کو کہ آقا میرا آخری سلام قبول کیجئے۔ بلایا نہیں حسینؑ کو باپ کو آواز دی۔ بابا میں نرغۂ اعدا میں گھر گیا ہوں، حُر گھوڑے پر سوار ہوا تلوار نیام سے نکالی۔ اور لشکر کوفہ وشام پر جھپٹا۔ آواز دے رہا ہے حُر، کدھر ہے میرا بیٹا تم نے میرے بیٹے کو مار ڈالا؟ کوئی جواب نہیں لشکر حُر کو دیکھ کر بھاگ رہا ہے۔ یکایک حُر کے کانوں میں آواز آئی حُر ادھر آ؟ تیرا بیٹا ادھر ہے۔ آواز پر دوڑ گیا۔ حُر نے کیا دیکھا کہ حسینؑ بیٹھے ہیں بیٹے کا سر زانو پر ہے دعائیں دے رہے ہیں حسینؑ بس بیٹے کا غم بھول گیا۔ مولاؑ آپ کیوں آئے؟ مولا آپ تین دن کے بھوکے پیاسے ہیں۔ مولا آپ کو تو میرے بیٹے نے بلایا بھی نہیں تھا۔ امامؑ نے فرمایا حُر کیا کہا؟ میں نہ آتا تو کیا تجھے جوان بیٹے کی میت اٹھانے کو بھیجتا۔ مولاؑ حُر سے تو یہ کہا مگر جب جوان بیٹے علی اکبرؑ نے آواز دی تو کون تھا جو جوان بیٹے کا جنازہ اٹھانے جاتا۔ خالی چاہنے والی بہن نکلی تھی اے بھیا! تیری غریبی پر بہن نثار۔ الا لعنۃ اللہ

کیا قرآن میں تحریف ہوئی؟ قرآن کے اہلبیتؑ کون؟

کبھی میں پڑھی تھی "انجمن امامیہ" کے صد سالہ عشرہ مجالس کی

مولانا سید مظفر حسین صاحب طاہر جرولی کی یادگار مجالس

قرآن و اہلبیتؑ

حیدری کتب خانہ۔ ۱۵/۱۴ مرزا علی اسٹریٹ

دُوسری مجلس

برادرانِ ایمانی سرورِ کائنات ختمی مرتبت جناب محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرے اہل بیتؑ کی مثال کشتیِ نوحؑ کی جو اس کشتی میں سوار ہوگیا اس کو نجات مل گئی اور جس نے چھوڑ دیا تباہ ہوگیا برباد ہوگیا گمراہ ہوگیا کل سے آپ کے سامنے موضوع "نجات" پر گفتگو جاری ہے کہ "نجات" کیا ہے؟ نجات کیسے ملیگی؟ اور نجات ہی حاصلِ خلعتِ کائنات ہے۔ ہم انسان ہیں اللہ نے ہم کو خلق کیا ہے، اور اس لئے خلق کیا ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں، عبادت میں زندگی بسر کرنے کا فائدہ کیا ہے؟ تاکہ ہم کو جہنم سے "نجات" ملے، یعنی خاتمہ اور اختتام (کلوزنگ چیپٹر) نجات ہے اگر "نجات" مل گئی تو کلمہ پڑھنا بھی راس آگیا نماز پڑھنا بھی راس آگئی۔ روزہ رکھنا بھی راس آگیا حج بھی راس آگیا اور ایمان بھی راس آگیا لیکن اگر خدانخواستہ "نجات" نہ ملی تو کلمہ پڑھنا بھی بیکار ہوگیا۔ نماز پڑھنا بھی بیکار ہوگئی۔ روزہ رکھنا بھی بیکار ہوگیا۔ مسلمان بننا ہی بیکار ہوگیا۔ دنیا میں مسلمان بنے تو لوگوں نے گرم گرم نگاہوں سے دیکھا۔ وہاں اس اسلام پر عمل کرکے پہونچے تو اللہ نے بھی گھور کے دیکھا تو ایسے اسلام سے کیا فائدہ؟ اسلام تو وہ اسلام ہونا چاہیئے کہ یہاں بھی عزت سے زندگی بسر ہوجائے۔ اور وہاں بھی اللہ "نجات" دے دے "صلوات" اب میں آپ کی خدمت میں نجات کے موضوع پر سب سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رسول اللہؐ اور رسول اللہؐ کے بعد "نجات" کے مسئلے میں اتنے فرقے بن گئے ہیں اور اتنی تقریریں ہوگئی ہیں کہ میں کوئی بات ایسی کہوں

اور کوئی کچھ نہ سمجھے وہ بھی مشکل تو کیا "نجات" رسول اللہؐ کے بعد ہی ان کی امت ہی کو ملنے والی ہے ؟ کیا نبیؐ سے پہلے انسان، انسان نہیں تھا ؟ یا انسان مسلمان نہیں تھا یا اس کیلئے مسئلہ "نجات" نہیں تھا ؟ ایسا نہیں ہے ۔ بلکہ اللہ نے جس دن سے دنیا کو خلق فرمایا اور اس نے بشریت کا آغاز کیا ۔ انسانیت کی ابتدائی ۔ تو کس طرح سے ابتداء کی ؟ کیسے خلق فرمایا ؟ جناب آدمؑ کا پتلا بنایا ۔ مٹی سے پانی سے آگ سے ہوا سے اور پتلا بنانے کے بعد اس میں روح پھونکی اور اس روح کو اپنی روح کہا ۔ قرآن میں ہے کہ اللہ نے کہا جب میں روح پھونکوں ۔ اور جتنے ذی روح تھے سب کو ان کے سامنے سر جھکانا پڑا ۔ کہ تم ! جیسے ہی میں روح پھونکوں اپنی پیشانی کو سجدے میں جھکا دینا ۔ سجدے کا لفظ ہے اور تمام فرشتوں نے پیشانی اپنی جناب آدمؑ کے سامنے جھکا دی ۔ قرآن یہ کہتا ہے " اِلَّا اِبلیس " یعنی ابلیس نے پیشانی نہیں جھکائی ۔ ابھی نبیؐ زمین پر آیا نہیں ہے ابھی ابھی بنا ہے ۔ بس ابھی بنا ہے دیر نہیں ہوئی ہے اور "نجات" کی بحث چھڑ گئی ۔ ابھی کلمہ تک نہیں بتایا ہے ۔ ابھی روزہ نہیں ہے حج نہیں زکوٰۃ نہیں ہے ۔ حلال نہیں ہے حرام نہیں ہے جائز نہیں ہے ناجائز نہیں ہے ۔ کچھ بھی نہیں ہے ۔ ابھی تو کہہ رہا ہے کہ ہم زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجنے والے ہیں ۔ ابھی تو خبر دے رہا ہے ۔ خلق ہونے والوں کو جس میں جن ہیں اور فرشتے ہیں ملائکہ ہیں ان سے یہ ارشاد فرما رہا ہے کہ ہم زمین پر اپنا خلیفہ بنا کے بھیجنے والے ہیں ۔ اور دیکھو جیسے ہی ہم اس میں اپنی روح پھونک دیں سب کے سب سجدے میں سر جھکا دینا اور قرآن یہ کہتا ہے کہ سب نے سر جھکا دیا اِلَّا اِبلیس صرف ایک نے نہیں جھکایا نتیجہ کیا ہوا کہ جنھوں نے سر جھکایا انھیں "نجات" ملی ۔ اور جس نے سر نہیں جھکایا اعلان کر دیا کہ تو لعین ہے تو رجیم ہے نکل جا ، صلوات ، اب آج جو یہ علمائے اسلام بھولے بھالے سیدھے سادھے مسلمانوں کو بہکانے کی کوشش کرتے ہیں کہ مسلمانوں !

"نجات" کا ذریعہ صرف ذکر خدا ہے صرف سجدۂ خدا ہے۔ ذریعۂ نجات" صرف خدا کی عبادت ہے۔ ماسوا اللہ کا تو ذکر ہی نہ چھیڑو، ورنہ نجات" نہیں ملے گی۔ اللہ کے علاوہ اگر کسی کی تم نے تعظیم کی اللہ کے علاوہ اگر کسی سے تم نے ربط رکھا اللہ کے علاوہ اگر کسی سے تم نے تعلق رکھا۔ اللہ کے علاوہ اگر کسی سے تم نے دعا مانگی اللہ کے علاوہ اگر کسی سے آرزو کی اللہ کے علاوہ اگر کسی کا تم نے ذکر کیا تو ہرگز تمہیں نجات" نہیں ملے گی۔ نجات" صرف ذکر خدا پہ ملے گی۔ نماز پڑھو اللہ کے سامنے سر جھکاؤ یہی ذریعۂ نجات" ہے۔ کہتے ہیں کہ نہیں کہتے ہیں؟ اب کون کہے کہ ذریعۂ نجات" نہیں ہے۔ اللہ کو ماننا ذریعۂ نجات" نہیں کہ اس کی تعظیم کرنا ذریعۂ نجات" نہیں کون کہے گا؟ کوئی نہیں کہہ سکتا نا؟ لیکن یہ صرف "ص" "ر" "ف" یہ تین حرف جو بیچ میں آگئے اس نے یہ پریشان کر دیا، صلواۃ، صرف اللہ کا سجدہ کرو صرف اللہ کی تعظیم کرو صرف اللہ کے سامنے جھکو غیر اللہ کے سامنے نہ جھکو، ورنہ نجات" نہیں پاؤ گے اور صرف جہنم میں جاؤ گے۔ یہ تقریر ہے۔ میں عالم نہیں ہوں جو علماء کا جواب دوں۔ مگر آسمان پر تو مجھے کچھ اور نظر آ رہا ہے۔ جو صرف اللہ کا سجدہ کرنے پہ تیار تھا۔ اور جس نے غیر اللہ کے سامنے سر نہیں جھکایا اسے" نجات" نہیں ملی۔ اتنے بڑے عالم کو نہیں ملی تو تم کس کھیت کی مولی ہو کہ نجات" مل جائے گی صلوات" (توجہ چاہتا ہوں) کہاں ملی" نجات" ابلیس کو" نجات" ملنا تو ملنا ملی ملائی گئی اللہ اللہ کون دنیا میں حضرتِ ابلیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جیسا عابد وزاہد تھا۔ لیجئے آپ رضی اللہ کہنے پہ ہنستے ہیں ابھی دعا کرنے میں کیا حرج ہے۔ اب اللہ کا جس سے جی چاہے گا راضی ہو گا۔ جس سے نہ چاہے گا راضی نہ ہو گا۔ تو کہا لیکن آپ شیطان کو رضی اللہ کیوں کہتے ہیں۔ ارے جب آپ یزید کو کہتے ہیں۔ شیطان تو بہر حال یزید سے بہتر ہے۔ اس نے سجدہ نہیں کیا کسی کو قتل تو نہیں کیا۔

صلوات،، تو کتنی عبادتیں اس نے کیں کتنے سجدے اس نے کئے کتنی تسبیح اس نے کیں کتنی تحلیل اس نے کیں کتنی تقدیس کی کہ آسمان پر بُلا کر ملائکہ کے بیچ اسے بٹھایا گیا۔ کوئی بُلایا گیا اس کے بعد؟ کوئی بلایا گیا؟ بندوں میں سے انسانوں میں سے کسی کو بلایا ملائکہ کی صف میں نماز پڑھنے کو نہیں بلایا نا؟ تو معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ تسبیح کرنے والا سب سے بڑا زاہد سب سے بڑا عابد سب سے بڑا متقی۔ سب سے بڑا مُقدّس فنا فی اللہ (میں کیا عرض کر رہا ہوں) بس اللہ اللہ اللہ جو کچھ ہے اللہ ہے جو کچھ ہے اللہ ہے اور اتنا زبردست اللہ والا کہ اللہ کے کہنے پر بھی غیر اللہ کے سامنے سَر نہیں جُھکایا صلوات،، اور فرشتے بیچارے سیدھے سادے تھے ہی فرشتے کچھ ڈر گئے۔ جیسے ہی اللہ نے کہا کہ جیسے ہی میں اپنی روح پھونکوں سَر جُھکا دینا ڈر کے مارے جُھک گئے۔ کچھ پوچھا بھی نہیں بحث بھی نہیں کی سوال بھی نہیں کیا جُھک گئے ڈر کے مارے خوفِ خدا میں جُھک گئے جہاں تھے وہیں رہ گئے ابلیس نے کہا میں نہیں سر جُھکاتا میں کیوں سر جُھکاؤں مٹی سے آگ افضل ہے مجھ کو تو نے آگ سے بنایا اس کو تو نے مٹّی سے بنایا، بحث چلی زرلٹ کیا ہوا؟ نِکل جا ملعون ہے مردود ہے نکلا شیطان اس کے سجدے کہاں گئے؟ اس کی تسبیح کہاں گئی؟ لوگ کہتے ہیں کہ ہم جو اللہ کی اتنی عبادت کرتے ہیں، کیا اللہ ہماری عبادت کو ضائع کر دیگا؟ یہ بحث تو ابلیس نے بھی نہیں کی۔ نکال دیا۔ نکل گیا صرف مُہلت مانگی۔ مجھے مُہلت دے دے۔ کاہے کی مُہلت؟ آدمؑ کے سامنے سر تو جُھکانا نہیں ہے۔ اللہ کے سامنے سر جُھکائے گا؟ کہا نہیں۔ اب سَر۔ وَر جُھکانے کا سوال ہی نہیں ہے۔ جب اتنے سجدے پچھلے ضائع ہو گئے تو کیا اب میں بیوقوف ہوں جو سجدے کروں؟ یعنی ابلیس کو یقین اس بات کا ہو گیا تھا کہ گذشتہ بھی گئے آئندہ بھی جو سجدے خدا کو کروں گا وہ بھی قبول نہیں ہوں گے۔ تو اس نے کہا مہلت

دے دے گا ہے کی مہلت۔ بہکاؤں گا۔ کیسے بہکا دے گا؟ کس کو بہکائے گا۔ تیرے بندے کو بہکاؤں گا۔ انھیں گمراہ کروں گا۔ یہ ایک عجیب وغریب نفسیات ہے (توجہ چاہتا ہوں) ارے تو بہک گیا تو اب سب کو بہکائے گا؟ ہاں سب کو بہکاؤں گا لیکن تھا صاحب سچا۔ اس نے مہلت مانگی تو کہا بہکاؤں گا۔ یہ نہیں کہا کہ تبلیغ کروں گا" صلوات"، قیامت یہ ہے کہ وہ شیطان مہلت مانگے کہ بہکاؤں گا کہا دیکھ! میرے سارے بندوں کو نہیں بہکا سکتا۔ کہا میں تیرے سارے بندوں کو نہیں بہکاؤں گا یعنی کنڈیشنل پرمٹ ملا ہے، حالانکہ ابلیس کیلئے سامنے کی بات تھی کہتا معبود میں بہکاؤں گا۔ اب جو بہکے گا بہکے گا۔ جو نہیں بہکے گا نہیں بہکے گا۔ میرا کام تو بہکانا ہے یہ تھوڑی ہے سینٹ پرسنٹ بہکا ہی لوں گا ارے اِک آدھ پرسنٹ ایسے بھی ہوں گے جو نہیں بہکیں گے۔ مگر کوشش سب کے لئے کرونگا مگر اللہ نے کہا سُن! سب کو بہکالے گا بہکا سکتا ہے۔ مگر جو میرے صالح بندے ہیں ان کو نہیں بہکا سکتا ہے۔ کہا نہیں بہکاؤں گا۔ بڑا سمجھدار تھا (میں کیا کہہ رہا ہوں) ارے تم کسی مدرسے میں نہ پڑھو مگر ابلیس کے مدرسے میں پڑھ لو ایمان تو ٹھیک ہو جائے۔ دیکھئے عبرت کا مقام ہے حضور کہ ابلیس کہہ رہا ہے نہیں بہکاؤنگا حالانکہ کہہ سکتا تھا کہ سب کو بہکاؤں گا کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔ لیکن کہہ دیا نہیں بہکاؤں گا۔ کیوں؟ سمجھ گیا کہ اللہ کس کو کہہ رہا ہے۔ ان سے بھی واقف تھا۔ اور کہا ان کو نہیں بہکاؤں گا سمجھ گیا۔ ویسٹ آف ٹائم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابلیس بھی اس بات کا اقرار کر کے نکلا کہ کچھ بندے اللہ کے ایسے بھی دنیا میں آئیں گے جو بہک نہیں پائیں گے" اتنا بتا دو کہ ان صالح بندوں میں ہمارا رسولؐ ہے کہ نہیں صلوات"، میں کسی کو نہیں پوچھتا ختمی مرتبت سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ کے آخری رسولؐ صالح بندوں سے مراد ہے کہ نہیں؟ ان کے ساتھ پچاس

پچاس لاکھ ہی سہی مجھے اس سے بحث نہیں۔ وہ ہیں خود کہ نہیں؟ کہا کمال کرتے ہیں آپ
ارے رسولؐ اللہ صالح بندوں میں نہیں ہوں گے؟ ہیں! اور شیطان نے کہا
میں بہکاؤں گا نہیں آج علماء تقریر کرتے ہیں کہ رسولؐ بھی بہک جاتے تھے تو شیطا
تو بہکاتا نہیں تھا؟ ان کا نام بتادو جو نبیؐ کو بہکاتے تھے" صلوات" بتاؤ ارے
نام بتاؤ رسولؐ اللہ بہک جاتے تھے تو بہکاتا کون تھا؟ (میں کیا کہہ رہا ہوں)
شیطان نہیں بہکا سکتا۔ اس نے وعدہ کیا ہے اللہ سے کہ صالح بندوں کے قریب
کبھی نہیں جاؤں گا وہ نہیں آسکتا قریب۔ نبیؐ بہک جاتے تھے" کون بہکاتا
تھا نام بتادو بس میرا ایک مطالبہ ہے کہ اس کا نام بتاؤ جو نبیؐ کو بہکا دے ہائیں"
کہا نام وام نہیں معلوم مگر بہکاتے تھے، اس کا مطلب یہ ہے کہ نبیؐ کو کوئی بہکاتا
نہیں تھا۔ جب شیطان کہتا ہے کہ میں نہیں بہکاتا۔ اور شیطان کے علاوہ کسی
کا نام تاریخ میں نہیں ہے کہ اس نے بہکایا۔ تو بہکے کیسے۔ کسی نے نہیں بہکایا
ان کو خود بہک جاتے تھے۔ تو اب ذرا مجھے آپ بتائیے کہ جب وہ بہک جاتے
تھے۔ اور دوسری طرف جو بہکے ہوئے تھے ان کو راستے پہ لاتے تھے" آپ کب
مسلمان ہوئے تھے جب وہ لوگوں کو راستے پر لاتے تھے" کتنے بج کے کتنے منٹ
پر مسلمان ہوئے تھے۔ یا جب وہ بہکا رہے تھے، تب آپ مسلمان ہوئے؟
نہیں نہیں ہم نے تو کلمہ اس وقت پڑھا تھا جب وہ بہکے ہوئے نہیں تھے۔
تب تاریخ سے ان کا نام ڈھونڈھ کے لائیے جو بہکی ہوئی حالت میں کلمہ پڑھتے
ہوں۔ انھوں نے کہا نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ بشر تھے نا اس لئے بہکے ہونا
ضروری ہے۔ چونکہ بشر کی فطرت ہے بہکنا۔ یہ بات شیطان نے کیوں نہ کہی معبود
جو تو کہہ رہا ہے کہ میرا نیک بندہ نہیں بہکے گا۔ نیک بندہ بشر ہی تو ہوگا؟ اور بشر
کی فطرت ہے بہکنا کیسے تو نے کہا کہ نہیں بہکے گا؟ میں تو بہکاؤں گا۔ یعنی

ابلیس تک عصمتِ رسولؐ کا قائل ہوگیا۔ ابلیس سمجھ گیا کہ کچھ بندے ایسے ہیں جو بہکائے نہیں جا سکتے۔ آپ کہہ رہے ہیں نبیؐ بہک جاتے تھے تو اب نبیؐ سے بڑھ کے کون ہے جو نہ بہکتا ہو۔ کہا نہیں وہ تو ہم اس لئے کہتے ہیں کہ ہمارے جیسے ہیں۔ اچھا تو ٹھیک جب آپ کہتے ہیں کہ نبیؐ بہک سکتا ہے تو آپ نہیں بہک سکتے۔ تو اس وقت جو آپ کہتے ہیں کہ نبیؐ بہکے ہوئے تھے کہیں آپ تقلید میں تو نہیں ہے صلوات" تو اب جناب گفتگو یہ تھی کہ ابلیس کو مرتبہ ملا تھا۔ درجہ ملا تھا فرشتوں میں وقار ملا تھا بلندی ملی تھی مگر سب مٹ گئی آدمؑ کے سامنے سر نہ جھکانے پر۔ اور پھر "نجات" سے محروم ہے کہ نہیں؟ اچھا تو یہ بتائیے کہ نکالے جانے کے بعد بارگاہِ خداوندی سے جنّت میں آتا جاتا ہے کہ نہیں؟ کہا نہیں درِ جنّت بند ہے اس کیلئے۔ کیونکہ آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا۔ پہلے نبیؐ کے سامنے جو نہ جھکے وہ جنّت کے قریب نہ جا سکے" اور جو آخری نبیؐ کی تعظیم نہ کرے وہ جنّت جائے گا؟ وہ نہیں جا سکتا جنّت میں انھوں نے کہا نہیں۔ وہ گیا تو تھا جنّت میں کہا کاہے کو گیا تھا جنّت میں کہا ہمارے دادا حضرت آدمؑ نبیّنا کو بہکانے گیا لو آدمؑ کو صالحین میں نہ سمجھا ہوگا۔ اس نے۔ کیا بہکایا؟ کہا وہ جو گیہوں کا درخت تھا تو اُس کا گیہوں کھلا دیا گیا جنّت میں کیسے؟ تو کہتے ہیں کہ سانپ بن کے گیا۔ رینگ کے گیا؟ کہا نہیں بلکہ اس نے مور سے کہا کہ مجھ کو اپنے پنجوں میں داب لو۔ اور جنّت میں چھوڑ دو۔ تو مور پنجوں میں لے گیا ابلیس کو اور جنّت میں پہونچ گیا تو آدمؑ سے کہا ابلیس نے اے نبیؐ خدا۔ کھالو یہ گیہوں کھالو۔ انہوں نے کہا نہیں نہیں اللہ نے منع کیا ہے کہ درخت کے قریب نہ جانا۔ تو اس نے کہا قریب ہی جانے کو تو منع کیا ہے؟ کھانے کو تو نہیں منع کیا ہے نا؟ آدم نے دُور سے ہاتھ بڑھا کے کھالیا۔ اللہ نے ان کو جنّت سے زمین پر بھیج دیا۔ اب آدمؑ نے زمین پر آنے کے بعد کیا کیا۔ کہا روئے۔ گریہ کیا۔

گریہ کیا تو کیا ہوا اللہ کو رحم آیا اب سمجھے کہ آج علماء رونے سے کیوں روکتے ہیں۔ اسلئے کہ رونے سے اللہ کو رحم آتا ہے۔ صلوات،، رحم آیا تو کیا، کیا اللہ نے کہا جبرئیل کو بھیجا جبرئیل آئے آدمؑ کے پاس۔ کہا آدمؑ توبہ کر لو۔ دعا کر لو! لیکن دیکھو ان ناموں کے واسطے سے دعا کرنا۔ کیا تھے وہ نام ہابیل قابیل۔ کہا نہیں وہ تو پیدا ابھی نہ ہوئے تھے۔ تو جب پیدا ہی نہیں ہوا تھا کوئی آدم سے تو واسطہ کس کا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ جن کے نام لئے جائیں گے وہ پہلے پیدا ہو چکے تھے آدم کے۔ وہ جو آج تک کتابوں میں لکھا ہے الٰہی اے معبود اے اللہ

وَاَنْتَ الْمَحْمُوْدُ بِحَقِّ عَلِیٍّ وَاَنْتَ الْاَعْلٰی وَبِحَقِّ فَاطِمَةَ وَاَنْتَ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَبِحَقِّ الْحَسَنِ وَاَنْتَ الْمُحْسِنُ وَبِحَقِّ الْحُسَیْنِ وَاَنْتَ قَدِیْمُ الْاِحْسَانِ۔

محمدؐ کے حق کا واسطہ اس لئے کہ تو محمود ہے۔ علیؑ کا واسطہ اسلئے کہ تو اعلیٰ ہے، فاطمہؑ کا واسطہ اس لئے کہ تو زمین و آسمان کا بچھانے والا ہے۔ حسنؑ کا واسطہ اس لئے کہ تو محسن ہے۔ حسینؑ کا واسطہ اس لئے کہ تو قدیم الاحسان ہے۔ دعا یوں کیوں نہ کروائی کہ محمدؐ کا واسطہ علیؑ کا واسطہ فاطمہؑ حسنؑ کا واسطہ حسینؑ کا واسطہ نہیں نہیں ان کے ناموں سے اپنی صفت کو جوڑا۔ یعنی محمدؐ کو مانتے ہو تو میں محمود ہوں۔ صلوات،، تمہاری تعریف کرنے کی وجہ سے میں محمود نہیں ہوں میں محمدؐ کی وجہ سے محمود ہوں۔ فاطمہؑ کا واسطہ۔ یعنی فاطمہؑ نہ ہوتیں تو میں آسمان نہ بناتا یہ میری صفت بوجہ فاطمہؑ ہے۔ علیؑ کا واسطہ اس لئے کہ تو اعلیٰ ہے خدا علیؑ اعلیٰ نہیں تو میں اعلیٰ ہوں۔ اگر علیؑ نہیں ہے تو عرش پہ بیٹھا ہوں گوشت لٹک رہا ہے۔ صلوات،، حسنؑ کا واسطہ اس لئے کہ تو محسن ہے احسان کرنے والا یعنی اگر حسنؑ ہے تو محسنؑ ہوں، حسینؑ کا واسطہ اس لئے کہ تو احسان کرنے والوں میں قدیم ہے سبحان اللہ ذرا اس قدامت کو دیکھئے۔ اب یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ

جیسے آگرعرش سے جبرئیل نے کہا شروع ہو گئے جناب آدمؑ اور رُو رُو کے واسطہ دینے لگے ۔لکھا ہے کہ جناب آدمؑ کی توبہ اللہ نے قبول کی۔ ہمارا عقیدہ نہیں ہے ۔جناب آدمؑ کی توبہ اللہ نے ان پانچ ناموں کے واسطے سے قبول کی ۔اب بتاؤ علمائے اسلام جب آدمؑ کی توبہ کو اللہ بغیر واسطے کے قبول نہ کرے ۔ وہ تمہاری توبہ بغیر پنجتنؑ کے قبول کرے گا ۔معبود کیا تو ڈائرکٹ نہیں سُنے گا ؟ اگر خداوند دعا کو براہ راست سنتا ہوتا تو آدمؑ کو واسطوں کا حکم نہ دیتا ۔ہم نے پنجتنؑ کو واسطہ نہیں بنایا۔ خدا نے بنایا کہ اگر آدمؑ اس واسطے سے دعا مانگیں تو قبول کروں گا ۔اب میں نہیں پوچھتا کہ تم مسلمان ہو کہ نہیں ۔میں پوچھتا ہوں بھیا آدمی بھی ہو کہ نہیں "صلوات" سبحان اللہ آپ پوچھتے ہیں کہ ہم آدمی ہیں کہ نہیں ؟ کیا ہمارے ماتھا نہیں ؟ کیا ہمارے بھنویں نہیں ، آنکھیں نہیں سر نہیں کہ دو ہاتھ نہیں دو پاؤں نہیں اور آپ پوچھتے ہیں کہ آدمی ہو کہ نہیں ! کیا ہم آپ کو جانور نظر آتے ہیں ۔نہیں نہیں آپ آدمی نظر آرہے ہیں ۔آدمؑ سے مُراد حلیہ تھوڑا ہی ہے ۔آدمی سے مراد آدمؑ کا بیٹا ۔چونکہ تھیوریاں ہیں کہ بندر سے بھی بنتے ہیں ۔صلوات " باقاعدہ سائنٹسٹ نے تحقیق کر کے بتایا ہے کہ آدمی پہلے بندر رہتا ۔ تصویریں بھی بتائیں ۔تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دو طرح کے آدمی ہیں دنیا میں ایک جو آدمؑ کی اولاد ہیں وہ "صلوات" اور وہ آدمی ہیں جو بندر سے آدمی بن گئے یہ تھیوری ہے سائنس کی ۔تو اچھا آپ ہیں آدمؑ کی اولاد کہا ہاں ہاں بالکل آدمؑ کی اولاد ہیں تو کیا ہر اولاد صحیح ہوتی ہے ؟ چونکہ اسلام کا قانون ہے کہ مرد عورت کو نکاح کرنا چاہیئے نکاح کیا ہے ؟ کہا صیغۂ ایجاب اور قبولیت ہے ۔قبول آواز دیتی ہے کہ میں اپنے کو آپ کے حق میں دیتی ہوں ۔ایجاب یہ ہے کہ میں آپ کو اپنے حق میں قبول کرتا ہوں اچھا اگر یہی ہے ایجاب و قبول کا عقد ہو ۔اور اس میں کسی وکیل کو واسطہ نہ بنایا جائے ۔کیوں مولوی بلاتے ہو کیوں دو گواہ رکھتے ہو ؟ ارے تم تو وسیلے کے قائل

ہی نہیں نکاح میں وسیلہ کیسا؟ بس دونوں کے دل میں آئی کہ جب دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی؟ کہا وہ تو ہو سکتا ہے۔ اِمپاسبل نہیں ہے۔ مگر اولاد صحیح نہیں ہوگی ارے جو اسلام کے عالِم کو وسیلہ نہ مانے تو اولاد صحیح نہیں ہوگی تو جو محمدؐ کو وسیلہ نہ مانے تو اولاد کیسے صحیح ہوگی۔ اب انشاء اللہ باقی کل۔ اب پلٹ کے آیا اسی منزل پر پنجتنؑ کو وسیلہ کس نے قرار دیا؟ یہ دُعا کس نے منگوائی اللہ نے جبرئیل کو بھیجا جبرئیل نے آدمؑ سے کہا اور تب ہی قبول کی جب ان کا واسطہ دے دیا یعنی خدا نے تمہارے باپ کو بتا دیا باپ کی اولاد کو بتا دیا کہ میں بغیر پنجتنؑ کے وسیلہ کے دعا قبول نہیں کرتا کسی بندے کا کوئی حق معبود پر نہیں ہے مگر خدا کہتا ہے کہ ان کو وسیلہ بنا کر مانگو تو میں بغیر حق کے دونگا۔ حقوق معبود کے بندے پر ہیں۔ مگر کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ جنہوں نے اس شان سے بندگی کی ہے کہ ان کا حق خُدا پر ہو گیا۔ ان پر بھی خُدا کا حق تھا وہ انہوں نے عبادت کر کے ادا کر دیا۔ مگر جب دُوسروں کو طریقہ عبادت بتا دیا تو خدا پر حقدار ہو گئے حق خود عبادت کرتا تھا۔ دوسروں کی عبادت کیلئے گلا کٹا نا حق نہیں تھا خدا نے خود کہا کہ میں پہچانا گیا ان کی وجہ سے تو تمہیں بھی پہچانوں گا ان کی وجہ سے میں ڈائرکٹ تمہاری بات نہیں سُنتا مجھے جو کہلوانا ہوتا ہے ان کے ذریعہ سے کہلواتا ہوں۔ اور شروع میں بھی ابلیس پریشان ہو گیا کہ میں گناہ کراؤں اور محمدؐ و آل محمدؐ توبہ کرائیں۔ تو محنت پر میری پانی پھر جائے گا کہ نہیں؟ کتنی محنت سے گناہ کراتا ہوں ایک ایک کے پیچھے پڑتا ہے ابلیس اور گناہ کرا کر کے جہنم کی طرف لیجاتا ہے اور گناہ کرنے والا جب جہنم میں رہے گا تو نجات نہیں پائے گا۔ کیونکہ اس کو یقین ہو گیا کہ مجھے نجات نہیں ملے گی اس لئے چاہتا ہے کہ مسلمانوں کو بھی نجات نہ ملے۔ اب نجات ہے کیا نجات اللہ کی رحمت ہے یعنی نجات کسی فرقے کا حق نہیں ہے۔ نجات ایک بھیک ہے۔ اور بھیک دیتے

کے دروازے بنا دیئے ہیں خدا سے تم نجات کی بھیک لینی ہے تو اس دروازے پر آؤ۔ اور اگر تم کہو گے کہ ہم دروازے پہ نہیں جائیں گے تو ہم گھر گھر "نجات بانٹنے نہیں جائیں گے" صلوات "نجات لینا ہے تو درِ پنجتن پر آؤ۔ پنجتن پاک دروازۂ نجات ہیں انھیں کو سمجھانے کیلئے نبی نے کشتی کہا ہے۔ کہا کشتی میں آجاؤ نجات پا جاؤ گے کشتی چھوڑ دو گے تو ڈوب جاؤ گے۔ رشتے نہیں بچائیں گے نوح کی بیوی بھی ڈوبی بیٹا بھی ڈوبا اور کشتی کربلا کے میدان میں تیر رہی تھی اور جو اس پر آگیا نجات پا گیا۔ آگیا حُر اس کا بیٹا آگیا اس کا غلام آگیا نجات ملی کہ نہیں؟ کہا بیشک نجات ہے اور لشکرِ شام کو لشکر کو نہ کو نجات نہیں ہے۔ آج تک لعنت سے نجات ملی نہیں۔ جہنم سے کیا نجات نہ ملے گی۔ حسین سے ربط رکھنا نجات کا ایک راستہ ہے سبیلِ نجات ہے ہم کو کشتی میں آنا ہے، یہ مجلس نہیں ہے یہ کشتیِ نجات ہے یہاں ذکرِ اہلبیت ہوتا ہے کبھی آکے دیکھو تو اگر کشتی پسند آئے تو بیٹھے رہنا اور نہ آئے تو چھوڑ دینا لیکن یہ یاد رکھنا کہ آلِ محمد کشتیِ نجات ہیں جو اس میں آئے گا اسی کو نجات ملے گی۔ جو یہ کہہ دے کہ ہم ان سے ربط نہیں رکھتے ہم پنجتن کو نہیں مانتے یقین مانیے کہ ان کی نجات کا سوال ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ نے ان کو ذریعۂ نجات بنایا ہے اب ان کو آپ کی نجات کی فکر ہے۔ مثلاً آپ نے مجھ سے وعدہ لے لیا تو اب مجھ کو عشرہ پڑھنے کی فکر ہو گئی۔ موضوع طے کروں دس دن ایک ہی موضوع پر گفتگو کرنا ہے تو انھوں نے کہہ دیا کہ اگر اللہ نے ذریعۂ نجات بنا دیا ہے تو ہمیں سامانِ نجات بھی کرنا ہے۔ حسین نے کربلا کے میدان میں اتنا سامانِ نجات کر لیا کہ جس کا ایک ایک قطرۂ خون پوری پوری صدی کیلئے سامانِ نجات بن گیا۔ حضور علی اکبر کے سینے کا خون عباس کے بازو کا خون علی اصغر کے گلے کا خون جناب قاسم کا خون آخر میں پھر اپنا خون جناب سکینہ نے کہا بابا میں اپنے کانوں کی

کوئی کا خون دے دوں گی تا کہ یہ سب خزانۂ نجات میں جمع ہو جائے۔ آج وہی خون آنسو بن کے نکل رہا ہے اور ثبوتِ نجات بن رہا ہے اگر یہ آنسو تاثیر خون کربلا نہ رکھتے ہوتے تو دکھیاری ماں رومال لے کر نہ آتیں احادیث صحیحہ میں ہے کہ محشر کے میدان ایک شخص زنجیروں میں جکڑا ہوا جہنّم کے قریب لے جایا جائے گا اور جب جہنّم کے قریب پہونچیں گے تو آواز آئے گی روکو اس کو۔ فرشتے روک لیں گے اور خزانۂ قدرت سے ایک موتی لاکر اس کے ہاتھوں میں رکھا جائیگا وہ پریشان ہو جائے گا یہ موتی کیسا ہے۔ معبود یہ کیا ہے؟ کہا تمہاری امانت کہا کیا کروں۔ کہا بیچ لو۔ جو قیمت ملے لے لو۔ کس کے پاس جاؤں صف انبیأ میں پہونچا۔ انہیں نے کہا کے اس قیمتی کی موتی کو ہم نہیں خرید سکتے ہیں۔ جب حضور کے پاس آیا تو دیکھ کر رونے لگیں گے میں نے پہچانا یہ کیا ہے۔ اے معبود جب آخری نبیؐ کے علاوہ کوئی پہچان نہیں سکتا تو اوروں کے پاس بھیجا کیوں؟ اللہ نے کہا کہ دیکھ لو یہ موتی جس کے دام سارے انبیا مل کر نہیں چکا سکتے۔ رسولؐ نے کہا دیکھو فرشتو! اس کو حسینؑ کی دکھیاری ماں کے پاس لے جاؤ۔ وہ اس کی قیمت دے دیں گی۔ فاطمہؑ نے دیکھا اچھا اچھا میں سمجھ گئی تو میرے لال حسینؑ کے غم میں رویا تھا؟ ہاں بی بی رویا تھا۔ آؤ میرے ساتھ۔ اکر کہیں گی معبود یہ میرے حسینؑ کا رونے والا ہے۔ آواز آئے گی فاطمہؑ کیا چاہتی ہو کہیں گی اس کے گناہ معاف کر دو۔ اچھا تم کہتی ہو تو ہم نے معاف کیا۔ لے چلو اس کو جنّت میں اس لئے کہ فاطمہؑ کی خواہش ٹالنا عدالتِ الٰہیہ کے خلاف ہے۔ وہ بخش دیا جائے گا۔ اور خدا کی قسم جس کے مقدر میں نجات ہے اسی کو یہ آنسو نکلتا بھی ہے اور جس کے مقدر میں نجات نہیں ہے وہ غم حسینؑ میں نہیں رویا تا چودہ سو برس گذر گئے آج بھی حسینؑ کے نام میں وہ تاثیر ہے کہ ادھر نام حسینؑ آیا اُدھر آنکھوں سے

آنسو نکل پڑے۔ یہ مجلس جس کی بنیاد جناب زینبؑ نے ڈالی ہے۔ ہم نے کوئی آئین مرتب کر کے عزاداری نہیں کی اس کی بنیاد تو حسینؑ کی دکھیاری بہن نے قید خانۂ شام سے رہائی پانے کے بعد ڈالی ہے۔ جب قید خانۂ شام سے رہائی کی خبر ملی تو سیدِ سجاد نے زینبؑ سے کہا پھوپھی یزید نے دربار میں بلایا ہے۔ کہا بیٹا میں تمھیں تنہا نہ جانے دونگی بیٹا میں بھی ساتھ چلوں گی۔ کہا پھوپھی اماں آپ نہ جائیں تنہا بلایا ہے۔ کہا جاؤ بیٹا خدا حافظ۔ مگر بیٹا یزید کھانا دے تو کھانا نہیں پانی دے تو پینا نہیں۔ تمھیں زینبؑ کے حق کی قسم۔ آئے سیدِ سجاد اور حکم رہائی دیدیا۔ اور کہا سید سجاد یہاں رہنا پسند کروگے یا مدینہ جاؤ گے کہا یزید اس بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا جب تک کہ پھوپھی زینبؑ سے نہ پوچھ لوں۔ آئے پلٹ کر بیبیاں کہتی ہیں جب تک سید سجاد دربار میں رہے زینبؑ بار بار دروازے پر آتی اور جاتی ہیں۔ کہا سید سجاد کیا خبر ہے۔ کہا پھوپھی یزید نے ہم کو رہا کر دیا یہ سننا تھا کہ ہائے بھیا کہا اور بے ہوش ہوگئیں۔ بیمارِ کربلا نے پانی کے چھینٹے دیئے کہا پھوپھی اماں کیا ہے؟ کہا بیٹا ہم رہا ہو گئے۔ میرا بھیا نہیں آیا۔ ہم کس کے ساتھ مدینہ جائیں گے۔ سید سجاد نہ قاسمؑ نہ اکبرؑ نہ بھیا عباسؑ کوئی تو نہیں۔

ایک راوی کہتا ہے کہ جب بیبیاں قید خانے سے نکل کر جا رہی تھیں تو ایک بی بی تھی جو بار بار قید خانے میں چلی جاتی ہے بیبیاں اسے پھر لاتی ہیں۔ جب میں نے پوچھا یہ بی بی کون ہیں تو ایک بی بی کی آواز آئی یہ مادرِ سکینہؑ ہیں۔ جو کہہ رہی ہیں بیبیاں جائیں میں اپنی بچی کی لحد کو اندھیرے زندان میں تنہا نہ چھوڑوں گی۔

الا لعنۃ اللہ علیہ

تیسری مجلس

برادران ملت! ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرے اہل بیتؑ کی مثال سفینۂ نوحؑ کی ہے۔ جیسے نوحؑ کا سفینہ تھا سمجھو اسی طرح سے میرے اہل بیتؑ ہیں، جو بھی سفینہ میں آ گیا، جس نے بھی اہل بیتؑ کی محبت و پیروی کر لی اسے نجات مل جائے گی اور جس نے بھی اس سفینے کو چھوڑ دیا سفینہ میں نہیں آیا، اہل بیتؑ کی محبت نہیں کی وہ ڈوب جائے گا فنا ہو جائے گا۔ اس حدیث کے ذیل میں انجمن امامیہ کی اس عشرۂ مجالس میں آپ کی خدمت میں کل تک نجات کے موضوع پر گفتگو ہوئی، اس عشرے کی یہ تیسری مجلس ہے جس میں کل آپ کی خدمت میں یہاں تک گفتگو پہونچی تھی کہ "نجات" کیا ہے؟ "نجات" کہتے ہیں چھٹکارا دلانے کو چھڑانے کو، بچانے کو، جیسے طوفانِ نوح آیا تھا اس سے بچانے کی بات تھی۔ اس لئے کشتی بنی، اور تمام علماء ومفسرین قرآن مجید کی ان آیات کی تفسیر میں جس میں جناب نوحؑ کا واقعہ موجود ہے، تحریر فرماتے ہیں کہ جناب نوحؑ کو ان کی امت نے بہت ستایا، بہت پریشان کیا، بہت اذیت دی، اور جناب نوحؑ اپنی امت کی اذیتوں سے تکلیفوں سے مظالم سے تنگ آکر بار بار دعا کرتے ہیں کہ معبود! یہ لوگ مجھے تنگ کر رہے ہیں، مجھ کو تکلیف دے رہے ہیں۔ میں تو تیرا پیغام پہونچا رہا ہوں۔ میں تو تجھے پہنچوا رہا ہوں، تاکہ لوگ تجھے پہچان کر تیری عبادت کریں، اور اسلام لائیں مسلمان بنیں، دینِ اسلام پر چلیں، اور بجائے اس کے کہ لوگ میری باتوں کی

قدر کریں، اور اذیت پہونچا رہے ہیں، پریشان کر رہے ہیں ستا رہے ہیں لہٰذا تو، ان پر عذاب نازل کر جناب نوحؑ سے اللہ نے کہا کہ اے میرے نبیؑ، میرے پیغمبر ابھی ان کو اور سمجھاؤ! جناب نوحؑ نے اور سمجھایا، پھر دعا کی معبود! یہ نہیں سمجھتے، یہ بہت ستا رہے ہیں، بہت اذیت دے رہے ہیں، لہٰذا تو، ان پر عذاب نازل فرما، ایک بات تو معلوم ہوئی کہ اگر نبی کو اس کی قوم ستائے تو نبی عذاب کی دعا کرتا ہے "صلوات" توجہ فرمائی آپ نے؟ میں بہت اہم بات عرض کر رہا ہوں، اُمت میں ہونا کافی نہیں ہے، اُمت ایسی ہو کہ جس سے نبیؐ کو تکلیف نہ پہونچے، اور اگر اُمت تکلیف پہونچائے گی تو خود وہی نبیؐ جس کی اُمت ہے، اپنی اُمت کیلئے بد دعا کرے گا، اُمت کیا کرتی تھی؟ کیا ستاتی تھی؟ کہا نبیؐ کو جھٹلاتی تھی، پیغمبرؐ کی اطاعت نہیں کرتی تھی، اور جناب نوحؑ کو اہمیت نہیں دیتی تھی، جب جناب نوحؑ نے اعلانِ نبوت کیا تو مفسرین لکھتے ہیں کہ آپ کا سن کم تھا، آپ کم سن تھے، نوجوان تھے، جب آپ نے اعلان کیا کہ اللہ نے مجھے نبیؐ بنا کے بھیجا ہے تو پہلے تو سارے بزرگ اسی پر بگڑ گئے" اب اشارے وشارے تو آپ سمجھتے ہیں، میں تو جو تاریخ ہے وہ پڑھ رہا ہوں، "صلوات" جس کا جو جی چاہے سمجھے، کسی کی سمجھ پر تو کنٹرول ہے نہیں، تو سارے بزرگ اس بات پر بگڑ گئے اور کہنے لگے یہ بچہ ہم لوگوں کو تعلیم دے گا، یعنی یہ بھی ایک مزاج تھا کچھ انسانوں کا، کہ اگر ہم سن میں بڑے ہوں تو جاہل ہوں، اور بچہ چاہے عالم کیوں نہ ہو، کہا یہ بچہ اور ہم کو تعلیم دے گا؟ ہم بچے کی بات یہ تو نہیں گے نہیں، ہم بچے کی پیروی کریں گے؟ ہم بچے کے پیچھے چلیں گے یہ کیسے؟ اور اذیتیں پہونچاتے تھے، اِن کی شان میں گستاخیاں کرتے تھے، اِن کو اِن کے مرتبے سے گھٹاتے تھے، انھیں کی اُمت میں بھی ہیں، اور مرتبے کو بھی گھٹا

رہے ہیں، ہم کو بھی بڑا تعجب تھا جب ہم بچپنے میں پڑھتے تھے، یہ تو جب ہم نے کچھ کتابیں پڑھیں، کچھ علماء کی تقریریں سنیں اور جب یہ مسلمانوں کا مجمع دیکھا تو تعجب دور ہو گیا، کیونکہ آج جناب محمد مصطفیٰ کی اُمت بھی، وہی کام کر رہی ہے جو نوحؑ کی اُمت کیا کرتی تھی، نبیؐ کو اپنا جیسا کہہ رہی ہے نبیؐ کو اُمّی کہہ رہی ہے، جاہل کہہ رہی ہے، پیغمبرِ اسلام سے خطا بھول چوک یہ سب ثابت کر رہی ہے، تو آج جو ہم یہ علماء کی تقریریں سنتے ہیں تو ہمیں قوم نوحؑ یاد آتی ہے۔ اب دیکھئے طوفان کب آتا ہے "صلوات"، تو توجہ فرمائیے! تو جب بُرعائی اللہ سے پیغمبرؐ نے، معبود بہت سمجھایا بہت سمجھایا نہیں مانتے، تو اب عذاب بھیج دے تو حکم ہوا میرے نبیؐ ایک خرمہ، کھجور کا بیج بو دو! اور وہ بیج اللہ نے دیا، بو دو، اور جب ان درختوں میں کھجوریں لگ جائیں، "تب ہم سے کہنا، بیچ میں نہ کہنا، چنانچہ جناب نوحؑ نے کھجوریں بو دیں، اور جب باغ تیار ہو گیا، درخت تیار ہو گیا، اس میں پھل آ گئے اور پھل پک گئے، کہا معبود! پھل پک گیا، یہ آم امرود کا درخت نہیں ہے آپ کو معلوم ہے کھجور کا درخت ہے، بہت دنوں میں ان میں پھل آتا ہے، تو پھل تیار ہو گیا تو کہا معبود! پھل آ گئے، تیار ہو گیا درخت "، تو کہا توڑ لو، توڑ لیا جناب نوحؑ نے، پھر حکم ہوا میرے نبیؐ پھر بو دو، پھر بو دیا اور کہا دیکھو جب تیار ہو جائے تب کہنا، تو جب چاہ رہا ہوں، جناب نوحؑ نے بوئے اور سات مرتبہ بوئے پھر وہی بیج دوبارہ پھر وہی سہ بارہ اور جب، اور جب آٹھواں باغ تیار ہوا کہا میرے نبی کاٹ ڈالو، جناب نوحؑ نے فوراً درخت کاٹ ڈالے بہت خوشی ہے انھیں کہ اب بونے کا حکم نہیں ہے، "آج کی سائنس یہ بتاتی ہے کہ ایک بیج میں چھٹے بار تک اس کے اجزاء باقی رہتے ہیں"، اور ساتویں مرتبہ پہلے اجزاء مفقود ہو جاتے ہیں یہ آج کی سائنس بتاتی ہے، ہارٹی کلچرل کا مسئلہ ہے کیا کہنا اللہ

نے پہلے کہا جو بھی بویا اس کا جز باقی نہ رہے، بلکہ یہ ور ہو جائے خرمہ، اور یہ ساتوں تم اپنے ہاتھ سے بونا، کسی کافر کا ہاتھ نہ لگنے پائے کسی مشرک کا ہاتھ نہ لگنے پائے اور جب وہ باغ کاٹا گیا، لکڑی تیار ہو گئی، کہا ناؤ بناؤ، اب جناب نوحؑ نے کشتی بنائی ان درختوں سے، اب ان میں دو باتیں ہیں، ایک طرف تو اللہ اُمت کو مُہلت دے رہا تھا، توجہ چاہتا ہوں "اب بھی سنبھل جائیں اب بھی سنبھل جائیں" مُہلت دے دی"، یہ جو بعضے جاہل کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ رسول اللہؐ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اگر یہ کہتے ہیں تو ان پر عذاب کیوں نہیں نازل ہوتا۔ تو عذاب جلدی نہیں آتا، عذاب مُہلت دیتا ہے "ابھی تمہاری کتنی نسلیں ہوئی ہیں" صلوات "مُہلت دیتا ہے" اور جب کشتی بنائی، کشتی تیار کر لی جناب نوحؑ نے، کہا اب عذاب آئے گا دیکھو مومنین کو بلا کے اس میں بٹھالو، جو تم پر ایمان لائے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ کشتی میں ساری اُمت نہیں بٹھائی جاتی، بلکہ جو ایمان لاتا ہے وہ بٹھایا جاتا ہے، نجات اُسے ملے گی جو ایمان رکھے گا، اپنے رسولؐ پر کلمہ پڑھنے والوں کو نجات نہیں ملے گی، جو یہ سمجھتے ہیں کہ سب چلے جائیں گے جنت میں تو سب نہیں چلے جائیں گے، مومن جائے گا"، صلوات"، اور فرمایا کہ جانوروں کا ایک ایک جوڑا رکھ لو، تو اب آپ بتائے اگر بندروں کا جوڑا نہ رکھا ہوتا جناب نوحؑ نے تو آج بندر کہاں ہوتے؟ میں کچھ کہہ رہا ہوں (ڈاروِن) کی جو تھیوری کل میں نے آپ کے سامنے عرض کی تھی اگر ہم اس تھیوری کے قائل نہیں"، لیکن تھیوری تو ہے، اور تھیوری ثابت ہوتی ہے پریکٹیکل سے، کوئی شخص کوئی بات کہہ دے تو آپ کہتے ہیں ثابت کرکے دکھائیے، سائنٹسٹ سے پوچھئے، پہلے وہ تھیوری بناتے ہیں، پھر اس کو پریکٹیکلی ثابت کرتے ہیں، تو تھیوری بنائی انسانوں کے بندر ہونے کی (ڈاروِن) نے اور اسے ثابت کیا علماء نے "صلوات"، یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ میں بہت دور

سے آتا ہوں گھما کے ''... علماء نے کہاں ثابت کیا؟ یہ تو ہم نے کہیں نہیں سنا
کہ (ڈارون) کی تھیوری کو علماء نے ثابت کیا؟ ہم نے تو کسی عالم سے نہیں سنا
نہ سنا ہوگا آپ نے، ہم نے رسول اللہؐ سے ضرور سنا۔ رسول اللہؐ کی حدیث ہے
کہ فرماتے ہیں ''کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد میرے منبر پر بندر اُچکیں گے
صلوات'' تو (ڈارون) کی تھیوری کا تو میں نے یقین نہیں کیا لیکن اس حدیث سے
میں کیسے انکار کروں؟ اب منبروں پر اُچکنا کسے کہتے ہیں؟ یعنی جس کا منبر ہو اس
کے خلاف بولنا، توجہ چاہ رہا ہوں، تو مسلمان دو طرح کے ہیں، ایک آدمؑ کی اولاد
ایک بندر کی اولاد'' صلوات'' تو بندر کا جوڑا بھی ناؤ میں بٹھالیا، ہاتھی کا جوڑا بھی بٹھا
لیا، گھوڑے کا جوڑا بھی بٹھالیا، ارے نبیؐ کا کیا کہنا گدھے کا جوڑا بھی بٹھالیا، ورنہ
گدھے ہم کو آپ کو کہاں نصیب ہوتے؟'' میں کچھ کہہ رہا ہوں'' اگر جناب نوحؑ نہ بٹھاتے
گدھے کا جوڑا تو کم سے کم گدھے نہ ملتے، اللہ کہتا ہے ہمیں گدھوں سے مخالفت
نہیں ہے، ہم تو دشمن نبیؐ کو تباہ کریں گے جانور کو بھی نہیں، تو قسم خدا کی کہ ایسے پڑھے
لکھے آدمی ہونے سے کہ عذاب میں پھنس جائے۔ آدمی گدھا ہوتا تو بہتر ہوتا'' صلوات''
میں نے آپ سے پہلے کہہ دیا تھا کہ دسوں دن چلے گا یہ، اب آپ ملاحظہ فرمائیے
کہ جانوروں کے جوڑے بٹھالئے اس سے ایک بات اور ثابت ہوئی برادرانِ
اسلامی کہ نہ جانوروں میں کوئی منافق تھا، نہ جانوروں میں کوئی کافر تھا، نہ
جانوروں میں کوئی مشرک تھا۔ جانور تک ایمان لائے تھے'' جو کچھ گڑبڑ کرتے
ہیں وہ حضرتِ انسان ہی گڑبڑ کرتے ہیں'' جانوروں تک کی تاریخ ہے کہ جانوروں
نے وفا کی۔ حد یہ ہے کہ رسول اللہؐ کا ناقہ رسول اللہؐ کی وفات کے بعد رویا ہے
رسول اللہؐ کا گھوڑا رسول اللہؐ کی وفات کے بعد رویا ہے'' اُمت والے ہنستے ہیں
اور رسول اللہؐ کی تاریخ وفات پر خوش ہوتے ہیں روتے نہیں'' صلوات'' تو کشتی

کشتیِ نوحؑ میں ایک کونے میں جانور بٹھائے گئے" اور اس کے بعد جو ایمان لائے تھے وہ آئے، ایمان کس پر؟ اللہ پر؟ نہیں اللہ والے تو سب تھے ہی، اُمّتِ نوحؑ میں کوئی منکرِ خدا نہیں تھا، منکرِ نوحؑ تھے نوحؑ کے مخالف تھے، دشمنی نوحؑ سے نکالتے تھے، طعنہ اللہ کو نہیں دیتے تھے نوحؑ کو دیتے تھے، اللہ کو بچہ نہیں کہتے تھے نوحؑ کو بچہ کہتے تھے، اللہ کے علم کا انکار نہیں کرتے تھے نوحؑ کے علم کا انکار کرتے تھے"، تو اب کشتی میں اللہ والا نہیں آئے گا، نوحؑ والے آئیں گے" صلوات"، کشتی میں آئیں گے، نوحؑ کو مانتا ہو، نوحؑ سے محبت بھی رکھتا ہو نوحؑ کا ہو، مگر اگر کشتی میں نہیں آیا تو بچے گا نہیں" کا" ہونے سے نہیں بچے گا کشتی میں آنے سے بچے گا" کیوں کہتے ہیں آپ؟ نبیؑ" کی" زوجہ" کی" کیوں کہا آپ نے؟ زوجہ تھی، نوحؑ" کا" بیٹا تھا" دیکھئے وہاں" کی" لگی ہے، یہاں" کا" لگا ہے، تب بچ جائے کیونکہ نبیؑ کی ہے" نبیؑ کا ہے"، کہا کا، کی سے نہیں بچے گا" صلوات" کا، کی سے نہیں بچے گا، بچنا ہے تو کشتی پہ آئے، کیا عرض کر رہا ہوں، اللہ کو سب مان رہے ہیں، نوحؑ کو ستا رہے ہیں"، شرط ہے کشتی پر آنا عذاب سے بچنے کی شرط، کشتی میں آنا ہے، آگئے لوگ، بیٹھ گئے کشتی پر، اے میرے نوحؑ، اے میرے نبیؑ اعلان کر دیجئے، آج کوئی نہیں بچے گا، وہی بس وہی بچیں گے جو کشتی پر آئیں گے جو لوگ کشتی پر آرہے ہیں ان کا ایمان کشتی پر بھی ہے" توجہ" ان کا ایمان نوحؑ پر بھی ہے، اگر کشتی پر ایمان نہ ہو تو کشتی میں آئیں کیسے؟ کشتی پر بھی ہے، اب طوفان چلا، زمین سے پانی اُگلنا شروع ہوا، پانی سطحِ زمین پر پھیلنے لگا، کچھ لوگوں نے کہا کہ کشتی پر تو نہیں آئیں گے، یہ نہیں کہا کہ اللہ کو تو نہیں مانیں گے" یہ نہیں کہا کہ نوحؑ تم کو نہیں مانیں گے" بلکہ یہ کہا کہ کشتی پر نہیں آئیں گے اور کیوں کہ کشتی تھی طوفان سے بچانے کا وسیلہ۔ اب آپ سمجھے جو یہ علماء آج کہتے ہیں

وسیلہ کیا وسیلہ کیا؟ یہ آپ کو ڈبونا چاہتے ہیں۔ صلوات۔ "کشتی پر نہیں آئیں گے،

اور جناب نوحؑ آواز دے رہے ہیں کہ دیکھو اللہ کا حکم ہے اللہ کا فرمان ہے کہ جب تک کشتی پہ نہیں آئے گا بچے گا نہیں۔ آج وہی بچے گا جو کشتی پر آئے گا، اور جو کشتی پر نہیں آئے گا وہ ڈوب جائے گا، وہ کہتے ہیں کیا کشتی کشتی ہے کشتی پر تو نہیں جائیں گے، زوجہ نے بھی کہا کہ میں کشتی پر نہ آؤں گی، میں کچھ کہہ رہا ہوں، اے رسول اللہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اگر آپ کی بیوی ضد پر اڑ گئی ہیں تو بیوی تو اڑی ہی رہتی ہیں، جھوٹے پکڑ کر بٹھا لیتے۔ صلوات۔ جھوٹے پکڑ لیتے اور کھینچ لیتے، ہٹ کشتی میں آنا پڑے گا" نبیؑ نے کہا کھینچ لیتا تمہارے کہنے سے، لیکن اسلام کا نبی ہوں۔ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ ایک فلسفہ اور سمجھ میں آیا کہ نجات جبریہ نہیں دی جاتی کشتی ہے تو نجات حاصل کر لو، کشتی میں زبردستی نہیں کی جائے گی کہ "کی کا"۔ کا رشتہ ہے لہذا زبردستی نجات دلائی جائے، نبیؑ نے کہا کہ آجاؤ، اے مری بیوی آجا۔ دیکھ آج کوئی نہیں بچے گا" توجہ چاہ رہا ہوں،، اسے کشتی سے عداوت تھی بیوی کو۔ میاں کی محبت میں آجاتی صلوات" بولی جواب دیجئے میری بات کا" اور رات بھر چارپائی پہ لیٹ کے غور کیجئے گا، بھئی نوحؑ کی زوجہ کو کشتی سے بیر تھا۔ کہ کشتی پہ تو نہ بیٹھوں گی۔ بھئی کشتی سے عداوت تھی تو میاں سے تو محبت تھی" میں کیا کہہ رہا ہوں،، میاں کی وجہ سے تو آ جاتی۔ صلوات،، پکار رہے ہیں نوحؑ آجا کشتی پر۔ جو آج کشتی پر آئے گا وہ نجات پائے گا" جو کشتی پر نہیں آئے گا اس کو نجات نہیں ملے گی،" اب ادھر دیکھا صاحب زادے۔ بلند اقبال، بہت لمبے تھے کہا بابا کشتی پہ تو نہیں آؤں گا،" اے مرے بیٹا آجا کشتی پر نہیں تو ڈوب جائے گا، ارے نہیں میں بہت اونچا ہوں" میں کہاں ڈوبوں گا،، معلوم ہوا۔ ایک یہ بھی خیال ڈبوتا ہے،، ہم بڑے ہیں، بہت بڑے ہیں۔ آج کتنے مسلمان بڑے ہو کے ڈوبے جا رہے ہیں،، ارے وہ تو پانی میں ڈوبے تھے، یہاں پٹرول میں ڈوب کے دیکھ رہے ہیں صلواۃ"

توجہ فرمایئے گا" آجا کشتی میں"، نہیں آؤں گا، ارے بیٹا آج کوئی چیز نہیں بچائے
گی" کہا میں بابا میں بہت بڑا ہوں" میری ہائٹ دیکھئے بابا انھوں نے کہا
ارے ہائٹ وائٹ میں کیا رکھا ہے؟ نتیجہ کیا ہوا پانی چڑھنے لگا" عذاب
کسی کو نہیں چھوڑے گا، کتنے اونچے ہوگے"، جتنے اونچے ہوگے وہاں تک جائے
گا" میں کچھ کہہ رہا ہوں.. اس نے پہاڑ کا سہارا لیا، پہاڑ پہ چڑھنے لگا" پانی پہاڑ
تک جا پہونچا. لیکن چونکہ وہ پہاڑ پہ چڑھا تو عذاب پہاڑ تک گیا.. اگر نوح کا
بیٹا پہاڑ پہ نہ چڑھتا تو پہاڑ نہ ڈوبتا۔ بیٹا ہی ڈوبتا، چڑھ گیا. اور جب پہاڑ
ڈوبا اب تو سمجھ گیا جب پہاڑ ڈوبا تو میں بھی ڈوبا" کہا اس کے بعد کہ میں بچ
جاؤں گا.. اچھا گٹے گٹے پانی آیا. گھٹنے گھٹنے پانی آیا جب کمر کمر آیا تو اب
پہاڑ بچائے گا؟ ذرا غور فرمایئے گا" اچھا چلئے گلے گلے آگیا تو اب سمجھ میں
آیا؟ جب گلے تک پانی آگیا تو باپ نے اتمام حجت کی، دیکھو میرے لاڈلے
کشتی پہ آجا۔ اب تو سمجھ میں آیا جب گلے تک پانی آگیا؟ گدھے سے گدھا،
بیوقوف سے بیوقوف بیٹا ہوگا. گلے گلے پانی میں تو سمجھ میں آ ہی جاتا. انصاف
سے بتاؤ، اب تو یقین آگیا. نبی کے بیٹے کی کہ نہیں بچوں گا؟ تو اب تک تو غلط
فہمی میں تھا کہ میرا قد بڑا ہے۔ پہاڑ اونچا ہے مجھے بچالے گا، مگر جب گلے
گلے پانی آگیا تب تو سمجھ میں آگیا، کہا آجا کشتی پہ کہا ڈوب جاؤں گا، مگر
کشتی پہ نہیں آؤں گا.. اسے کہتے ہیں ضد، جو علماء رسول اللہ اور آل رسولؐ
کی مخالفت کرتے ہیں کہ ان کے گلے تک آچکا ہے. مگر ضد یا گئے ہیں صلواۃ
میں انشاء اللہ ثابت کروں گا ابھی تو تمہید کی منزل سے گفتگو گذر رہی ہے"
گلے گلے سب جانتے ہیں. جاہل نہیں ہیں یہ سب مسلمان پڑھے لکھے ہیں قرآن
پڑھا ہے تفسیر پڑھی ہے، ان سب کو معلوم ہے بغیر آل محمدؐ نجات نہیں ہوگی،
مگر اب جب کہہ دیا ہے کہ کشتی پہ نہیں آئیں گے

کشتی پہ نہیں آئیں گے،، تو نوحؑ کے بیٹے کی نسل کے ہوں شاید کچھ خون میں اثر ہے
صلوات" اس نے کہا نہیں آؤں گا۔۔ بس اس منزل کیلئے زحمت دی ہے آپکو
حضور اب جب بیٹے پر تبلیغ کام نہ آئی بیٹا ضد پر اڑ گیا۔۔ بابا میں کشتی پہ نہیں
آؤں گا۔۔ تو نوحؑ نے اللہ کی طرف دیکھا، توجہ۔۔ معبود میرا بیٹا؟ نوحؑ نبی ہیں، نوحؑ
جیسے نبی، جن کو نو سو برس کی عمر دیدی۔ بیٹے کو نو منٹ نہ دیئے۔ غور کرنے کی بات
ہے۔۔ نبیؑ دعا کرے اور خدا نبیؑ کی دعا رد کرے؟ میری عقل میں نہیں آتا، نوحؑ ،، کہتے
ہیں معبود میرا بیٹا۔ بچا لے معبود، خدا کشتی کا محتاج تھوڑی ہے، خدا چاہتا تو بچا لیتا
مگر جواب کیا ہے،، لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ،، نوحؑ یہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے
" خدا نے بتا دیا کہ نبیؑ کی سفارش بیچ میں کیوں نہ آجائے اگر کشتی کو نہیں مانو گے
" نجات نہیں ملے گی،، صلوات" مسلمانوں اللہ نے قرآن میں قصے کہانیاں نہیں
بیان کی ہیں،، قرآن ہدایت ہے" لفظ لفظ حرف حرف نکتے نکتے سب
ہدایت ہیں۔۔ اس لئے یہ واقعہ بیان کیا" نبی نے کہا معبود میرا بیٹا۔۔ اے پالنے
والے" رحم آنا چاہیئے تھا، نوحؑ جیسے نبیؑ کا بیٹا ہے، تو رحمٰن ہے رحیم ہے۔۔ کسی
کی دعا رد نہیں کرتا، پھر معصوم کی دعا نبیؑ کی دعا، اب کیا کرے خدا؟ نبیؑ کی
دعا نہ مانے تو مشکل، اور مان لے تو مشکل۔ میں کچھ کہنے جا رہا ہوں۔۔ نبیؑ کی دعا
رد کر دے تو تاریخ بنتی ہے کہ جب اللہ میاں نے نبیؑ کی دعا قبول نہیں کرتے
تو ہماری کیا کریں گے؟ کہا نہیں نبیؑ کی دعا رد کرتا ہی نہیں" تو پھر بچا لے نوحؑ
کے بیٹے کو، کہا سنتا ہوں، قبول کرتا ہوں،، مگر بے اصول نہیں" میں کہہ رہا ہوں
کہ جب آج میں نے ایک اصول بنا دیا کہ جو کشتی پہ آئے گا اس کو نجات ملیگی،
جب میں نے کہدیا تو بیٹا آئے کشتی پر" اب یہ بتاؤ نوحؑ کہ دعا کیوں کر رہے
ہو؟ اور اس کیلئے جو کشتی پہ نہیں آنا چاہتا؟ نوحؑ کہیں گے میں نبیؑ ہوں،،
کیسا اپنا کیسا بیٹا؟ میں بیٹا تم کو سمجھا رہا ہوں کہ دیکھو میں نے اپنے بیٹے کے

لئے دُعا مانگ کے نظیر قائم کردی کہ "نجات پانا ہے تو کشتی پہ آنا، اپنا بیٹا بن کے نجات نہیں ملے گی،، صلوات" اب دیکھئے کیا مشکل ہے، کیا جواب دیا؟ نوحؑ تمہاری دُعا نہیں مانوں گا،، یہ خدا جواب دے رہا ہے کہ میں بچا ہی نہیں سکتا۔ بیٹا ہے؟ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ۔ ارے بیٹے ہی کی وجہ سے تو کہہ رہے ہو، میں نے بیٹا ہونے سے نام کاٹ دیا ہے یہ میں کچھ کہہ رہا ہوں،، اس کا مطلب یہ ہے کہ نبیؑ کے خاندان کی فہرست اللہ میاں کے پاس ہے، تم رشتے نبیؑ سے جوڑا کرو، میں جو رشتے چاہوں گا کاٹ دوں گا لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ "یہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے،، اگر اہل ہوتا تو میں بچا لیتا اور جناب نوحؑ نے بیٹے کو ڈوبتا دیکھا۔ مگر کچھ نہ کہا رضائے معبود کیلئے، مگر نوحؑ اس نکتے کو پہونچ گئے کہ بے کشتی میں آئے آج کسی کو نجات نہیں ہے،، اتنی باتیں تو مجھ ایسے جاہل نے بیان کردیں۔ رسول اللہؐ کی نظر میں کتنی باتیں ہوں گی؟ تب کہا ہے کہ میرے اہل بیتؑ کی مثال کشتی نوحؑ کی ہے،، یعنی کہدیا کہ مسلمانوں رشتے قرابت، قربت اُمت، کلمہ کچھ نہ دیکھا جائے گا،، اگر اہل بیتؑ سے وابستہ ہو گئے تو نجات ملے گی،، صلوات، کشتی چھوڑی اور گئے، کشتی پر آئے اور نجات ملی" تو اب کشتی کون ہیں؟ کہا اہلِ بیتؑ کی مثال کشتیٔ نوحؑ کی ہے" ہر ایک کشتی کی نہیں، کشتی چلی، توجہ۔ پانی جتنا اونچا چڑھتا گیا، کشتی اتنی بلند ہوتی گئی، نوحؑ کا بیٹا جتنی بلندی پہ جاتا رہا پانی اتنا چڑھتا گیا، نوحؑ کے بیٹے نے کیا کہا؟ پہاڑ پر چڑھ گیا، خود بھی کئی فٹ کا اور پہاڑ بھی سیکڑوں فٹ کا ڈبو دیا۔ کس کو؟ کہا نوحؑ کے بیٹے کو۔۔ ایک بات، آپ غور کریں کہ جناب نوحؑ کے بیٹے نے کشتی کا کیا بگاڑا؟ جتنا اونچا ہوتا گیا پانی بھی اتنا اونچا ہوتا گیا، اور کشتی بھی اتنی بلند ہوتی گئی،، وہی منظر ہمیں آج نظر آرہا ہے، توجہ۔، دشمنانِ اہلِ بیتؑ جتنے اونچے ہوتے جارہے ہیں، عذاب بھی اتنا ہی اونچا ہوتا جارہا ہے اور کشتی

بھی اتنی ہی اونچی ہوتی چلی جارہی ہے،، آپ نے غور فرمایا؟ قوم کے خلاف شریعت کے خلاف لاکھوں اُٹھ آئے. آلِ محمدؐ کا کچھ نہیں بگڑے گا. جتنا پانی اونچا ہوگا اتنی ہی کشتی اونچی ہوگی،، مگر دکھائی تو اسی کو دے گی جو کشتی میں آئے. جب آپ کشتی میں نہیں ہیں، توجہ چاہ رہا ہوں" اور سر پانی کے اندر ہے تو دکھائی کیا دے گا خاک مچھلیاں گنیئے. صلوات،، تو فلسفۂ "نجات" اللہ نے یہ معین کیا ہے کہ ہم نے نجات کے لئے ذریعہ بنایا ہے" نجات کے لئے کشتی بنائی ہے، انھوں نے کہا ہم درود و سلام کے قائل نہیں ہیں "توجہ،، ہم نذر و فاتحہ کے قائل نہیں ہیں" ارے تو آپ کو قائل بھی کون کر رہا ہے؟ ہم تو آپ کو قائل نہیں کرتے، ہم تو آج کے مرض سے مسلمانوں کو بچاتے ہیں، دیکھئے: جب وبا پھیلتی ہے تو ٹیکے لگا دیئے جاتے ہیں، تاکہ جسم میں ایسے جراثیم پیدا ہوجائیں جو مقابلہ کرسکیں مرض کا، تو یہ ہمارے جلسے یہ مجلس و محرّم جو ہوتا ہے یہ انجکشن ہے تاکہ بعد میں آپریشن نہ کرنا پڑے،، توجہ فرمائیے گا امراض بہت سے ہیں اور انشاء اللہ کل اس کی تفصیل آپ کے سامنے عرض کروں گا آج صرف اتنا کہ برادرانِ اسلامی! قرآن سے یہ بات ثابت ہے کہ بغیر کشتی کسی کو "نجات" نہ ملی،، اب ذرا کمال کی بات دیکھیں کہ جب جناب نوحؑ نے کشتی بنائی تو اللہ نے نوحؑ سے یہ نہیں کہا کہ تم کشتی سے باہر رہنا، بھئی یہ تو دوسروں کے لئے ہے تم تو میرے نبیؑ ہو! یہ نہیں کہا کہ تم ساتھ ساتھ چلو پانی میں. ایک رسّہ باندھ لو اور کھینچتے چلو،، نہیں یہ نہیں ہوا بلکہ نوحؑ کو بھی کشتی میں بٹھایا. اور جب آیۂ تطہیر بھیجی تو اپنے نبیؐ کو بھی چادر میں لِٹایا صلوات،، ادھر علیؑ اُدھر فاطمہؑ اِدھر حسنؑ اُدھر حسینؑ، یہ ہیں کشتیٔ نجات. بیچ میں نبیؐ. کہا دیکھو نوحؑ بھی کشتی میں تھے تم بھی کشتی میں ہو. تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ کشتی میں تو نہ جائیں گے نبیؐ کا دامن پکڑ لیں گے ارے کم بختو!

نبیؐ بھی کشتی میں ہیں، صلوات۔ اس لئے فرمایا اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ میں حسینؑ سے ہوں، میں کشتی کے باہر نہیں ہوں۔ میں بھی کشتی میں ہوں، توجہ، تو کشتی کو وسیلہ قرار دیا، کشتی کو ذریعہ بنایا نجات کا اب وہ کشتی چلتے چلتے عراق پہونچی اور کشتی کو وہ جودی پر جا ٹھہری۔ نبیؑ گھبرائے۔ نوحؑ کو چکر آ گیا۔ کشتی کو طوفان نے بچانا تھی۔ کہا نبیؐ گھبراؤ نہیں۔ یہ زمین ہے کیونکہ یہ وہ زمین ہے جہاں سے میرا کوئی نیک بندہ صالح بندہ اور نبیؐ گذرے تو ناممکن ہے کہ اُسے کرب نہ ہو، اس لئے کہ یہ کرب و بلا ہے، اللہ اکبر کشتی نوحؑ پر جب گرداب پر بھنور پڑنے لگا تو سب عزادار بن گئے۔ بن گئے کہ نہیں۔ اللہ ذاکر بنا، رونے والے نوحؑ اور نوحؑ کے ساتھ جتنے تھے سب واقعۂ کربلا سن کے رونے لگے، تو کشتی کی علامت مصائبِ حسینؑ بھی ہے نوحؑ نے سنا کہ یہاں آخری پیغمبرؐ کا نواسہ تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کیا جائے گا اور اس کا لاشہ بے گور و کفن پڑا رہے گا، اور وہ تنہا نہیں ہوگا اس کے ساتھ بہتّر بہتر شہید ہوں گے۔ اہل حرم کو اس پر قیدی کیا جائے گا۔ نوحؑ سن رہے ہیں مصائب حسینؑ اور گریہ کرتے جا رہے ہیں، کشتی پر مجلس حسینؑ برپا ہے، یہ انجمن امامیہ کا عشرہ نہیں ہے یہ کشتی ہے۔ اور اس کشتی میں مصائبِ حسینؑ کا بیان ہو رہا ہے، لوگ رو رہے ہیں جبرئیل، کشتی نوحؑ پر مصائب حسینؑ سنا رہے تھے۔ نوحؑ کے ساتھ نوحؑ کی اُمت بھی رو رہی تھی۔ بس یہی کربلا جہاں نوحؑ کی کشتی آکر ٹھہری تھی، یہیں سفینۂ آل محمدؐ پہونچا۔ نوحؑ کی کشتی جب پہونچی تھی تو پانی پانی تھا، مگر جب رسول اللہؐ کی کشتی آئی تو پانی بند تھا، یہ پیاسی کشتی ہے چھوٹے چھوٹے بچے، اَلْعَطَش اَلْعَطَش اَلْعَطَش کے نعرے بلند کر رہے ہیں، خیموں میں پانی نہیں تھا، امام حسینؑ نے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اجازت دی اسی پر

مجلس تمام، قسم خدا کی یہ جو کہتے ہیں کہ آپ جلوس کیوں نکالتے ہیں؟ آپ نوحہ کیوں پڑھتے ہو؟، آپ ماتم کیوں کرتے ہیں۔ یہ آپ کربلا میں آکر دیکھئے۔ کہ جناب عباسؑ نے نہیں کہا کہ آقا ہم پیاسے ہیں، قاسمؑ نے نہیں کہا کہ چچا ہم پیاسے ہیں جناب عونؑ و محمدؑ نے نہیں کہا کہ ماموں جان ہم پیاسے ہیں، بی بی زینبؑ نے نہیں کہا کہ بھیا ہم پیاسے ہیں، اُمِ لیلیٰؑ نے نہیں کہا کہ ہم پیاسے ہیں۔ ربابؑ نے نہیں کہا کہ ہم پیاسے ہیں۔، اُمِ فروہ نے نہیں کہا کہ میں پیاسی ہوں، نہیں کسی نے نہیں کہا۔ چھوٹے چھوٹے بچے، خالی کوزے لئے ہوئے اَلعَطش اَلعَطش اَلعَطش کی صدائیں بلند کر رہے ہیں۔ وہ بھی امام حسینؑ کی اجازت سے تاکہ کل کہیں یزید یہ نہ کہے کہ اگر خیام حسینی میں پانی نہیں تھا تو کم از کم کسی بچے نے تو مانگا ہوتا؟۔ اس لئے کہا کہ تم آواز بلند کرو اَلعَطش، اَلعَطش، کبھی ہائے یہ بچے الگ نہیں جاتے تھے ایک گروہ بنا کے ایک جُلوس کی شکل میں۔ اور اس جُلوس کے آگے آگے کون ہوتا تھا؟ جناب سکینہؑ اور ہر ایک کے پاس نہیں جاتے تھے یہ بچے۔، پھوپھی زینبؑ سے کہتے تھے پھوپھی جان پیاس مارے ڈال رہی ہے۔، لکھا ہے کہ جب بچے جناب زینبؑ کے پاس کے کہتے تھے پھوپھی تو آپ خاک پہ بیٹھ جاتی تھیں۔ اور سر و سینہ پیٹنے لگتی تھیں، اے بچو! میں کہاں سے پانی لا کے دوں؟ بس حضور خدا آپ کو کسی غم نہ رلائے، ماشاء اللہ سے اس مجلس میں صاحبان اولاد بھی ہوں گے، اولادیں لڑکے بھی ہوں گے لڑکیاں بھی ہوں گی؟ اگر آپ کی بچی آپ سے کوئی فرمائش کر دے تو کتنا دل آپ کا تڑپ جاتا ہے، ہائے مرے حسینؑ پر کیا گذرتی ہو گی، دل عباسؑ پر کیا گذرتی ہو گی۔، عزادارو دلِ زینبؑ پہ کیا گذرتی ہو گی جب سکینہ کہتی ہوں گی، پھوپھی اماں کہیں سے تھوڑا پانی لا دیجئے اور وہاں قطرۂ آب نہیں۔، اَلعَطش اَلعَطش۔ میں نے اکثر عرض کیا ہے آپ کی

خدمت میں کہ ۶۲ء میں میں کربلائے معلیٰ میں تھا، اور پہلی محرم سے دس محرم تک کا عشرہ وہیں پر کیا۔ جسے آپ دحہ کہتے ہیں۔ اور ایسی عزاداری وہاں کی، میں بہت روتا تھا، تصور کریں آپ کو محرم کا مہینہ ہو، وہ بھی ارضِ کربلا پر کیا گذرتی ہوگی دل پر۔" ہندوستانی جلوس، پاکستانی جلوس، ترکی والوں کا جلوس۔ لبنان والوں کا جلوس، "عراقیوں کا جلوس، کویتیوں کا جلوس بحرینیوں کا جلوس، لبنان والوں کا جلوس نکلتا تھا۔ اس وقت پابندی بھی نہیں تھی، اب تو رونے پر بھی پابندی ہے وہاں، خدا غارت کرے ایسے لوگوں کو جن لوگوں نے عزائے حسینؑ پر پابندیاں لگا رکھی ہیں۔ سب جلوس نکلتے، اور اسی میں ساتویں محرم سے ایک دستہ نکلتا تھا۔ جس کو دیکھ کے کلیجہ پاش پاش ہو جاتا تھا چھوٹے چھوٹے بچے کالی کفنیاں پہنے ہوئے، ہاتھ میں خالی کوزے لئے ہوئے روضۂ امام حسینؑ سے چلتے تھے، اور کچھ نہیں کہتے تھے، بائیں ہاتھ میں کوزہ دائیں ہاتھ سے ماتم، بس اتنا کہتے تھے چچا ہم پیاسے ہیں،" جب یہ جلوس گذرتا تھا بین الحرمین تو لوگ ڈاڑھیں مار مار کے روتے تھے، ایک دن میں بے چین ہو کے جلوس کے ساتھ ساتھ چلا، جب وہ جلوس روضۂ حضرت ابوالفضل العباسؑ میں داخل ہوا۔ اور بابِ قبلہ پر کھڑے ہو کر بچوں نے کہا،" چچا ہم پیاسے ہیں تو یقین کیجئے، معلوم ہوتا تھا زمینِ کربلا ہل رہی ہے، ہر طرف سے رونے کی آواز آ رہی تھی، اس کا مطلب یہ ہے کہ آج بھی عباسؑ بے چین ہو جاتے ہیں،" اے بچو! چچا پانی نہ لا سکا۔ اس نے قربانی پیش کر دی،" محشر میں ساقیٔ کوثر سے جام کوثر پی کر پیاس بجھانا۔ میں نہ آ سکا، پانی نہ لا سکا،"

• الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین،"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِی کَمَثَلِ سَفِیْنَۃَ نُوحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرَقَ وَھَوٰی۔

برادرانِ ملت اس عشرۂ مجالس میں جو گفتگو آپ کے سامنے جاری ہے اس میں کل یہاں تک گفتگو پہونچی تھی کہ رسول اللہؐ نے نجات کا ایک راستہ بتایا ہے، اور وہ راستہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے اہلِ بیتؑ کی کشتیٔ نوحؑ سے تشبیہ دی۔ اور فرمایا کہ میرے اہل بیتؑ کی مثال کشتیٔ نوحؑ کی ہے۔ جو اس میں آگیا اور آجائے گا۔ اہلِ بیتؑ سے تمسّک اختیار کرے گا اس کو نجات ملے گی اور جو کشتی چھوڑے گا اہلِ بیتؑ کی محبت نہیں رکھے وہ ڈوب جائیگا اور فنا ہو جائے گا۔ ویسے یہ قولِ رسولؐ ہے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ اب یہاں سے چند باتیں عرض کر دینا ضروری ہیں کہ عالمِ اسلام میں "نجات" ہی کو اہمیت حاصل ہے۔ "نجات" ہی پر پورے دین کا انحصار ہے۔ اسلام کے آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ مسلمانوں کو "نجات" حاصل ہو تو کاہے سے "نجات" حاصل ہو؟ اس دنیا میں طاغوتی طاقتوں سے "نجات" ملے، وسوسۂ شیطانی سے "نجات" حاصل ہو۔ برائیوں سے "نجات" ملے، ظالم طاقتوں سے "نجات" ملے۔ اور آخرت میں جہنم سے "نجات" ملے۔ میں نے کسی مجلس میں مختصرؔ عرض کیا ہوگا، کہ مسلمانوں کا فرقوں میں بٹ جانا زیادہ اہم ہے۔ ہم مسلمانوں کا مختلف رہبروں کی پیروی کرنا زیادہ اہم ہے، یا مسلمانوں کی "نجات" زیادہ اہم ہے؟ یہ ہر مسلمان کو غور و فکر کر کے طے کرنا چاہیئے۔ اگر ٹکڑے ٹکڑوں میں بٹے رہنا زیادہ اہم ہے تو "نجات" ملے نہ ملے بٹے

رہیئے ! اگر مختلف دنیاوی یا دینی رہبروں کی پیروی کر کے اور ان کا نام لیکر دنیا سے گذر جانا زیادہ اہم ہے تو یہی کیجیئے۔ لیکن۔ لیکن اگر نجات کا مسئلہ ہے تو اس پر غور کرنا پڑے گا۔ اگر ہم تقسیم ہونا چاہتے ہیں اور مختلف گروہوں میں بٹنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ہم مسلمان ہی رہیں۔ ہر مذہب میں تفرقہ ہے۔ کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جس میں تفرقہ نہ ہو۔ ہندو دھرم میں بھی مختلف فرقے ہیں۔ جینی ہیں، آریہ دھرم والے ہیں، پھر ذات پات میں بٹے ہیں، پنڈت ہیں، ٹھاکر ہیں، پھر عیسائیوں کو دیکھیئے اس میں بھی مختلف فرقے ہیں۔ یہودیوں میں بھی فرقے ہیں، سکھوں میں بھی فرقے ہیں۔ اگر ہر مذہب والوں کی طرح اسلام میں بھی فرقے ہیں تو پھر اور مذہب میں اور اسلام میں فرق ہی کیا رہ گیا۔ "صلوات" اگر مسلمان غور کریں تو کتنے بڑے شرم کی بات ہے کہ اللہ ایک مگر مسلمان ایک نہیں ہے، رسول بھی ایک قرآن بھی ایک قبلہ بھی ایک دین بھی ایک۔ مگر مسلمان ایک نہیں ہے، تو یہ فکر تو کرنا پڑے گی کہ جتنے مسلمان ہیں سب کو کلمہ پڑھ لینے میں "نجات" ہے تو کوئی بات نہیں اور جو جس گھرانے میں پیدا ہوا ہے وہ وہی رہے۔ اگر شیعہ گھرانے میں پیدا ہوا ہے تو وہ شیعہ ہی رہے اگر سنّی گھرانے میں پیدا ہوا ہے تو سنّی ہی رہے اگر حنفی گھرانے میں پیدا ہوا ہے تو حنفی ہی رہے، جیسے جو ہندو گھرانے میں پیدا ہوا ہے وہ ہندو ہے، جو عیسائی گھرانے میں پیدا ہوا ہے وہ عیسائی ہے، تو جو مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا وہ مسلمان ہو۔ اور جو جس فرقے میں پیدا ہوا وہ اُس فرقے میں ہے چلنے دیجیئے دنیا تو چل ہی رہی ہے اسی طرح سے، لیکن سوال "نجات" کا ہے، کیا دنیا کے تمام مذاہب سے "نجات" ہے سب کو؟ مسلمان سے پوچھتا ہوں کسی ایک فرقے سے نہیں پوچھتا ہوں "تہتر" فرقوں سے

پوچھ رہا ہوں۔ عیسائیوں کو "نجات" ہے؟ یہودیوں کو "نجات" ہے؟ جنت میں جائیں گے یہودی؟ کفار کو "نجات" ہے؟ مشرکین کو "نجات" ہے؟ انھوں نے کہا صاحب آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ اچھا؟ کیوں نہیں ملے گی آپ مجھے سمجھائیں؟ ارے صاحب ان کو کیسے ملے گی نجات۔ ہم پوچھتے ہیں کیسے نہیں ملے گی؟ اس لئے کہ اللہ کہتا ہے قرآن میں کہ ہم نے جن وانس کو نہیں پیدا کیا مگر یہ کہ وہ ہماری عبادت کریں یہ آیت ہے قرآن میں کہ نہیں، "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" یعنی مقصد خلقت انسان عبادت ہے کہ نہیں؟ تو جو بھی عبادت کرے گا اس کو "نجات" دے گا۔ کیا عیسائی عبادت نہیں کرتے اللہ کی، کیا یہودی عبادت نہیں کرتے اللہ کی۔ کیا ہندو عبادت نہیں کرتے تو پھر یہ بتائیے کہ ہندو کیوں نہیں جائے گا جنت میں؟ عیسائی کیوں نہیں جائے گا، "بدھسٹ" کیوں نہیں جائے گا؟ انھوں نے کہا نہیں جائے گا۔ ارے صاحب کیوں نہیں جائے گا جب قرآن کہتا ہے کہ انسان کا مقصد خلقت عبادت ہے تو جو عبادت کرے گا وہ جنت جائے گا۔ کیا ہندو عبادت نہیں کرتے کیا مالائیں نہیں جپتے۔ کہ خدا کا نام نہیں لیتے نام بھی الگ الگ ہیں۔ آپ اللہ کہتے ہیں، وہ ایشور کہتا ہے بھگوان کہتا ہے پرماتما کہتا ہے، کوئی خدا کہتا ہے کوئی گاڈ کہتا ہے، تو نام بدلنے سے ذات تھوڑی ہی بدل جائے گی، ٹھیک ہے اگر عیسائی اللہ کو نہیں مانتے تو گاڈ کو تو مانتے ہیں؟ اگر جنت میں نہیں جائیں گے تو ہیونس (HEVENS) میں تو جائیں گے، "صلوات" ہندو اللہ نہیں کہتا تو بھگوان تو کہتا ہے۔ اگر "نجات" نہیں ملے گی تو مکتی تو ملے گی؟ یہ لفظوں ہی کی بحث تو ہے۔ تو چلئے اگر عربی میں "نجات" نہیں ملے گی تو ہندی میں مل جائے گی سنسکرت میں ہو جائے گی "نجات"،

انھوں نے کہا نہیں صاحب آپ تو جہالت کی باتیں کر رہے ہیں۔ کہا عبادت کرنے سے تھوڑی کچھ ہوتا ہے۔ پھر کیسے ہوتا ہے؟ کہا صحیح عبادت کریں اب کون طے کرے کہ صحیح عبادت کیا ہے اور غلط عبادت کیا ہے؟ یہ تو جب خدا ایشور گاڈ خود زمین پر اتر کر آئے اور کہے کہ ان کی عبادت نہیں درست ہے اُن کی صحیح نہیں ہے دیکھو تمہارا طریقہ غلط ہے اور ہو سکتا ہے وہ آکے کہدے سب کا طریقہ غلط ہے خدا کو بلائیے۔ ہندو بھی بلائیں مسلمان بھی بلائیں سب مذہب والے بلائیں کہ معبود! اب تو ہی فیصلہ کر کہ کون صحیح ہے۔ تو خدا جواب دے گا کہ ہم نے ججمنٹ دے الگ رکھا ہے۔ فیصلہ ہم کل کریں گے۔ یہ کل کے فیصلے سے کیا نتیجہ ہوگا؟ کیا سب کو جہنم میں بھیجنا چاہتا ہے۔؟ ایک کو بھی جنت میں نہیں بھیجے گا؟ کہا نہیں نہیں کیوں نہیں بھیجوں گا۔ جو میری صحیح عبادت کرکے آئے گا اُسے بھیجوں گا جنت تو معلوم ہوا کہ عبادت سے جنت نہیں ملے گی۔ "صحیح" کا لفظ لگا ہوا ہے۔ اب صحیح اور غلط کو کون ثابت کرے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ اگر عیسیٰ کا بتایا ہوا طریقہ غلط تھا تو پھر عیسیٰ کا ذکر کیوں کیا قرآن میں؟ اگر موسیٰ کا طریقہ غلط تھا تو پھر کیوں بھیجا نبیؑ بنا کر دنیا میں اور اگر بھیجا تھا تو طریقہ غلط کیوں بتایا؟ صحیح طریقہ بتا کر بھیجا ہوتا۔ اور اگر عیسیٰؑ و موسیٰؑ دونوں نے غلط طریقۂ عبادت بتایا تو تو نے ان کا ذکر کیوں کیا قرآن میں؟ آئی نا پریشانی کی بات اب علماء نے کہا ارے بھائی جب وہ آئے تو ٹھیک تھا۔ اب کون سی خرابی ہو گئی؟ سڑ گیا گل گیا گھُن لگ گیا کیا ہو گیا؟ کہا آپ تاریخ سے واقف ہی نہیں ہیں، تو آپ بتائیے ہم کو تاریخ۔ کہا عیسیٰؑ کا طریقہ عیسائیوں کے پاس رہ کہاں گیا، لیجئے آپ

مسلمان ہو کے کہہ رہے ہیں ارے عیسائیوں کا طریقہ ہے وہ جانے گا کہ آپ جانیں
گے؟ اچھا تو یہ بتائیے ان میں سے اگر ہے کوئی ایسا جو عیسیٰ کے طریقوں پر عمل کر رہا
ہے تو وہ "نجات" پائے گا؟ کہا نہیں پائے گا، اچھا تو کیوں نہیں پائے گا؟ موسیٰ
کے طریقوں پر عمل کرنے والا "نجات" پائے گا؛ کہا نہیں، کیوں نہیں؟ کہا آخر
میں رسول اللہؐ آگئے، تو جب تک رسولِ اسلام کے طریقوں پر عمل نہیں کرے
گا "نجات" نہیں پائے گا۔ آج نہ آدمؑ کی طرح نماز پڑھنے میں "نجات" ہے نہ نوحؑ کے
طریقوں پر "نجات" ہے نہ موسیٰ و عیسیٰ و یحییٰ و زکریا کے طریقوں پر عبادت کرنے میں
"نجات" ہے، صرف اس عبادت پر "نجات" ہے جو مطابقِ سیرتِ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم ہے، صلوات، تو جب تک رسول اللہؐ کے بتائے ہوئے طریقوں پر مسلمان
یا کوئی بھی انسان عبادت نہیں کرے گا "نجات" نہیں ملے گی، اچھا انبیاء کتنے آئے
کہا ایک لاکھ چوبیس ہزار، الوالعزم پیغمبرؐ کتنے کہا پانچ، تو الوالعزم کی سیرت پر چل کے
بھی "نجات" نہیں ہے؟ کہا "نجات" صرف سیرتِ رسولؐ پر ہے، جس طرح سے خاتم
النبیینؐ نے نماز پڑھی روزہ رکھا، حج کیا، اور جو کچھ رسول اللہؐ نے کہا وہ کرو تو
"نجات" ہے، اور اس سے ہٹ کر جو عبادت کرے گا اس کو "نجات" نہیں ہے تمام
مذہب کے لوگوں سے یہی کہا جاتا ہے کہ بھیا جیسی رسول اللہؐ نے عبادت کی ایشور کی
پرماتما کی گاڈ کی بھگوان کی اللہ کی جب ویسی عبادت کروگے تو مکتی ملے گی، تو "نجات"
ملے گی، ٹھیئے گا نہیں، تو ہندو اگر سیرتِ رسولؐ پر نہ چلے تو "نجات" نہیں اگر عیسائی نہ
چلے تو "نجات" نہیں اگر بدھسٹ نہ چلے تو "نجات" نہیں اگر سکھ عمل نہ کرے تو "نجات"
نہیں، اب میں ایک قوم کا نام اور پوچھتا ہوں اور اس قوم کا نام ہے مسلمان،
مسلمان اگر سیرتِ رسولؐ پر نہ چلے؟ کہا مسلمان کو تو صرف اس لئے "نجات" ہے کہ وہ
مسلمان ہے تو صرف مسلمان ہونے سے "نجات" ملے گی؟ اور اگر آپ کہیں گے کہ
ملے گی تو پھر یہودی پوچھیں گے کہ بھائی یہ کون سی بات ہوئی، آخر تم ایک نبیؐ کو

مانتے ہو تو ہم بھی ایک نبیؐ کو مانتے ہی ہیں۔ جب تم یہ کہہ رہے ہو کہ آخری نبیؐ کی سیرت پر چل کر نجات ملے گی۔ تو اب انسان کی بات ہے چاہے وہ انسان مسلمان ہو یا غیر مسلم چلنا پڑے گا سیرتِ رسول پر اللہ کی عبادت کرنا ہوگی سیرتِ رسولؐ پر خالی مسلمان ہو جانے سے "نجات نہیں ہے"، "نجات ہوگی سیرتِ رسولؐ پر عمل کرنے سے"، تو انھوں نے کہا اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ ہم کو نجات "ہے"، "کہاں نجات" ہے آپ کو؟ کہا سیرتِ رسولؐ پر چلتے ہیں۔ سیرتِ رسولؐ کیا ہے؟ اگر سارے مسلمان سیرتِ رسولؐ پر چلتے ہیں تو مسجدیں الگ الگ کیوں ہیں۔ پیش امام الگ الگ کیوں ہیں"، نمازیں الگ الگ کیوں ہیں اگر سارے مسلمان سیرتِ رسولؐ پر چلتے ہیں تو وضو کا طریقہ الگ الگ کیوں ہے الگ الگ وقتوں پر الگ الگ روزہ کیوں ہے، ایک ہی وقت پر ہونا چاہیئے انھوں نے کہا نہیں آپ سمجھے نہیں"، آپ بتائیں ہم کو کہ سیرت کیا ہے؟ "نجات اگر سیرتِ رسولؐ پر ہے تو سیرتِ رسولؐ کیا ہے؟ اگر میں کسی انسان کو سیرتِ رسولؐ سمجھانے کے لئے دس مسجدوں میں گھما دوں تو کہئے گا بھئی یہ کون سی سیرت ہے رسولؐ اللہ کی "، نماز سب سے بڑی عبادت ہے اللہ کی کم سے کم نماز کی جان تو بخش دی ہوتی"، نماز تو یکساں پڑھتے سب"، نماز بھی یکساں نہیں پڑھ رہے ہیں"، تو اس میں کون سی نماز رسولؐ اللہ کی سیرت کے مطابق ہے؟ اور اب میں کچھ بحث نہیں کرتا"، اگر کوئی نہیں ہے تو سب گئے۔ اللہ جس قانون سے یہودیوں کی عبادت عیسائیوں کی عبادت بدھسٹوں کی عبادت رد کر دے گا کہ میں اس عبادت کو قبول نہیں کرتا کیوں کہ یہ میرے رسولؐ کی سیرت کے مطابق نہیں ہے کروڑوں مسلمانوں کی عبادت بھی اسی قانون پر رد ہو گی۔ اب بچے گا کون؟ جو سیرتِ رسولؐ پر عبادت کرے گا۔ اب ان علماء سے پوچھئے کہ سیرت ہے کیا۔ پچھلا چھوڑیئے معاملہ پچھلے میں بڑے بڑے لوگ آجائیں گے"، اور ان کے خلاف بولنا مشکل ہوگا۔ آج کی بات کرتا ہوں

کیا آج ایک جگہ پر بیٹھ کر علماء تلاش نہیں کر سکتے نماز کیسے پڑھتے تھے؟ بہت مشکل چودہ سو برس بعد ہم نہیں بتا سکتے۔ اچھا تو پابندی نہ لگائیے۔ کہتے ہیں کہ جس کا جیسے جی چاہے پڑھو چھبیس روایتیں ہیں جس کا جیسے جی چاہے پڑھیں، یہ پابندی کیوں ہے وہ کہتے ہیں ایسے پڑھتے تھے۔ وہ کہتے ہیں نہیں ایسے پڑھتے تھے یہ کہتے ہیں ایسے پڑھتے تھے ایک نے کہا ایسے پڑھتے تھے۔ اچھا بتاؤ کیسے پڑھتے تھے؟ بلاؤ علماء کو کہو بیٹھ جائیں طے کرلیں شاید تہتر سے گھٹ کر دو ہی تین پہ آ جائیں۔ بھئی کم از کم پانچ طریقے بتادو، کیونکہ پانچ وقت کی نمازیں ہیں، ہم ایک نماز ایک طریقے پر دوسری دوسرے طریقے پر تیسری تیسرے طریقے پر چوتھی چوتھے طریقے پر اور پانچویں پانچویں طریقے پر۔ دن بھر کی کوئی تو قبول ہو گی یہ ساری کیوں جارہی ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں آپ کسی طرح بھی پڑھ لیں قبول ہو جائے گی۔ اچھا یہ کون سا پوائنٹ ہوا۔ اچھا تو پھر آپ جیسے بھی پڑھ لیجئے نجات ہے۔ اہلسنت کے علماء یہ کہتے ہیں کہ اس مسلک پر پڑھ لو تو قبول ہو جائے گی اب شیعہ، شیعہ علماء کے کہنے کی طرح پڑھ رہے ہیں سنی سنی علماء کے کہنے کے مطابق پڑھ رہے ہیں، رسول اللہؐ کیا ہوئے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم آج دین محمدؐ پر نہیں چل رہے ہیں دین علماء پر چل رہے ہیں، صلوات۔ تو پھر کیا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اگر علماء ایک جگہ پر جمع ہو جائیں اور آپس میں یہ طے کریں کہ رسول اللہؐ کس طرح نماز پڑھتے تھے، مگر مصیبت یہ ہے کہ آئیں گے نہیں اور آئیں گے تو لڑائی ہو گی آئیں علماء اور ایک وضو کے مسئلہ کو طے کر کے بتائیں کہ کس طرح وضو کرتے تھے رسولؐ اللہ؟ مگر طے نہیں کریں گے علماء اس لئے کہ ان کو مزہ آتا ہے لڑانے میں اور لڑنے میں نہیں۔ اگر نہ جانتے ہوتے تو جمع بھی ہو جاتے۔ مصیبت تو یہ ہے کہ جانتے ہیں اور جمع نہیں ہوتے ارے بھائی اگر کہدیں کہ یہ صحیح ہے اور سب ایک پلیٹ فارم پر آجائیں تو پھر

چودہ سو برس پہلے کا کیا ہوگا۔ باپ دادا کا کیا ،، اس کا مطلب یہ ہے کہ علمار اپنے باپ دادا کی وجہ سے خود بھی نجات نہیں پا رہے ہیں تم کو بھی نجات نہیں دے رہے ہیں ،، صلوات ،، یہ علمار جب ایک وضو بتا نہیں سکتے کہ نبیؐ نے کیسے کیا، نماز بتا نہیں سکتے کہ نبیؐ نے کیسے پڑھی۔ تو اسلام کیا بتائیں گے "علمار نہیں بتا سکتے تو ہم کیا کریں، مگر نجات صرف رسول اللہؐ کے اسلام پر ملے گی ورنہ اگر سارے مسلمانوں کو نجات مل جائے تو یہودی کھڑے ہو جائیں گے حشر کے میدان میں، ہندو کھڑے ہو جائیں گے۔ معبود! ایشور، گاڈ، بھگوان، پرماتما، ہم کو تو جہنم میں بھیج رہا ہے کہ ہم نے تیرے رسولؐ کی سیرت پر عمل نہیں کیا۔ اور یہ کھیپ کی کھیپ ان کی کہاں جا رہی ہے یا ہم کو بھی بھیج یا ان کو بھی روک ارے ہم نے تو رسول اللہؐ کو مانا ہی نہیں انھوں نے مان کے نہیں مانا،، صلوات " کسی کو نجات نہیں ہے بغیر سیرتِ رسولؐ پر عمل کئے۔ اب اگر کسی سے کہیئے کہ بھائی آپ کو نجات ملے گی تو کہتے ہیں انشاء اللہ کیا مطلب انشاء اللہ کے معنی بھی جانتے ہیں کہا اگر اللہ نے چاہا۔ تو اگر اس کو یہی چاہنا تھا تو نبیؐ کو کیوں بھیجا؟ پتھر کیوں کھائے نبیؐ نے کانٹوں پہ کیوں چلے ارے خدا یہ چاہتا ہے کہ ویسے سب لوگ مل کر عبادت کریں جیسا میرا رسولؐ کرتا تھا اب آئی بحث کیا کریں معبود! اگر میں تمہارے علمار کی خاطر تم کو معاف کر دوں تو علمار کس مذہب میں نہیں ہیں۔ پھر عیسائیوں کو مجھے (POP) پوپ کی خاطر معاف کرنا پڑے گا ہندوؤں کو مجھے اوتاروں کی خاطر معاف کرنا پڑے گا۔ ارے جتنی سب کے تو بڑے بڑے تھے کس کے بڑے نہیں تھے؟ اگر بڑے ہوں تو سامنے لاؤ معاف کر دوں گا ،، صلوات " اگر تمہارے بڑے آ کے کہہ دیں کہ ہم نے رسولؐ کی سیرت نہیں بدلی تو معاف کر دوں گا لاؤ تو وہ ان کہے گا خدا کے سامنے۔ اگر بدلا نہیں تو فرقے کیوں؟ ،، جب فرقے بن گئے تو فرقے بنانا ہی نجات سے کھیلنا ہے۔ اب جب یہ منزل آئی ہے اور مسلمان

فکر کرنے پر مجبور ہو رہا ہے تو پھر ملتِ اسلامیہ پھر وہی پریشانی آجاتی ہے دیکھئے رسولؐ کی معرفت اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان رسولؐ کو پہچانے جب رسولؐ کو پہچانے گا تو سیرت جانے گا۔ جب سیرت جانے گا تو صحیح عبادت کرے گا اور جب صحیح عبادت کرے گا تو نجات پائے گا " انھوں نے کہا نہیں صاحب ہم رسولؐ کو تو اللہ کا رسولؐ مانتے ہی ہیں، تو کون نہیں مانتا؟ ہم نے پچاسوں ہندوؤں کی تقریروں میں سنا ہے کہ محمدؐ صاحب اللہ کے رسولؐ ہیں، عیسائیوں سے سنا ہے۔ تم بھی کہتے ہو تو کون سا کمال کرتے ہو۔ رسولؐ کو ماننا نجات نہیں دلائے گا رسولؐ کیسا ہے؟ اگر صحیح نہ ہو تو نجات نہیں ہے اب اس میں مسلمانوں کے دو نظریئے ہیں، ایک مسلمان کہتا ہے کہ رسولؐ ہمارے بڑے بھائی، اور ایک مسلمان کہتا ہے کہ نہیں ہمارے بڑے بھائی نہیں ہیں تو پھر کس کے بڑے بھائی ہیں۔ کہا علیؑ کے بڑے بھائی تھے اور اب دو رسولؐ ہیں ایک تمہارے بڑے بھائی ایک علیؑ کے بڑے بھائی، تو ہمارا بڑا بھائی ہمارے جیسا ہوگا۔ علیؑ کا بڑا بھائی علیؑ کے جیسا ہوگا۔ علیؑ کون اہلبیتؑ کے پہلے،، یعنی خدا سمجھانا چاہتا ہے کہ اگر اللہ کو پہچاننا چاہتے ہو تو اہلبیتؑ سے پہچانو، اور مجھ کو پہچاننا ہے تو اہلبیتؑ سے پہچانو۔ اور اگر کہیں مولویوں سے پہچانا تو اپنے جیسا بنا ڈالیں گے، جیسے ہم ویسے وہ،، خدا کی شان،، جیسے ہم ویسے وہ رسولؐ ہمارے جیسا تھا۔ اچھا ہوگا بھئی کہو نہیں خدارا دنیا کے سامنے مت کہو۔ کیوں نہ کہیں؟ ان کو دیکھا نہیں ہے تم کو سب دیکھتے ہیں،، کون اس رسولؐ کا کلمہ پڑھے گا جو تمہاری طرح اور تمہارا بڑا بھائی ہو،، صلوات،، یہ تبلیغ اسلام، یہ محبتِ اسلام۔ اسی پر نجات ملے گی؟ نہیں ملے گی نجات کا ماحصل اللہ کے بھیجے ہوئے دین کا جاننا ماننا پہچاننا۔ اب کل کی مجلس کی تمہید آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں وہ تمہید یہ ہے کہ اگر خدا کو پہچانو گے تو نجات ملے گی صحیح رسولؐ کو مانو گے اگر صحیح سیرت جانو گے تو نجات ملے گی،، ورنہ تصوراتی

خدا یہ کتابوں والا خدا انہیں نجات دے گا۔ کتابوں والا رسولؐ نہیں بخشوائے گا
قرآن والا خدا نجات دے گا۔ اور قرآن والا رسولؐ بخشوائے گا۔ دو ہیں۔
ایک خدا وہ ہے جس کو قرآن نے سمجھایا اور ایک خدا وہ ہے جس کو علماء نے
سمجھایا ہے۔ ایک رسولؐ وہ ہے جس کو قرآن نے سمجھایا ہے ایک رسولؐ وہ
ہے جس کو تم سڑک گلی پہ سمجھاتے پھرتے ہو۔ اب آپ ملاحظہ فرمائیں۔ ایک
روایت ایک واقعہ جس کو میں نے پڑھا۔ کہا طاہر صاحب کہاں سے آپ نے
پڑھا؟ کہاں سے پڑھا۔ اجی مجھ پر الہام ہوتا ہے۔ کیا بک رہے ہیں آپ؟
اجی جب بڑے بڑوں پہ ہوا تو مجھ پہ نہیں ہو سکتا؟ نہیں نہیں۔ کسی کتاب میں
دکھائیے۔ میرے الہام کو آپ نہیں مانتے جب تک کسی کتاب میں نہ دکھاؤں
کسی کی کتاب میں دکھاؤں۔ کسی عالم کی کتاب میں دکھائیے۔ تو کیا میں
جاہل ہوں؟ عالم نے کہیں سرخاب کے پر لگا رکھے ہیں؟ کہا نہیں نہیں یہ
بات نہیں ہے کوئی پرانی کتاب میں دکھائیے۔ پرانی کتاب میں دکھاؤں
دیکھئے یہ پرانی۔ ہمارے یہاں کی نہیں ہے۔ کیا مطلب؟ انڈیا کی نہیں ہے؟
اوہوں۔ بمبئی کی نہیں ہے؟ اوہوں۔ ارے ہمارے مذہب کی نہیں ہے
کیا آپ مسلمان نہیں ہیں؟ مسلمان تو ہیں مگر۔ مگر کیا؟ ارے ہمارے مذہب
کی نہیں ہے۔ کیا آپ کا مذہب اسلام نہیں ہے؟ ارے بھائی ہم شیعہ ہیں
کسی شیعہ کتاب میں دکھائیے۔ ہم سنّی ہیں کسی سنّی کتاب میں دکھائیے تو کیا
تو کیا دو کتابیں نازل ہوئیں۔ ایک شیعوں کی ایک سنّیوں کی؟۔ نازل نہیں
ہوتی ہے بھائی علماء نے لکھی ہیں۔ جو شیعہ عالم نے لکھی ہے اُسے شیعہ مانے
گا جو سنّی عالم نے لکھی ہے اُسے سنّی مانے گا۔ اور جو اپنے یہاں نہیں دیکھ
لے گا نہیں ملنے گا۔ شیعہ لکھا کرے ہمارے یہاں دکھائیے؟ اِس کا
مطلب یہ ہے کہ جتنی کتابیں لکھی گئیں یا اِن کے یہاں کی یا اُن کے یہاں

کی ،، رسول اللہؐ کے یہاں کون ہے ؟ کیا وہ لکھنا جانتے تھے ؟ جس رسولؐ نے کچھ لکھا ہی نہیں اس کے یہاں کی کہاں سے لاؤں ۔ رسولؐ نے تو زبانی کام چلایا ۔ حدیثیں تو بہت ہیں رسول اللہؐ کی مگر بخاری شریف میں دکھا سکتے ہیں آپ ؟ شیعہ سے کہا لکھا ہے بحارُ الانوار میں علامہ مجلسیؒ نے ،، کہا نہیں مانیں گے ۔ یعنی قولِ رسولؐ قولِ رسولؐ نہیں ہے ہمارے یہاں ہونا چاہئے ۔

کوئی ایک دوسرے کی حدیث سنانا نہیں چاہتا کوئی ایک دوسرے سے حدیث کو پوچھنا نہیں چاہتا کوئی جو میں قرآن پیش کروں ؟ تو اب سب مل کر پہلے یہ طے کر لیجئے کہ قرآن شیعہ ہے کہ سنّی ہے ؟ انھوں نے کہا طاہر صاحب کیا بات کر رہے ہیں آپ قرآن نہ شیعہ ہے نہ سنّی ہے ۔ قرآن قرآن ہے ۔ اماں جب ہر کتاب یا شیعہ ہے یا سنّی تو قرآن بھی یا شیعوں کی کتاب ہوگی یا سنیوں کی ؟ کیا قرآن اللہ کی کتاب ہے ،، اچھا تو پھر بتائیے اللہ شیعہ ہے کہ سنّی ؟ واہ اللہ بھی کہیں شیعہ یا سنّی ہوتا ہے اللہ اللہ ہوتا ہے ،، اچھا تو قرآن کس نے سنایا ؟ کہا رسول اللہؐ نے تو یہی بتائیے کہ رسول اللہؐ سنّی تھے کہ شیعہ ۔ کیا تھے ؟ کیا بتانے آئے تھے تم کو ان کتابوں پر چلانے آئے تھے یا اللہ کی کتاب پر چلانے آئے تھے کہا نہیں وہ تو مسلمان بنانے آئے تھے ۔ اچھا تو تم شیعہ بن گئے سنّی بن گئے ،، مسلمان ابھی تک بھی نہ بنے "نجات" کا سوال کیوں ہو رہا ہے ۔ ،صلوات ،، آپ جب سمجھتے ہی نہیں اچھا تو سمجھائیے ۔ ہم بنے تھے مسلمان ہی ۔ پھر شیعہ سنّی کیوں ہو گئے اتنے فرقوں میں کیوں ؟ ارے یہ سب تو بعد میں ہوئے ۔ تو جو لوگ یہ سب نہیں ہوئے تھے اور مر گئے" ان کو "نجات" ملے گی ؟ کیوں نہیں ملے گی "نجات انھیں کو ہے جو شیعہ ہیں یا سنّی ۔ اور جو لوگ یہ سب نہیں ہوئے اور مر گئے تو وہ لٹک رہے ہوں گے کہ اب شیعہ سنّی علماء مر مر کے آئیں اور ہم کو بتائیں ۔ اور علماء مرنے کے بعد بھی ان سے کہیں گے رُکو ابھی نہیں بنیں گے پہلے تو یہ

دیکھ لیں کون جارہا ہے۔ کہا آپ سمجھے نہیں۔ ہم نے کہا سمجھائیے۔ کیا بہت سیرتیں ہیں رسول اللہؐ کی، کہا نہیں نہیں سیرت تو ایک ہی ہے۔ سیرت کے بیان کرنے والے بہت سے ہیں۔ اب یہ اپنے اپنے اعتماد کی بات ہے کہ کون کس کے بیان پر بھروسہ کرے۔ آج کی رات اگر مسلمان میری تقریر پر غور کرے تو کل کی تقریر کے لئے راستہ کھل جائے گا۔ اب بتائیے کہ صرف بیان کی بات ہے نقل کی بات ہے۔ اور سیرت نقل کرنے والے بیان کرنے والے لاکھوں کون کس پر بھروسہ کرے۔ اب کیا پتہ کہ جس پر ہم نے بھروسہ کیا۔ اس نے صحیح بیان کیا کہ نہیں کیا۔ اب جو یہ روایتوں کا سیلاب چلا۔ تاریخ کا طوفان اٹھا تو ہمارے عقیدہ کی ناؤ ڈگمگانے لگی۔ نبیؐ نے آواز دی کہ اس طوفان سے اگر بچنا چاہتے ہو تو کشتی میں آجاؤ۔ بس وہی مانو جو میرے اہلِ بیتؑ کہیں نجات ہو جائے گی "صلوات"۔ مسلمانوں میں اس بات سے کوئی نہیں انکار کر سکتا کہ سیرتِ رسولؐ پر نجات ہے"۔ بحث اس پہ ہے کہ سیرت ہے کیا؟ ایک سیرت ہے جسے بہت سے بیان کر رہے ہیں"، کوئی کچھ کوئی کچھ۔ اور ایک سیرت ہے جسے اہلِ بیتؑ بیان کر رہے ہیں' نجات کس پر ملے گی جو صحیح سیرت دیں گے۔ انھوں نے کہا کہ بھئی کیا گارنٹی ہے کہ اہلِ بیتؑ صحیح سیرت دیں گے۔ تو ۶۱ھ کے بعد آپ اس بات کو پوچھ رہے ہیں"، ہم جو یہ مجلسیں کرتے ہیں یہ اس بات کا اعلان ہیں کہ نبیؐ کے مرنے کے پچاس برس بعد مسلمانوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ سیرتِ رسولؐ کیا ہے؟ اگر یاد ہوتا کہ سیرتِ رسولؐ کیا ہے تو مسلمان ہرگز یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتا۔ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کو سیرت رسولؐ معلوم نہ تھی۔ اور حسینؑ کا قتل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان سب کو معلوم تھا کہ سیرتِ رسولؐ کیا ہے ورنہ حسینؑ کو قتل نہ کرتے۔ قتل ہی اس لئے کیا کہ ایک اصلی تصویر مٹا

جائے تو نقلی چل جائے گی۔ حقیقت محمدیہ قرآن میں ہے،، اور حسینؑ کو قتل
کر دو تو قرآن مٹ جائے گا۔ اور قرآن مٹ جائے گا تو کوئی کیا جانے گا کہ
حقیقتِ محمدیہ کیا ہے۔ اور پھر جیسا ہم بنائیں گے ویسا دنیا مانے گی۔ قسم
خدا کی مسلمانوں اگر کربلا میں حسینؑ نے جان نہ دی ہوتی تو آج سیرتِ محمدؐ
سیرتِ یزید ہوجاتی۔ سیرتِ یزید کو لوگ سیرتِ رسولؐ کہتے۔ اگر حسینؑ نہ ہوتے
تو محمدیتؐ کی جگہ یزیدیت لے لیتی۔ اسی لئے ضروری تھے اہل بیتؑ۔ اور
یہی محافظینِ اسلام تھے۔ میرے پاس دلیل موجود ہے۔ وہ یہ کہ کربلا کی لڑائی
تحفظ اسلام کے لئے تھی۔ اسی لئے جب حسینؑ کی شہادت ہوگئی۔ سر وتن میں جدائی
ہوگئی۔ اور سر نوکِ نیزہ پر بلند کیا گیا۔ تو فوراً حسینؑ نے قرآن پڑھنا شروع
کیا۔ کیوں پڑھا حسینؑ نے قرآن؟ یہ حسینؑ قرآن نہیں پڑھ رہے تھے بلکہ
شکستِ یزید کا اعلان کر رہے تھے کہ تم نے میرا گلا اس لئے کاٹا کہ میرے
بعد قرآن مٹاؤ گے۔ دیکھو میرا گلا کٹ سکتا ہے قرآن مجھ سے جدا نہیں ہوسکتا
اللہ اللہ حسینؑ جب قرآن پڑھ رہے تھے تو نوک نیزہ پر کوفیوں اور شامیوں
کے سر جھک گئے کہ یہ کیا ہو گیا؟ کسی کی سمجھ میں نہ آیا ہوگا کہ کس کا سر کاٹا ہے۔
اور جس کے لئے کاٹا وہ بات بھی مکمل نہ ہوسکی۔ عزادارو ایک اور بیٹے اور
بہن کو حسینؑ اسی لئے ساتھ لائے تھے کہ جب میرا گلا کٹ جائے تو تم کوفہ میں
جہاں والے قتل کرنے آئے تھے،، شام میں جہاں والے قتل کرنے آئے تھے
بتادینا کہ میں کون تھا میں نے کیوں گلا کٹایا۔ اور میرے نانا کا دین کیا ہے۔
قافلہ کربلا سے چلا اور جب کوفہ پہونچا تو شہر کی دیوار سے ایک آواز آئی کہ
اے اہل بیتؑ تم پر میرا اسلام۔ یہ آواز جو سیدِ سجادؑ نے سُنی تو سر اٹھا کر دیکھا
کہ یہ کون سلام کر رہا ہے۔ جناب زینبؑ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ یہ کون
سلام کر رہا ہے۔ تو دیکھا ایک کٹا ہوا سر لٹک رہا ہے، اور کٹے ہوئے سر

سے آواز آرہی ہے۔ پہچانا کس کا سر ہے؟ جناب زینبؑ رونے لگیں
بھیا مسلمؑ تم ہم کو سلام کر رہے ہو۔ مگر مسلمانوں نے تو ہم کو لائق سلام
بھی نہ جانا بیوہ مسلمؑ ساتھ تھیں بچیاں ساتھ آواز سن کر تڑپ گئیں۔ بچیوں
نے جب کٹا ہوا سر دیکھا تو تڑپ کے کہا بابا۔ آپ کی شہادت پر ہم یتیم نہیں
ہوگئے۔ عزادارو! لکھا ہے کہ قافلہ آگے بڑھا، جب بازار کوفہ میں پہونچا
اور جناب سکینہؑ کو پیاس کی شدت زیادہ تیز ہوئی۔ تو کہا پھوپھی اماں پیاس
مارے ڈال رہی ہے۔ جناب زینبؑ نے کہا بیٹا کون پانی دے گا اس
کوفے میں۔ ایک ضعیفہ نے سن کے کہا بی بی ہم پانی دیں گے۔ وہ ضعیفہ
جو بالاخانے سے دیکھ رہی تھی اس نے ایک کوزے میں آب لا کے دیا
کہا بی بی یہ آپ اپنی بچی کو پلا دیجئے۔ لیکن بی بی ہم نے مولا علیؑ سے سنا ہے
کہ اگر کوئی یتیم دعا کرتا ہے تو اللہ رد نہیں کرتا۔ اگر کوئی اسیر دعا کرتا ہے تو اس
کی دعا رد نہیں ہوتی۔ اور مولاؑ کہتے تھے اگر کوئی پیاسا دعا کرتا ہے تو اس کی
دعا رد نہیں ہوتی۔ زینبؑ نے کہا سکینہؑ پہلے دعا کردو پھر پانی پینا۔ کہا کیا دعا
ہے تیری کہا پہلی دعا تو یہ ہے کہ جس طرح تمہارے بچے یتیم ہوئے اس
طرح میرے بچے یتیم نہ ہوں کہا دوسری دعا جلد بتا۔ اس نے کہا مجھے مدینہ
جانا نصیب ہو۔ جناب زینبؑ نے پوچھا مدینے کس کے پاس جائے گی۔
اس نے کہا شاہزادی زینبؑ کی زیارت کے لئے جاؤں گی۔ لکھا ہے کہ زینبؑ
تڑپ گئیں اور کہا تو زینبؑ کو پہچانتی ہے۔ کہا میں نہ پہچانوں گی جب مولا علیؑ
کوفے میں تھے تو میں ان کی کنیزی کرتی تھی۔ کہا زینبؑ نے کہ تو ام حبیبہ ہے۔
کہا ہاں میں ام حبیبہ ہوں۔ کہا اے حبیبہ کہاں پہچانا تو نے زینبؑ کو۔ میں
ہی زینبؑ ہوں۔ بس یہ سننا تھا کہ ام حبیبہ بگڑ گئیں۔ کہا زینبؑ اور
ننگے سر۔ کہا اے ام حبیبہ وہ دیکھ نوک نیزہ پر حسینؑ کا سر ہے

اور یہ بچی جسے تو نے پانی پلایا ہے حسینؑ کی یتیم سکینہؑ ہے۔ اُمّ حبیبہ فاطمہؑ کا چمن ویران ہوگیا۔ پنجتنؑ کا خاتمہ ہوگیا کربلا میں حسینؑ شہید ہوگیا۔

(اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَے الْقَوْمِ الظّٰالِمِیْنَ)

پانچویں مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِي كَمَثَلِ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَىٰ وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ وَهَوَىٰ

برادرانِ ملت! ختمی مرتبت سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرے اہلِ بیتؑ کی مثال سفینۂ نوحؑ کی ہے۔ جو بھی اہل بیتؑ کے سفینے میں آجائے گا۔ اہلبیتؑ کی پیروی کرے گا۔ اس کو نجات نہ ملے گی۔ اور جو میرے اہلِ بیتؑ کو چھوڑ دے گا ان کی پیروی نہیں کرے گا وہ ڈوب جائے گا فنا ہو جائے گا۔ غرق ہو جائے گا۔ میں نے اس عشرۂ مجالس کی گذشتہ مجلسوں میں، نجات کی تمہید میں مسلمانوں کے سامنے یہ عرض کیا تھا کہ اسلام قبول کرنے سے روزہ نماز کرنے سے کیا فائدہ ہوگا مسلمانوں کو اگر نجات نہیں ملی؟ یہ سب اسی لئے تو ہے کہ ہم کو نجات ملے۔ اسی لئے رسول اللہؐ نے کہا کہ اسلام قبول کرنے کے ساتھ روزہ نماز کے ساتھ حج و زکوٰۃ کے ساتھ احکام شرعیہ کے ساتھ ساتھ اہلِ بیتؑ سے وابستگی بھی ضروری ہے بغیر ان کی وابستگی کے نجات میسر نہیں ہوگی۔ اور اس کے اسباب و علل ہیں جو آپ کے سامنے عرض کئے جائیں گے۔ میں تمام دنیا کے مسلمانوں سے ان کی ہمدردی میں، ان کی محبت میں عداوت میں نہیں۔ دشمن تو مسلمان کے وہ ہیں جو جگا جگا کے نمازیں پڑھواتے ہیں۔ رمضان میں مئی جون میں روزے رکھواتے ہیں۔ حج کی تکلیفیں برداشت کرواتے ہیں۔ حج کے بعد بھی کشتی میں نہیں آنے دیتے۔ اس کے پیچھے جو بھی سازش ہو۔ جو بھی اسکیم ہو۔ کوئی ہے ضرور جو محنت لے لیتا ہے اور نجات نہیں ہونے دیتا۔ یعنی مسلمان سے محنت لے لیتا ہے مسلمان سے عبادتیں

کروالیتا ہے ۔ اعمال کی تکلیفیں اٹھانا پڑتی ہیں ۔ اس کے باوجود بھی نجات
نہیں ہونے دیتا ۔ تو فرض کیجیئے کہ اگر کوئی چاہے مسلمانوں کا دشمن، دشمن
اسلام کہ یہ عمل تو کریں مگر نجات نہ ملنے پائے تو اس کے پاس کیا ترکیب ہے ؟
کہا ترکیب تو نہیں ہے مگر حدیث رسولؐ ہے، آخر رسول اللہؐ سے جب سب
نے سنا اور چودہ سو برس سے سن رہے ہیں ۔ تو کیا ابلیس نے نہیں سنا ؟ تو
اس نے کہا بڑی اچھی بات ہے اس کشتی کو چھوڑ کر میں مارا گیا تھا ۔ اور میری
عبادتیں تلف ہوئی تھیں اس کشتی سے الگ کر کے مسلمانوں کی عبادتیں تلف
کرادوں گا ۔ بھئی ابلیس تو یہ چاہتا ہے کہ کافر مسلم نہ ہونے پائے ۔ مشرک مسلم
نہ ہونے پائے منافق مسلم نہ ہونے پائے اور جب آپ نہیں مانتے ۔ مسلم ہو ہی چکے
ہیں ۔ اچھا ؟ تو وہ کہتا ہے آؤ مسلم تو ہو گئے نہیں مانے ۔ جنّت میں نہیں جانے
دوں گا ۔ لے چلوں گا اپنے ہی ساتھ ۔ رہ گیا یہ کہ اس نے صرف تعظیمی سجدہ
نہیں کیا تھا آدمؑ کے سامنے تو اس کو تو نسخہ معلوم ہی تھا ۔ ایک سجدہ نہ کرو !
سب ختم ہو جاتے ہیں ۔ تو سارے سجدوں کو روکے کیوں ؟ اس کو کیا پڑی
ہے ؟ وہ روک سکتا ہے عبادت ، وہ منع کر سکتا ہے نماز روزہ حج وزکوٰۃ
ادا کرنے سے لیکن وہ بھی تو سوچتا ہے کہ میں تو سارے پاپڑ بیل کے جہنّم جا
رہا ہوں اور یہ لوگ ایسے ہی چلے جائیں ۔ نہیں ان سے بھی محنت لوں گا
سجدے کراؤں گا ۔ نمازیں پڑھواؤں گا ۔ روزے رکھواؤں گا ۔ حج بھی
کرواؤں گا ۔ زکاتیں دلواؤں گا ۔ اور اگر اس میں کمزوری آگئی تو تبلیغی جماعت
بھی بنواؤں گا ،، صلوات ،، جو مسلمانوں کا بازو پکڑ پکڑ کے کہیں گے نماز پڑھو !
نماز پڑھو ! اور جب بھی بحث ہوتی ہے کہتے ہیں کہ ہم ،، عقیدے ،، کی بحث
میں نہیں جاتے ۔ ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ مسلمانو ! نماز پڑھو ! عقیدے
کی بحث میں نہ جاؤ اور پیغمبر کہہ رہے ہیں کہ بغیر عقیدہ صحیح ہوئے " جنّت

نہیں ملے گی، اب بھی کسی مسلمان کو سمجھنے میں پریشانی ہے؟ عقیدے پر بات ہی نہیں کرتے جانتے ہیں کہ اگر عقیدے پر بحث کی اور کہیں عقیدہ صحیح ہو گیا تو نماز بھی ٹھیک ہو جائے گی،، صلوٰت،، اسی لئے مسلمانو نماز پڑھو، روزہ رکھو، حج ادا کرو، زکوٰۃ نکالو، یہ کرو، وہ کرو محبّت اہلِ بیتؑ کیا ہے ارے کشتی ہے جناب! رسول اللہؐ کہہ رہے ہیں نوحؑ کی کشتی ہے۔ جو آئیگا اس کو نجات ملے گی۔ اور جو نہیں آئے گا۔ اس کو نجات نہیں ملے گی...! میں اُن مسلمانوں کو آواز نہیں دوں گا۔ جو کشتی پر نہیں آئے، مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں انھیں لینے جاؤں؟ میں کیوں کشتی چھوڑوں اور انھیں جا کر پکڑ کے لے آؤں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں جو رسول اللہؐ کے کہنے پر نہیں آئے وہ میرے کہنے پر کیا آئیں گے۔ میں تو دفاع کر رہا ہوں ان مسلمانوں کا جو کسی فرقے میں ہوں، مگر محبّت اہلِ بیتؑ رکھتے ہوں۔ اب اِن مسلمانوں کو یہ سمجھانا ہے کہ بھئی جب کشتی میں آگئے ہو تو بیٹھے رہو نجات یافتہ ہو تم! کہیں تم سے کشتی نہ چھڑوا دیں۔ بیٹھے رہنا چھلانگ نہ لگانا،، صلوات،، اب آپ ملاحظہ فرمائیں اہل بیتؑ کیا ہیں؟ جن کی مثال دی ہے کشتی سے۔ ایک تاثر امتِ مسلمہ کو دیا گیا ہے،، جو مسلمان شیعہ نہیں ہے ان کو سمجھانے کی کوشش یہ کی جاتی ہے کہ، اہلِ بیتؑ کو کیوں مانتے ہو؟ اہلِ بیتؑ تو شیعوں کے ہیں؟ کیوں مانتے ہو سُنّی ہو کر اہل بیتؑ کو؟ ان کو تو صرف شیعہ مانتے ہیں۔ یہ کون سی منطق اگر شیعہ مانیں اہل بیتؑ کو یا جن کو بھی۔ اور سُنّی ان کو مان لیں تو شیعہ ہو جائیں گے؟ یہ کون سی منطق؟ کیا کیا چھوڑیئے گا شیعہ ہونے سے بچنے کے لئے؟ شیعہ کہتا ہے،، اَشۡھَدُ اَنۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ،، کوئی شیعہ ایسا نہیں ہے جو خدا کی وحدانیت کو نہ مانتا ہو۔ شیعہ مذہب کی ہر کتاب میں پہلے لکھا ہے کہ اسلام شروع نہیں ... ہوتا ... کی پہلے

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کہا جائے یعنی اسلام کا آغاز کلمۂ توحید سے ہے۔
تو چونکہ شیعہ یہی کلمہ پڑھتے ہیں تو سنیوں کو کوئی اور کلمہ ایجاد کر لینا چاہیئے۔
ورنہ اگر اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہہ دیں گے تو شیعہ ہو جائیں گے۔ اس کے
بعد اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه" یا اللہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ
ہیں کوئی شیعہ شیعہ ہو ہی نہیں سکتا جب تک اللہ کی وحدانیت کے ساتھ ساتھ
محمدؐ کی رسالت کی گواہی نہ دیدے۔ تو اگر آپ کو اہل سنّت کو شیعہ ہونے سے
بچانا ہو تو کہئے یہ نہ پڑھا کرو۔ اس لئے کہ یہ شیعہ پڑھتے ہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ
آپ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰه بھی کہتے ہیں۔ اور برادران اہل سنت کو منع کیا گیا
ہے کہ نہ پڑھنا۔ تو شیعہ سنی کی پہچان علیؑ ولی اللہ ہے" توجہ فرمائیے گا۔ نبیؐ کہتے
ہیں میرے اہلِ بیتؑ کشتیٔ نوحؑ ہیں۔ کس خوبصورتی سے آپ کو کلمہ پڑھو
کر نجات سے روک دیا" صلواۃ۔ یہ کشتی ہیں امیرالمومنین" اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا
وَلِیُّ اللّٰه۔ اگر کہو گے تو شیعہ بن جاؤ گے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" اگر کہا تو شیعہ کیوں
نہیں بنو گے؟ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کہنے سے شیعہ کیوں نہیں بنو گے۔ ؟ کہا وہ
ہم بھی کہتے ہیں" اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سارے مسلمان کہتے ہیں وہ اسلام ہے
اور جو سارے مسلمان نہیں کہتے وہ شیعہ مذہب ہے یہی بات ہے نا؟ انھوں
نے کہا ہاں یہی بات ہے" اب دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا آپ ہم سے یہ پوچھنے کا حق
رکھتے ہیں کہ ہم عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰه کیوں کہتے ہیں؟ کیا یہ کہنے کا مطلب تمہارے یہ ہے
کہ دنیا میں شیعہ الگ ہو جائیں سنی الگ ہو جائیں؟ بحث آپ کر سکتے ہیں" لیکن
بحث تو تب ہو سکتی ہے کہ جب عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰه" کا وجود قرآن میں نہ ہو۔ حدیث
میں نہ ہو" اسلام میں نہ ہو" تو علماء اسلام یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم نے یہ بڑھا کر بدعت
کی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ جب قرآن میں یہ آیت موجود ہے کہ اللہ تمہارا ولی
ہے اس کا رسولؐ تمہارا ولی ہے۔ اور وہ ولی ہے جو حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتا

ہے اور تمام علمائے اہل سنت نے تفاسیر میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ علیؑ نے دی۔ تو پہلے تو مفسرین شیعہ ہو گئے؟ "صلواۃ" ہاں برادران اسلامی چاہے ہندوستان ہو چاہے بمبئی۔ یہاں کا کوئی شیعہ مسجد نبوی میں نہیں تھا۔ ہم لوگ نہیں تھے نہ اِس دور کے علماء تھے۔ آیت نازل ہوئی اور یہ آیت مسجد میں نہیں نازل ہوئی۔ نبیؐ کے گھر کے دروازے پر نازل ہوئی۔ تب تو نبیؐ نے کہا پوچھو کس نے زکوٰۃ دی؟ تو اصحابِ کرام نے آکر نبیؐ سے کہا یا رسول اللہؐ زکوٰۃ علیؑ نے دی تو سارے صحابی شیعہ ہو گئے "صلوٰۃ" بھئی اگر علیؑ کا نام لے لینا ہی شیعیت ہے تو سب شیعہ ہو گئے۔ نہ کہتے کہ علیؑ نے زکوٰۃ دی۔ کسی اور کا نام لے لیتے یا چھپا دیتے۔ جب نبیؐ نے پوچھ لیا کہ علیؑ نے زکوٰۃ دی تب آیت سنائی کہ دیکھو یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کہتا ہے کہ دیکھو اللہ تمہارا ولی ہے، اس کا رسولؐ تمہارا ولی ہے۔ اور علیؑ تمہارا ولی ہے" لیجئے نبیؐ بھی شیعہ ہو گئے۔ ذرا غور تو فرمایئے کہ پیغمبرِ اسلام نے کہا اللہ تمہارا ولی ہے میں تمہارا ولی ہوں اور علیؑ ولی ہیں۔ یہ پیغمبرِ اسلام نے اپنی زندگی میں فرمایا۔ اب جو پوچھتے ہیں علیؑ ولی اللہ، بڑھایا کب سے؟ میں پوچھتا ہوں گھٹایا کب سے "صلواۃ" یہ بحث بیکار ہی ہے کہ علیؑ ولی اللہ "کب سے شامل ہوا۔ میں پوچھتا ہوں کب سے نکالا؟ کیونکہ بہت کچھ نکال دیا گیا۔ ارے علیؑ ولی اللہ" کیا ہے؟ (مغیرہ) کی روایت ہے کہ جب وہ دربارِ شام میں معاویہ کے سامنے گیا تو اس کا بیٹا اس کے ساتھ تھا۔ جب معاویہ کو معلوم ہوا کہ مغیرہ صحابی رسولؐ آئے ہیں، تو دعوت پہ بلایا۔ بیٹے نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ کہا بابا میں آپ کی مدد کے لئے یہاں تک آیا۔ اس لئے کہ آپ ضعیف ہیں مگر میں وہاں تک نہیں جاؤں گا۔ کہا بیٹا کیوں؟ کہا بابا میں آپ سے ہاتھ جوڑ کے کہتا ہوں وہاں مجھے نہ لے جائیے۔ کہا اچھی بات

ہے۔ باپ گیا اور جب گیا تو اس کی روایت سے جو وہ کہتا ہے۔ پلٹ کے آیا کہا بیٹا تم نے اچھا کیا۔ جو تم نہیں گئے۔ آج میں نے وہ بات سُنی ہے جس کو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ میں نے معاویہ سے یہ بات کہی کہ آپ کو تخت مل گیا تاج مل گیا۔ حکومت مل گئی۔ حکومت کے پائے مضبوط ہو گئے۔ لہٰذا آپ آپ اپنے ابنِ عم پر رحم کیجئے۔ یعنی اہل بیتؑ کے ساتھ نرمی برتئے۔ آخر وہ آلِ رسولؐ ہیں اور بنی ہاشم ہیں۔ اب آپ کو کیا ضرورت ہے سختی برتنے کی آپ کا مقصد تو حاصل ہو گیا؟ تو معاویہ نے کہا اے "مغیرہ" مقصد کہاں حاصل ہو گیا"، ہم میں کے پہلے آئے رسولؐ کے دو برس بعد جو بنی تیم سے تھے حکومت کی رخصت ہو گئے دوسرے خلیفہ آئے دس برس حکومت کی رخصت ہو گئے تیسرے خلیفہ آئے حکومت کی رخصت ہو گئے۔ آج تک محمدؐ کا نام اذان میں لیا جاتا ہے۔ مقصد کہاں حاصل ہوا؟ یعنی بنی اُمیہ کا چارٹر یہ تھا کہ اذان سے رسولؐ اللہ کا نام نکال دے۔ وہ چونکہ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہ کا بریک لگا ہوا تھا اس لئے نہ نکال سکا "صلوٰۃ" جناب؟ اب قدر کیجئے چوتھے امام کے جملوں کی۔ جس پر یزید تخت سے اٹھ کر بھاگا۔ اذان ہونے لگی علی ابن الحسینؑ رک گئے۔ اور جیسے ہی موذن نے یزید کے دربار میں مسجدِ اُموی میں "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰه" کہا ٹھہر گئے۔ بتا یہ کس کے دادا کا نام ہے؟ کوئی سمجھا ہی نہیں امام کیا کہہ رہے ہیں۔ تمہارے باپ دادا مر گئے نام نکالنے پر دیکھ اب بھی میرے ہی دادا کا نام اذان میں ہے۔ "صلوات" تو مسلمان کو چاہیئے کہ ٹھنڈے دل سے غور کرے"۔ اور بزم عزائے حسینؑ ہی میں یہ واقعات سمجھ میں آئیں گے۔ ویسے اور بھی جلسے ہوتے ہیں لوگ آتے ہیں اہل بیتؑ کے خلاف بولنے کے لئے مگر شیعوں کو گالیاں دے کے چلے جاتے ہیں یہ گالی کون بکتا ہے؟ وہی بکتا ہے جس کے پاس دلیل نہیں ہوتی جس کے پاس حق ہوتا ہے وہ حق سمجھایا کرتا ہے۔ جس کے

پاس باطل ہوتا ہے وہ گالیاں دیا کرتا ہے۔ آپ کو کوئی گالی دے تو یونہی تھوڑا ہی دینے لگا ہوگا۔ آپ نے قرضے کا تقاضا کیا ہوگا۔ آپ کا مکان غصب کیا ہوگا۔ آپ کا حق مارا ہوگا۔ آپ نے حق مانگ لیا ہوگا۔ اور گالیوں پر اتر آیا ہوگا یہ تمہارا گالیاں دینا دلیل ہے کہ ہم حق پر ہیں۔ صلوات ۔۔ تو اللہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا کہ علیؑ ولی ہیں، اتنے صوفیائے کرام جن کے مزاراتِ مقدس پر مسلمان جاتا ہے وہ علیؑ کو کیا کہتے تھے؟ وَلی ہی تو کہا؟ حضرت نظام الدینؒ اولیا نے علیؑ کو کیا کہا وَلی ہی تو کہا۔ اور ایک وَلی نے تو عجب بات کہی وَلی بن گئے یا علیؑ کہتے کہتے ۔۔ اب سُنئے اگر علیؑ کو ماننا علیؑ کے فضائل کی گواہی دینا، علیؑ کی طرح نماز پڑھنا، علیؑ کے بتائے ہوئے وقت پر روزہ رکھنا اور کھولنا۔ علیؑ کے لگائے ہوئے اعراب پر قرآن پڑھنا، شیعہ ہونے کی دلیل ہے تو جن لوگوں نے علیؑ کو چوتھا مان کر بیعت کی سب شیعہ ہوگئے ،، صلوات۔ آج بھی جو علیؑ کو چوتھا جانے وہ بھی شیعہ۔ ارے بھائی جب تم کہہ رہے ہو کہ اہل بیتؑ سے محبت نہ رکھنا ورنہ شیعہ ہو جاؤ گے تو علیؑ کے پیچھے نماز پڑھ کے شیعہ ہوئے کہ نہیں ہوئے؟ علیؑ کی پیروی کر کے شیعہ ہوگئے کہ نہیں ہوگئے؟ جب چوتھا مان لیا شیعہ تو ہو گئے۔ ارے اگر اتنی پریشانی ہے تو چوتھا نہ کہئے۔ کہنے لگے کیا کہا؟ ایسا بھی ہو سکتا ہے؟ چوتھا مان کر شیعہ ہوئے کہ نہیں ہوئے۔ بس فرق اتنا ہے کہ ایک (ارلی) (early) شیعہ ایک (لیٹ) (late) شیعہ۔ جن لوگوں نے علیؑ کو پہلے مانا وہ پہلے شیعہ ہوگیا۔ جن لوگوں نے چوتھی منزل میں آ کے مانا وہ لیٹ شیعہ یعنی وہ بعد میں شیعہ ہوا، بس اس سے زیادہ کیا فرق ہوا؟ اور اگر یہی شیعیت ہے تو جس نے بھی علیؑ کو وَلی کہا سب شیعہ ،، صلوات ،، اب سُنیں تاریخ کیا ہے ،، شیعہ اپوزیشن کی ،، دیکھئے علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ،، اور طبری اپنی تاریخ طبری میں لکھتے ہیں کہ جب جنگ صفین میں معاویہ کی حکومت بن گئی۔ اور تحکیم نے علیؑ کو معزول

کردیا۔ اور معاویہ کو انگوٹھی پہنا کے تخت پر بیٹھا دیا۔ معاویہ مسلمانوں کے مسلّم النّبوت خلیفہ اور فرمانروا بن گئے۔ تو اس سنہ کا نام مُعٰاوِیہ اَلسُّنَّۃِ وَ الجماعۃ رکھا۔ یعنی وہ سن جس میں جماعت ایک ہو گئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ کثرتِ استعمال سے اس فرقہ کا نام پڑا۔ اہلِ سنّت والجماعت اب پوچھا کہ یہ اہلِ سنّت وَالجماعت وہی ہیں جو آج ہیں؟۔ کہا نہیں ان میں دو ہیں۔ ایک السنّۃ والجماعۃ والے اور دوسرے اہلِ سنّت والجماعت۔ اس کے معنی میں کہتے ہیں وہ لوگ جو سنّتِ رسولؐ پر عمل کرتے ہیں۔ تو میری گفتگو اَلسُّنَّۃِ وَالجماعۃ والے اہل سنّت سے نہیں ہوگی میری گفتگو ان اہل سنّت سے ہوگی جو یہ سمجھ کے اہلِ سنّت ہیں ہم سیرتِ رسولؐ پر چلتے ہیں۔ جھگڑا کیا؟ تو انھوں نے کہا بھئی جھگڑے تو بہت سے ہیں۔ آپ کا کوئی جھگڑا ہی نہیں۔ اہل سُنّت والجماعت اور شیعوں میں کوئی جھگڑا ہو ہی نہیں سکتا۔ جھگڑا تو اَلسُّنَّۃِ وَالجماعۃ والے اہل سُنّت سے ہے جن کو ہم چودہ سو برس سے سمجھاتے چلے آرہے ہیں۔ مگر آپ نے پہچانا ہی نہیں وہ کون ہیں اللہ اللہ جب رسولؐ اللہ تک ان کی بدزبانیاں پہونچیں تب آپ کی سمجھ میں آیا۔ اور آپ نے پہچانا کہ یہ وہ سُنّی نہیں جو ہم ہیں صلوات"۔ اب انھیں کیا کہتے ہیں؟ کہا جناب انھیں چوبیس نمبر کہتے ہیں۔ یہ نام شیعوں نے نہیں رکھا ہے۔ اعدا نے اہلِ سنّت والجماعت نے رکھا ہے۔ بس یہ سمجھ لیجئے کہ میری گفتگو چوبیس نمبر سے نہیں بلکہ جو چوبیس نمبر نہیں ہیں ان سے ہے۔ چوبیس نمبر کیوں کہا؟ کہا وہابی میں وہابی کے کیا معنی؟ کہا محمد ابن عبدالوہاب کے ماننے والے نام تھا محمد۔ یہ تو باپ تھا عبدالوہاب۔ بیٹے نے فرقہ ایجاد کیا تو کہنا چاہیئے تھا ہم محمدی ہیں۔ کیونکہ اس کا نام تھا محمد۔ مسلمانو! جس نے فرقہ بدلا۔ جس نے مسلمانوں کے عقائد بدلے جس نے سیرتِ محمدی کی ہر چیز کو بدعت کہا۔ اس کا نام عبدالوہاب نہیں تھا اس کا نام محمد تھا۔ ابن عبدالوہاب، اور باپ کے لئے تمام تاریخوں میں لکھا

ہے،، ابھی دو سو برس کی تو بات ہے،، باپ نے اسے عاق کر دیا تھا اور کہا تھا کہ محمدؐ رسول اللہ کی شان میں گستاخی کرتے ہو؟ ہمیں یہ برداشت نہیں ہے۔ تو باپ وہابی نہیں تھا (وہاب) تھا۔ تو فرقے کا نام ہے وہابی،، ہونا تو چاہیئے تھا محمدی۔ اب دیکھ لو بیٹے کے نام پر فرقہ نہیں بنایا۔ باپ کے نام پر بنایا۔ تاکہ فرقے کے نام میں بھی محمدؐ نہ آنے پائے۔ " صلوات ،، بھئی امام مالک کو جو مانتے ہیں مالکی کہلاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کو جو مانتے ہیں۔ حنفی کہلاتے ہیں۔ امام شافعی کو جو مانتے ہیں شافعی کہلاتے ہیں تو جو لوگ امام محمد بن الوہاب کو مانتے ہیں۔ محمدی کہنا چاہیئے تھا۔ باپ تو وہابی تھا نہیں؟ باپ تو مخالف تھا۔ یعنی اُن کو محمدؐ کا نام بھی پسند نہیں ہے اور آج بھی یہ تحریک چل رہی ہے، کہ نام رکھو تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے نام پر رکھو یہ چل رہا ہے کہ نہیں غلام رسول نہ رکھو۔ غلام اللہ رکھو عبد الجبار رکھو۔ ،، صلوات ،، صاحب یہ بات نہیں کہ محمدؐ نام نہ رکھو۔ بلکہ اس لئے نہ رکھو کہ اس سے غیر اللہ کی اطاعت معلوم ہوتی ہے۔ غیر اللہ، غیر اللہ ارے ہم نے غیر اللہ ہی کو تو دیکھا۔ اللہ کہاں ہے ہم نے اللہ کو دیکھا ہی نہیں۔ ہم کیا کسی نے نہیں دیکھا اور نہ دیکھے گا۔ ہم نے تو جس کو دیکھا وہ غیر اللہ تھا۔ رسولؐ اللہ کو دیکھا غیر اللہ۔ علیؑ کو دیکھا غیر اللہ، حسنینؑ کو دیکھا غیر اللہ، خاتونِ جنّت کو دیکھا غیر اللہ، اصحاب کو دیکھا غیر اللہ۔ کعبہ کو دیکھا غیر اللہ۔ مدینے کو دیکھا غیر اللہ۔ اللہ کو کہاں سے پکڑ کے لائیے گے انھیں چیزوں سے سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ ہے، اگر نہ سمجھ میں آتا تو اللہ اللہ ہوتا۔ بس اللہ اللہ کہو۔ اللہ کے علاوہ کچھ نہ کہو۔ تو پانی نہ کہو۔ روٹی نہ کہو۔ بھوکے ہیں بھی نہ کہو کرایہ چاہیئے یہ بھی نہ کہو۔ سب شرک جو کچھ بھی ہے بس اللہ،، صلوات ،، سگریٹ پینے کو جی چاہا۔ بس اللہ اللہ۔ ٹکٹ کھڑکی پہ پہونچے کہاں جانا ہے۔ اللہ اللہ بس میں بیٹھے۔ کہاں جانا ہے؟ اللہ اللہ،، بچے کا داخلہ کرانا ہوا، کیا نام ہے؟

اللہ اللہ، تاش کھیل رہے ہیں ہاتھ میں تاش ہے پوچھا کیا کر رہے ہو؟ اللہ اللہ، چوری کی پکڑے گئے کو توال نے پوچھا چوری کیوں کی؟ اللہ اللہ، سنیما گئے کون سا ٹکٹ چاہیئے؟ اللہ اللہ، اور مسلمان کہاں نہیں دکھائی دیتے،، صاحب آپ عجیب بات کر رہے ہیں۔ یہ موقع نہیں ہیں کہنے کے۔ کہا کب موقع آتا ہے؟ کہا جب اللہ یاد آئے تو سبحان اللہ جن کے ذکر سے اللہ یاد آئے جن کے چہرے کو دیکھ کر اللہ یاد آئے۔ جن کی زبان سُن کر اللہ یاد آئے۔ جن کا ہاتھ دیکھ کر اللہ یاد آئے۔ جن کا کام دیکھ کر اللہ یاد آئے۔ اور اللہ خود کہے کہ یہ یدُ اللہ ہیں۔ یہ لسانُ اللہ ہیں یہ نفسُ اللہ ہیں یہ وجہُ اللہ ہیں،، صلوات،، کسی بھی اہلسنّت سے پوچھیئے کہ اہلِ سنّت والجماعت کے کیا معنیٰ ہیں تو وہ فوراً کہے گا کہ اہلِ سنت کے معنی سُنّتِ رسول پر عمل کرنے کے ہیں بحث ختم ہوگئی، کوئی جھگڑا نہیں رہا۔ اب اگر شیعہ کی مجلسوں میں سنّتِ رسُول کے خلاف کچھ کہا جا رہا ہو تو آپ ہرگز نہ آیئے۔ اس لئے کہ یہاں سُنّتِ رسولؐ کے خلاف بولا جا رہا ہے۔ لیکن یہاں اگر سنّتِ رسولؐ ہی بیان ہو رہی ہو۔ تو آپ جائیں گے کہاں سوائے یہاں کے؟ پوچھیے ہم نے علیؑ کو کیسے پہچانا رسولؐ اللہ سے،، حسنینؑ کو کیسے پہچانا رسول اللہؐ سے۔ خاتونِ جنّت کو کیسے پہچانا رسولؐ اللہ سے، لوگ کہتے ہیں یہ لوگ اہل بیتؑ پر سلام کرتے ہیں۔ ہر اہلِ سنّت سلام کرے گا۔ کیونکہ سُنّت رسولؐ یہی ہے کہ ہر نماز کے بعد بیٹی کے دروازے پر جاتے تھے اور تمام کتابوں میں یہ بات محفوظ ہے کہ فرماتے تھے،، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَھْلِ بَیْتِ النُّبُوَّۃ ،، اب بتاؤ اہل بیتؑ الشیعہ تو کہا نہیں۔ اگر شیعوں کے اہلِ بیت پر کیا تو سُنّی نہ کرے لیکن جب نبیؐ کی لفظیں یہ ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَھْلِ بیتَ النُّبُوَّۃ یَا مَعْدِنَ الرِّسَالَہْ، اے اہل بیتؑ نبوّت تم پر میرا سلام ہو۔ اے رسالت کی مَعْدَنِ رسالت کی کان تم پر میرا سلام ہو۔ تو

جو اہل سنت ہوگا وہ نماز کے بعد ان پر سلام ضرور بھیجے گا۔ اس لئے کہ ان پر سلام رسولؐ نے بھیجا۔ یہ ہے اہل سنت والجماعت کی تشریح۔ صلوات۔ اور انسان صرف سیرت رسولؐ پر عمل کر کے جنت میں جا سکتا ہے کشتی ملی تو جنت جائے گا۔ نجات پائے گا۔ سنیں آج بھی جو کشتی میں آتے ہیں وہ رسالت کی امان میں آتے ہیں۔ واقعہ سنیں میں حیدر آباد سے عشرہ پڑھ کے آرہا ہوں۔ اور اس واقعہ کے گواہ یہاں پر کچھ مومنین بھی ہیں۔ وہ یہ کہ چار مینار مین روڈ پر ایک اہل سنت والجماعت کا ہوٹل ہے۔ چائے کا ہوٹل۔ اور یہ سنی مسلمان کا ہوٹل ہے۔ اس سے ساتویں محرم کو ایک شیعہ بچے نے جو ایرانی محلے سے نکل کر آیا تھا۔ اور آ کے کہا ہے کہ میں ایک شیعہ، ملازم، ہوں میری تنخواہ بہت کم ہے۔ جو اس مہینے تنخواہ لے کے آیا وہ خرچ ہو گئی۔ کل میرے یہاں مجلس حسینؑ ہے۔ اور انجمن آئے گی ماتم کرنے کے لئے۔ کیا سیٹھ؟ آپ میری ڈیڑھ سو پیالی سے مدد کر سکتے ہیں۔ اگر اگلے مہینے تنخواہ ملے گی تو سب سے پہلے آپ کے پیسے ادا کروں گا۔ انھوں نے کہا۔ مجلس امام حسینؑ کی ہے؟ کہا ہاں۔ تو پھر ضرور ملے گی۔ آدمیوں کو بلا کے کاؤنٹر سے کہا کہ دیکھو۔ ابھی ان کا گھر جا کے دیکھ لو۔ اور کل اتنے بجے ڈیڑھ سو پیالی چائے لیکر ان کے گھر پہونچ جانا اور دیکھو پیسہ نہ مانگنا اور آٹھ تاریخ کو چائے مجلس میں گئی اور چائے مجلس میں بٹ گئی اس غریب کی مجلس ہوگئی۔ وہ عاشورہ کے بعد نوکری پر چلا گیا۔ جب نوکری پہ پہونچا تو رات میں خواب دیکھتا ہے کہ وہی اہلسنت سیٹھ آئے ہیں۔ کہا بھائی۔ وہ تم ڈیڑھ سو پیالی چائے لے گئے تھے۔ کہا وہ تو میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ اگلے مہینے جیسے ہی تنخواہ ملے گی دوں گا۔ انھوں نے کہا میں اسی لئے آیا ہوں کہ مجھے پیسے نہ دینا۔ مجھے پیسے نہیں چاہیئے میں یہی کہنے آیا ہوں۔ اور اب میں دنیا میں نہیں ہوں میرا انتقال ہو گیا ہے۔ اور پیسے نہ دینا کہا نہیں وہ تو دینے ہوں گے۔ آپکے لڑکے کو؟ میں نے لڑکوں سے بھی کہدیا ہے۔ خبردار پیسے مت

لینا۔ کہا آخر کیا بات ہوئی؟ کہا اسی ڈیڑھ سو پیالیوں نے تو بخشوا دیا ہے۔ معلوم ہے؟ میں قبر میں گیا تو مجھ سے سوال پوچھے جانے لگے میں گھبرا گیا اتنے میں رسول اللہؐ آگئے فرشتوں سے کہا۔ اس سے مت بولو یہ میرے حسینؑ کی مجلس میں تبرک بانٹا ہے۔ لے چلو اسے قبر سے یہ ابھی تازہ واقعہ ہے اس نوجوان کو یقین نہیں آیا کہ یہ خواب یا ذہن خیال کی بات نہ ہو۔ وہ وہاں سے حیدر آباد آیا۔ حالانکہ پہلی کے بعد آنا تھا۔ کہا سیٹھ کہاں ہیں؟ کہا ان کا تو انتقال ہوگیا۔ کہا وہ چائے کے پیسے کہا نہیں ہم پیسے نہیں لیں گے۔ ہم سب نے خواب میں دیکھا ہے کہ بابا نے کہا اس سے پیسے نہ لینا۔ اسی ڈیڑھ سو پیالی سے تو میں بخشا گیا ہوں، آپ جانتے ہیں۔ یوں ہی تھوڑا ہی سبیل رکھنے کو منع کرتے ہیں۔ ان علماء کو معلوم ہے ذریعۂ نجات یہی چیزیں ہیں۔ یہ ہے کشتی میں آنے کا نتیجہ۔ اس نے مجلس حسینؑ میں چائے نہیں دی بلکہ کشتی میں آنے کا راستہ پا گیا۔ اور اسی سال جو دوسرا واقعہ حیدر آباد میں ہوا ہے اسے بھی سن لیں اسی کے ساتھ ربطِ مصائب۔ عاشورہ کے دن ایک نوجوان بچے نے قمع لگائی۔ قمع اتنی سخت لگ گئی کہ بھیجا نکل آیا۔ اور ایمبولنس میں رکھ کر اسپتال لے گئے۔ اس کی ماں روتی تڑپتی ہاسپٹل پہونچی اس کو لے جاکے داخل کیا گیا۔ جس نرس نے دیکھا اس نے باہر آکے کہا گھبراؤ نہیں بچنے کی کوئی امید تو نہیں ہے۔ بس سانس رک جائے تو تھوڑا لکھا پڑھی کے بعد لاش دیجائے گی۔ ماں نے سنا تو دو پتھر سر پر لگا کر رونا شروع کیا اب جو نرس اندر گئی تو نہ جانے اس نے کیا منظر دیکھا کہ وہ لڑکا غصے میں سرجری روم سے نکلا اور ماں سے لڑنے لگا۔ ماں کیوں بلالیا؟ اب ماں حیرت میں کہ بیٹا میں نے بلایا نہیں تھا میں تو مولاؑ سے دعا کر رہی تھی۔ کہا ماں کیا کر دیا تم نے۔ میرے سرہانے رسول اللہؐ بیٹھے تھے۔ سر اٹھا کر اپنے زانو پہ رکھا مجھے تسلی دے رہے تھے۔ گھبراؤ نہیں ہم تجھے لینے کے لئے آئے ہیں۔ اور تجھ کو سیدھے جنت میں لے جائیں گے یہ ہے نجات مسلمانو! کہا اتنے

میں حسین ابن علیؑ آئے اور کہا اس کی ماں بہت بے قرار ہیں نانا۔ مجھ کو اس کی ماں کا تڑپنا نہیں دیکھا جا رہا ہے۔ وہ میری خوشامد کر رہی ہیں نانا۔ واپس کر دیجئے۔ کہتا ہے کہ رسول اللہؐ نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔ کہا جا جلدی جا ماں کے پاس۔ اب آپ بتائیے، کہاں حیدر آباد کا ہاسپٹل، کہاں سرجری وارڈ۔ اور کہاں سر زخمی خون میں تر، کہاں رسول اللہؐ؟ اس کے بعد بحث نہ کیجئے گا۔ یہ ابھی تازہ واقعہ ہے۔ تو حضور اسطرح سے رسول اللہؐ آج بھی سمجھا دیتے ہیں کہ حسینؑ کے غم میں جو اپنا خون بہائیں گے ہم اس کے سرہانے آئیں گے۔ یا رسول اللہؐ ایک بچے نے قمع لگائی اور آپ اس کے سرہانے آگئے یہ بچہ بھوکا تو نہیں تھا پیاسا تو نہیں تھا، لیکن اے رسول اللہؐ کربلا میں تین دن کے بھوکے پیاسے بچے اَلْعَطَشْ اَلْعَطَشْ۔ رسول اللہؐ یہ کہیں گے کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں کربلا نہیں پہونچا۔ ارے کس کا سر میں نے اپنی گود میں نہیں لیا۔ تمہیں یقین نہ آئے تو شمر سے پوچھ لو۔ جب قافلہ دربار یزید میں پہونچا۔ خدا لعنت کرے شمر پر کہ اس نے یزید سے کہا کہ میرا دامن بھر دے جواہرات سے اس لئے کہ شمرؔ نے کہا تھا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے جو اشرف النّاس ہے۔ تو یزید نے کہا کہ تو نے کیا کمال کیا؟ میں نے اتنا لشکر تیرے ساتھ بھیجا تھا۔ تو اس نے یزید سے کہا کہ کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے کمال نہیں کیا؟ جب میں خنجر لیکے بڑھ رہا تھا تو کبھی حسینؑ کا سر رسول اللہؐ اپنی گود میں لے لیتے کبھی دکھیاری ماں فاطمہ زہراؑ اپنی گود میں لے لیتی تھیں۔ کہا پھر تو نے کیا کیا؟ کہا تھوڑی دیر تو میں نے انتظار کیا پھر میں نے رسول اللہؐ کی گود میں حسینؑ کو ذبح کر دیا یزید کے منھ سے نکلا ملعون! تو نے رسولؐ اللہؐ کا بھی پاس نہ کیا۔ یا رسول اللہؐ ہم عزادار ہیں۔ ہماری نجات آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اَلَا لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰالِمِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِی کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجیٰ وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ وَھَوٰی

برادران ملت! سرور کائنات ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم" نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرے اہل بیتؑ کی مثال سفینہ نوحؑ کی ہے۔ جو بھی اس سفینہ میں آگیا اس کشتی میں بیٹھ گیا اہل بیتؑ کی پیروی اختیار کرلی۔ اس کو نجات ملے گی۔ اور جس نے بھی کشتی کو چھوڑ دیا اہل بیتؑ سے انحراف کرلیا وہ ڈوب جائے گا فنا ہو جائے گا۔ اس حدیث کے ذیل میں اس عشرۂ مجالس میں بھی بلکہ آج چھٹی مجلس ہے، مسلسل نجات کے موضوع پر آپ سے گفتگو جاری ہے۔ اور پانچ مجلسوں میں آپ کے سامنے نجات کے موضوع پر عرض کیا کہ نجات کے لئے رسول اکرمؐ نے کہہ دیا کہ میرے اہل بیتؑ کی مثال کشتی نوحؑ کی ہے۔ جو اس کشتی میں آئے گا اس کو نجات ملے گی۔ اور جس نے اس کشتی کو چھوڑ دیا وہ ڈوب گیا اور فنا ہو گیا"۔ پیغمبر اسلام اگر اتنا کہہ کے چپ ہو جاتے کہ جو بھی اس کشتی میں آئے گا اس کو نجات ملے گی،" تو شاید ہم سوچ سکتے تھے کہ نجات کے بہت سے ذریعے ہیں جس میں ایک اہل بیتؑ بھی ہیں۔ اگر ہم اہل بیتؑ کی پیروی کر لیں تو بھی نجات ہو جائے گی۔ بہت سی چیزوں کے بہت سے ذریعے ہوتے ہیں۔ جن میں ایک اہل بیتؑ بھی ہیں۔ اگر ہم ان کی پیروی کرلیں گے تو ہم کو "نجات مل جائے گی اور رسول اللہؐ نے ایک ذریعہ اہل بیتؑ بھی بتایا ہے۔ لیکن دوسرا حصہ حدیث کا قابل غور ہے کہ جس نے اہل بیتؑ کی پیروی نہیں کی اور کشتی میں نہیں آیا۔"

وَغَرَقَ وَهَوٰی، وہ ڈوب گیا اور فنا ہو گیا۔۔ اس ٹکڑے نے یہ بتایا کہ نجات کا کوئی ذریعہ ہی نہیں ہے سوائے تاسئی اہلِ بیتؑ کے۔ واضح کر دیا رسول اللہؐ نے۔ اور تشبیہ اتنی مکمل دی ہے رسول اللہؐ نے کشتیِ نوحؑ کی۔ قرآن کی تفسیریں بتاتی ہیں۔ تاریخ کی کتابیں بتاتی ہیں کہ جو کشتی میں نہیں آیا وہ نہیں بچا۔ تو اسی طرح جو اہلِ بیتؑ کی پیروی نہیں کرے گا وہ نہیں بچے گا۔ صلوات۔ نجات اُسے نہیں ملے گی، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر میں یہ بات کہوں تو وہ کہیں گے کہ آپ اہلِ بیتؑ کو چاہتے ہیں، ان کو مانتے ہیں ہو سکتا ہے آپ کا عقیدہ ہو؟ مگر اللہ کا رسولؐ کہہ رہا ہے جس نے پورا اسلام پیش کیا۔ وہ کہہ رہا ہے کہ اسلام تو بتائے دیتا ہوں اسی پر تم کو عمل کرنا ہے! اسی پر عقیدہ رکھنا ہے تم کو۔۔ لیکن یاد رہے کہ اگر کشتی میں نہ آئے اہلِ بیتؑ کی محبت نہیں کی پیروی نہیں کی تم نے تو تمہیں نجات نہیں ملے گی ڈوب جاؤ گے اب جو اہلِ بیتؑ کی مخالفت کر رہا ہے وہ اہلِ بیتؑ کا تھوڑا ہی کچھ بگاڑ رہا ہے بلکہ لوگوں کو منحرف کر کے ڈبو رہا ہے۔ کارِ ضلالت میں اور چونکہ پیغمبرؐ سے یہ سُن لیا کہ جو کشتی سے الگ ہو جائے گا اسے نجات نہیں ملے گی اور وہ ڈوب جائے گا فنا ہو جائے گا۔ لہٰذا جو بھی علماءِ اسلام اہلِ بیتؑ کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ وہ اہلِ بیتؑ کے خلاف نہیں بات کر رہے ہیں، سننے والوں کے خلاف بات کر رہے ہیں، صلوات۔ اس یہ چھٹی مجلس ہیں اگر میں یہ اعلان کروں کہ آج تک تو میں نجات پر پڑھے دیتا ہوں۔ اور کل سے انشاء اللہ ایسا بیان ہوگا کہ جو بھی سُن کر یقین کر لے گا۔ سیدھا جہنم میں جائے گا۔ آئے گا کوئی کل؟ کوئی نہیں آئے گا اُنھوں نے پوچھا کہ بھئی ختم ہو گئیں مجلسیں؟ نہیں مجلسیں ہو رہی ہیں۔ طاہر صاحب پڑھیں گے۔ لیکن انھوں نے ایسی بات پڑھی کہ کل سے میں آپ لوگوں کو جہنم میں بھیجنا شروع کروں گا اور ایسی ایسی باتیں بتاؤں گا کہ جیسے ہی آپ نے یقین کر لیا سیدھے جہنم چلے جائیں گے۔ تو کوئی نہیں آئے گا۔ کیوں نہیں آئے گا؟ کہ اب اگر ہم گئے تو لوگ سمجھیں گے ہمیں

جہنم جانا ہے۔ تو بتائیے کہ جہنم جا کے کیا کریں گے۔ بھئی جنت کا یقین دلائیے تو آئیں سننے کے لئے۔ ہم نے آپ کو اس لئے بلایا ہے کہ آپ ہمیں جنت کا راستہ بتائیں، اس لئے تھوڑا ہی بلایا ہے کہ جہنم میں ڈھکیلیں؟ اور اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ کل سے انشاءاللہ جو آیا جہنم میں جائے گا۔ تو کون آئے گا۔ نہیں آئے گا نا؟ بھئی یہ تو میرا سوال ہے مسلمانوں سے کہ اگر مسلمان سمجھ لیں رسول اللہؐ کی بات کو تو یہ اکیلے گالیاں ہی بکتے رہ جائیں، کوئی قریب نہ پھٹکے۔ کوئی سمجھدار مسلمان جہنم تو نہیں جانا چاہے گا؟ اب صاف لفظوں میں نبیؐ نے سمجھا دیا کہ دیکھو میرے اہل بیتؑ کی مثال کشتیٔ نوحؑ کی ہے، جو آ گیا اُسے "نجات" ہے، پانچ مجلسیں میں نے آپ کے سامنے پڑھیں کہ جو آ جائے گا اسے "نجات" ہے، آج چھٹی مجلس سے یہ گفتگو ہو رہی ہے کہ جو چھوڑے گا وہ "نجات" نہیں پا سکتا۔ کوئی ہو۔ اس میں کسی کا استثنا نہیں ہے، اس لئے غنیمت جانیے دعائیں دیجئے اِن علماء کو اور مقررین کو جو مسلمانوں کو دعوت پیرویٔ اہلِ بیتؑ دے رہے ہیں، اور وہ آپ کے دشمن ہیں۔ آپ کی نجات کے دشمن ہیں۔ جو اہل بیتؑ سے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں، آپ کو ہٹا رہے ہیں۔ اور پھر اہلِ بیتؑ کی محبت پر کسی کا اِجارہ نہیں ہے، یہ محبت وہ ہے کہ اگر کافر کے دل میں آ جائے تو مومن ہو جائے مشرک کے دل میں آ جائے تو مومن ہو جائے۔ منافق کے دل میں آئے تو مومن ہو جائے۔ اور مومن کے دل سے نکل جائے تو کافر ہو جاتا ہے "صلوات"۔ تو میری گفتگو کل یہاں پر ختم ہوئی تھی کہ دو قسم کے اہل سنت ہیں۔ ایک اَلسُنَۃِ والجمَاعَۃ والے جو معاویہ نے نام رکھا۔ اور ایک اہل سنت والجماعت ہیں یعنی وہ ہیں جو رسول اللہؐ کی سیرت پر ان کی سنت پر چلنے کی نیت اور ارادہ رکھتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہؐ کی سیرت و سنت پہ چلنا ہے، ہم رسول اللہؐ کی سُنت و سیرت پر چلنے والے ہیں۔ اگر میں آپ سے کہوں یا کوئی کہے کہ جناب ہم شیعہ نہیں ہیں۔ ہم اہل سنت ہیں۔ شیعہ اور اہل سنت میں کتنا فرق ہے؟ شیعہ کہتے ہیں

چاہنے والے کو، یعنی شیعہ کے معنی "چاہنے والے" کے ہیں۔ تو بھیا چاہنے والے کا کیا ٹھیک کسی کو چاہنے لگے۔ جس کو چاہے گا اُس کا کہلائے گا۔ تاریخ میں لفظیں موجود ہیں رسول اللہؐ کے انتقال کے بعد۔ تیسری خلافت کے دور میں دو طرح کے مسلمان تھے کچھ مسلمان شیعیانِ علیؑ کہلاتے تھے۔ اور کچھ مسلمان شیعیانِ عثمان کہلاتے تھے، تو شیعہ کا لفظ دونوں طرف چلا گیا۔ جو علیؑ کو چاہے وہ علیؑ کا شیعہ، جو عثمان کو چاہے وہ عثمان کا شیعہ،، جو طاہر جردلی کو چاہے وہ طاہر جردلی کا شیعہ،، مگر اہلِ سنت کہاں جائیں گے؟ ان کو تو سیرتِ رسولؐ ہی پہ چلنا ہے،، شیعہ آج مجھ سے خفا ہو جائیں گے، لیکن ہو جائیں، میں تو حق ہی کہتا ہوں۔ شیعہ تو چاہنے والے کو کہتے ہیں۔ اب جس کو چاہے اس سے نسبت دی جائے گی۔ شیعیانِ رسولؐ، شیعیانِ علیؑ شیعیانِ عثمان، شیعیانِ معاویہ بھی ہو سکتے ہیں جناب، یہ آپ کیا کہتے ہیں ارے شیعیان یزید بھی ہو سکتے ہیں۔ بھئی اگر یزید کا چاہنے والا ہے تو یزید کا شیعہ، اگر معاویہ کا چاہنے والا ہے تو معاویہ کا شیعہ ہے، علیؑ کا چاہنے والا ہے تو علیؑ کا شیعہ عثمان کا چاہنے والا ہے تو عثمان کا شیعہ،، ہے کہ نہیں۔ تو شیعہ کے معنی چاہنے والا لیکن اہلِ سنت تو اپنا نام رکھ کر ایسا گھر گئے کہ ٹس سے مس نہیں ہو سکتے،، اہلِ سنت رسولؐ والے۔ تو جو صحیح اہلِ سنت ہے وہ سنتِ رسولؐ سے ہٹ نہیں سکتا۔ شیعہ تو کہیں چلا جائے گا وہ شیعہ کہلائے گا۔ مگر جو سنتِ رسولؐ چھوڑے گا وہ اہلِ سنت کبھی کہلانے کے لائق نہیں ہوگا، اس لئے ہر واعظ سے آپ یہ پوچھئے کہ آپ اہلِ سنت ہیں کہ نہیں؟ اور جب کہیں کہ ہاں بھائی ہم اہلِ سنت ہیں، ویسے میں بھی اہلِ سنت ہوں،، صلوات،، اور آپ کو تقریروں سے اندازہ ہو جائیگا کہ میں اہلِ سنت ہوں کہ نہیں ہوں، اہلِ سنت کا مطلب ہے کہ سنتِ رسولؐ پر چلنے والا۔ تو جو عالم آئے اس سے آپ پوچھئے کہ واقعی آپ اہلِ سنت ہیں؟ اور جب کہے کہ ہاں ہم اہلِ سنت ہیں، تو بس اتنی مہربانی کیجئے گا کہ بس سنت و سیرت ہی بیان

کیجئے گا۔ اس کے علاوہ ہم کچھ نہیں سُننا چاہتے۔ ہم صرف سنت رسولؐ اور سیرتِ رسولؐ جاننا چاہتے ہیں۔ رسول اللہؐ کی سنت کیا تھی رسول اللہؐ کی سیرت کیا تھی؟ پہلا سوال یہ کیجئے گا کہ رسولؐ کی سیرت و سنت ایک تھی کہ تہتّر تھی، سُنتِ رسولؐ ہر معاملے میں ایک تھی کہ تہتّر۔ تو جواب ملے گا ایک تھی۔ تو سنتِ رسولؐ ایک اور اہلِ سنت تہتّر۔ تو اس کا کیا مطلب؟ یہ عقل ممکن ہی نہیں ہے کہ رہبر ایک اور راستہ چلنے والے تہتّر، عقل میں آتی ہے یہ بات؟ کہ رہبر ہمارا اللہ کا رسولؐ ہے۔ اس کی سیرت ایک ہے، اور اس کی سیرت پہ چلنے والے تہتّر سیرتوں پہ چل رہے ہیں، کیا سب راستے حق ہوں گے؟ راستے تو ہوں گے لیکن رسولؐ کے پیچھے نہیں۔ پیچھے ایک ہی راستہ ہوگا۔ جس پر رسولؐ چلا، وہی سیرتِ رسولؐ وہی سُنتِ رسولؐ آج علماءِ اسلام نے ہم کو اتنے راستے بتائے تو ضرور کوئی کٹ کے اس سے الگ چلا، صلوات۔ آپ ملاحظہ فرمائیں میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہاں سے ایک قافلہ حج کے لئے چلا، حج کو جائیں گے اور جناب پیدل جائیں گے۔ پیدل حج کے لئے چلا۔ مثال دے رہا ہوں۔ چلئے یہاں سے نہیں چلا مدینے سے چلا۔ انھوں نے کہا بھئی کون آگے چلیگا؟ کہا ایک رہبر آگے چلے گا۔ جس کو آپ نے گائیڈ یا رہبر بنایا وہ آگے چلا۔ اور سارے حاجی اس کے پیچھے جا رہے ہیں۔ تو ایمان سے بتایئے جتنے آدمی اس کے ساتھ جائیں گے وہ اسی راستے سے پہونچیں گے کہ نہیں پہونچیں گے، لیکن اب اس میں سے میل دو میل چل کے کسی نے کہا کہ نہیں ہم اُدھر سے جائیں گے، انھوں نے کہا ہم یہاں سے جائیں گے ہم وہاں سے جائیں گے، ہم اس طرف سے جائیں گے۔ کٹتے گئے تب تو راستے بدلے اب مکے کون پہونچے گا وہی جس نے رہبر کے پیچھے کا راستہ اختیار کیا۔ جو رہبر کے ساتھ چلا اسی راستے پر چلا اسی ڈگر پر چلا جس پر رہبر چلا، اور دیکھئے جب راستہ بدلا جاتا ہے تو لوگ ایک دوسرے سے دور نہیں ہوتے فاصلہ کم رہتا ہے۔ لیکن

جیسے ہی قافلہ کچھ دور چلا فاصلہ بھی اتنا ہی بڑھتا جاتا ہے۔ آج چودہ سو برس میں اتنے فاصلے بڑھ گئے کہ ایک فرقہ دوسرے فرقے کو دیکھ کر کہتا پوچھتا ہے کہ یہ کون سا اسلام ہے، بھئی سوال یہ ہے کہ اگر سب رسول اللہؐ کے ساتھ چلے ہوتے تو یہ راستے بدلتے ہی کیوں ٹولیاں بنتی ہی کیوں۔ فرقے بنتے کیوں؟ راستہ بدلا۔ لہٰذا فرقے بدلے نبیؐ کہہ کے چلے مدینے سے مکّے کی طرف نبیؐ پہونچے کہ نہیں؟ کہا نہیں، پہونچ گئے اور دیکھا تو تھوڑے سے حاجی ساتھ، بھئی باقی کہاں گئے؟ کہا وہ راستے میں۔ کچھ لوگوں نے کہا ہمارے پیچھے چلو، ان کے پیچھے چلے گئے۔ پہونچے تو نہیں منزل تک؟ پہونچا وہی جس نے ساتھ نہیں چھوڑا۔ اب آپ بتائیے کہ رسول اللہؐ مکّے کا پتہ بتانے آئے تھے کہ جنّت کا؟ تو جنّت جائے گا تو وہی مسلمان جو جنّت جانے کے لئے سنّتِ رسولؐ نہیں چھوڑے گا۔ وہی تو جائے گا؟ کہا ہاں بیشک وہی جائے گا، تو جب وہی جائے گا تو وہ ایک ہی ہو گا۔ سب نہیں ہوں گے، جس نے چھوڑ دیا وہ رہ گیا اور جس نے تاسّی نہیں چھوڑی وہ جنّت پہونچ گیا۔ اسی لئے نبیؐ نے کہا کہ میرے بعد تہتّر فرقے ہوں گے جس میں ایک ناجی ہوگا۔ کون ناجی ہوگا؟ وہی ناجی ہوگا جس نے سنّت نہ بدلی ہوگی جس نے سیرت نہ بدلی ہوگی۔ جس نے احکامِ شریعت نہ بدلے ہوں گے "صلوات" یہ کون سی مشکل بات ہے؟ یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ جو مسلمان کی سمجھ میں نہ آئے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سنّتِ رسولؐ ہے کیا؟ سیرتِ رسولؐ ہے کیا؟ کس نے بدلا کس نے راستہ تبدیل کیا؟ تو چودہ سو برس پہلے راستہ بدلا اور چودہ سو برس بعد آپ ہم سے پوچھ رہے ہیں۔ جبکہ خود رسول اللہؐ نہیں رہے، بدلنے والا رہ گیا اور راستہ بنانے والا نہیں رہا۔ تو خدا پر یہ واجب تھا کہ نہیں؟ کہ رسول اللہؐ کے بعد ایسے لوگوں کا سلسلہ جاری رکھے جس سے مسلمان پہچان سکے کہ یہ رسول اللہؐ کا راستہ ہے "صلوات" جب رسول اللہؐ کے بعد فرقے بننے والے تھے تو اللہ پر یہ واجب تھا کہ نہیں؟ کہ یا

نبیؑ کو طولانی زندگی دے "بھئی جو خدا عیسیٰؑ کو آج تک جلا رہا ہے، کیا وہ ختمی مرتبتؐ کو نہیں جلا سکتا تھا؟ عیسیٰؑ زندہ ہیں خضرؑ زندہ ہیں" الیاسؑ زندہ ہیں" اور ختمی مرتبتؐ وفات پا گئے۔" خضرؑ کو الیاسؑ کو زندہ رکھا ہے کاہے کے لئے۔ کہا خضرؑ قافلے جو بھٹک جاتے ہیں صحرا میں ان کو راستہ بتاتے ہیں۔ الیاسؑ، سمندروں میں جو کشتیاں بھٹک جاتی ہیں ان کو راستہ بتاتے ہیں، اے مسلمانو! رزولیشن لے چلو اللہ کے یہاں کہ اگر ہم صحرا میں راستہ بھٹکیں، زمین پر راستہ بھٹکیں تو ایک شہر سے دوسرے شہر پہونچ جائیں گے۔ اور اگر کشتی دریا میں بھٹکی تو ایک ساحل سے دوسرے ساحل پہ پہونچ جائیں گے۔ اس کے لئے تو نے ایک نبیؑ کی ڈیوٹی لگا دی تو نہیں چاہتا کہ تیرے بندے سمندروں میں بھٹکیں، اور جس کیلئے ہم کو پیدا کیا اس کا انتظام کوئی نہیں کیا، تو نے؟ اگر دین میں بھٹکنے لگے تو کوئی بتا دے کہ دیکھو تم غلط راستے پہ جا رہے ہو، دیکھو! تمہارا راستہ صحیح نہیں ہے۔ کوئی تو ہونا چاہیئے؟ جب خضرؑ صحرا میں ہیں۔ الیاسؑ سمندر میں ہیں تو میدانِ دین میں بھی تو کوئی ہو جو صحیح راستہ مسلمانوں کو بتاتا رہے۔" یہ عقل کا تقاضہ ہے کہ نہیں؟ تو اب کون ہے؟ خضرؑ تو خشکی کا راستہ بتائیں گے، الیاسؑ تو سمندروں کا راستہ بتائیں گے، وہ وہ ہوگا جو جنّت کا راستہ بتائے گا۔ صلوات" اب جنّت کی بات آئی، اور جنّت کا راستہ بتانے کی بات آئی، تو کون بتائے؟ محمدؐ کے بعد کون بتائے؟ کوئی بھی بتائے مگر گارنٹی نہیں ہوگی لہٰذا محمدؐ کے بعد کوئی محمدؐ ہو جو راستہ بتاتا رہے بس جھگڑا کچھ نہیں ہے نبیؐ نے کہا ہم میں کا پہلا بھی محمدؐ درمیانی بھی محمدؐ آخری بھی محمدؐ۔ ہم کُل کے کُل محمدؐ ہیں۔ ہم تمہیں محمدؐ سے کہاں الگ کر رہے ہیں؟ تم محمدؐ کو چھوڑ کے کہیں بھی چلے جاؤ وہ تمہارا اختیار ہے، ورنہ اللہ نے ایک محمدؐ کے بارہ محمدؐ بنائے ہیں۔ صلوات۔ اَوَّلُنَا مُحَمَّدٌ اَوْسَطُنَا مُحَمَّدٌ وَ آخِرُنَا مُحَمَّدٌ وَ کُلُّنَا مُحَمَّدٌ یہ کس لئے کہا۔ اِنصاف سے بتائیے، اصحاب کے لئے کہا؟ غلاموں کے لئے

کہا؟ اُمّت کے لئے کہا؟ کیا ہو سکتا ہے کیا ہو۔ کیا پتہ کون محمدؐ ہے۔ بھئی اسی کو تو کہیں گے جو محمدؐ ہو گا، پیدائش میں بھی محمدؐ خلقت میں محمدؐ، اخلاق میں بھی محمدؐ کردار میں بھی محمدؐ معجزہ میں بھی محمدؐ۔ صلوات، اس کا مطلب یہ ہے کہ نبیؐ نے بجھا دیا کہ میرے بعد بھی محمدؐ ہیں اور تم کو جب میری سیرت چاہیئے ہو تو کسی محمدؐ ہی سے پوچھ لینا۔ اور اگر آج محمدؐ نہ ہوتے تو اسلام یزید ہوتا۔ اسلام محمدیؐ نہ ہوتا۔ وہ اک محمدؐ ہی تھا جس نے کربلا میں اسلام کو بچایا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے میرے پاس کہ امام حسینؑ نے ایک خطبہ پڑھا شہادت سے قبل کہ بتاؤ کیا میں نے دین بدلا ہے؟ کہ میں نے سیرت بدلی ہے کہ میں سیرت سے ہٹا ہوں؟ اور قاتلوں نے ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر یہ بات کہی ہے کہ یا ابن رسول اللہؐ یہ بات نہیں ہے کہ یا بن رسول اللہؐ یہ بات نہیں ہے، آپ سیرت سے نہیں ہٹے۔ آپ ہو بہو تصویر ہیں رسول اللہؐ کی، کہا پھر مجھے کیوں قتل کرتے ہو! کہا یزید کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے اس کا مطلب یہ ہے کہ حسینؑ نے یہ بات ثابت کر دی کہ کربلا میں حسینؑ سے بیعت نہیں مانگی جا رہی تھی محمدؐ سے بیعت مانگی جا رہی تھی، جب میں کہہ رہا ہوں، میں بتلا رہا ہوں کہ میرا کردار میرا عمل میرا دین میری شریعت سب رسول اللہؐ کی ہے اور تم قبول کر رہے ہو۔ بے شک۔ اور پھر قتل کر رہے ہو۔ کہا یزید کے ہاتھ پر بیعت کر دں۔ یعنی یہ تصویر محمدؐ اگر بیعت کر لے تو یزید کو بیعتِ محمدؐ مل جائے گی ورنہ اس تصویر کو مٹا دیں گے تاکہ نہ تصویرِ محمدؐ رہے نہ محمدؐ کے دین کی بات ہو۔ بلکہ یزید اپنی تصویر فٹ کرے گا اُس جگہ یعنی کربلا کے میدان میں محمدیتؐ خطرے میں تھی۔ حسینیت نہیں اب کربلا کے بعد نقشۂ جنگ یہ ہو گیا کہ اگر حسینیت ہے تو محمدیت ہے اگر حسینیت نہیں ہے تو محمدیت نہیں ہے، جہاں جہاں بھی حسینؑ کا ذکر ہوتا ہے۔ خواہ وہ شیعہ مجمع ہو خواہ اہلِ سنّت کا مجمع ہو محمدیت ملتی ہے، اور جہاں حسینؑ دشمنی کی باتیں ہوتی ہیں وہاں محمدیت نہیں ہوتی۔ صلوات۔ آج مجلسیں برپا کر کے

ہم یہ بتاتے ہیں اور ذکرِ حسینؑ کر کے بھی یہ بتاتے ہیں کہ اگر یہ ذکر نہ ہوتا تو محمدیت نہ ہوتی، جو اہلِ سنّت ہیں واقعی اہلِ سنّت ہیں۔ وہ شہادت نامہ بیان کرتے ہیں حسینؑ کے ذکر پر روتے ہیں کیوں کہ یہ سنّتِ رسولؐ ہے۔ آج بھی اہلِ بیتؑ کا تذکرہ کیجئے محمدّیت خود بخود سامنے آتی ہیں،، یعنی رسول اللہؐ نے فرمایا۔ حسینؑ مجھ سے ہے میں حسینؑ سے ہوں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ فاطمہؑ میرا ایک ٹکڑا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ حسنینؑ سردارِ جوانانِ جنّت ہیں۔ رسول اللہؐ نے یہ کہا، رسول اللہؐ نے وہ کہا ہے کہ نہیں، یعنی اہل بیتؑ کے طرفداروں کا مرکز رسولؐ ہیں۔ اس میں بحث نہ شیعہ کی ہے نہ سُنی کی یہ ریسرچ ورک ہے،، تحقیق کا کام ہے اس بات کو معلوم کریں ... کہ رسُول اللہؐ کی سیرت کیا تھی؟ اور اس پر عمل کر لیا تو نجات ہے اور اگر بال سے باریک بھی سیرتِ رسولؐ سے ہٹ گئے تو نجات نہیں ہے۔ مگر رسُول اللہ بھی تو جانتے تھے کہ کھیتی باڑی کرنے والا مسلمان محنت مزدوری کرنے والا مسلمان یہ غریب مسلمان کہاں تک ریسرچ کرے گا۔ یہ مُلّا اس کو سوچنے بھی نہیں دیں گے، لہٰذا ان کو ایک مثال دے کر سمجھاؤ کہ بھیا اگر تم سے ریسرچ بھی نہیں ہو سکتی اور مجھ پر اعتماد ہے تو مجھ سے سن لو۔ اہل بیتؑ کے پاس آ جانا نجات مل جائے گی ،، صلوات ،، اب آپ مُلاحظہ فرمائیں گفتگو ایک اور ٹرن لے رہی ہے وہ ٹرن یہ ہے کہ یہ بات تو حدیث سے ثابت ہے کہ اہلِ بیتؑ کی پیروی میں نجات ہے۔ اگر کوئی انکار کرے تو ثابت کرنا اس پر واجب ہے، ہمیں ثابت نہیں کرنا ہے، ثابت وہ کرے جو انکار کر رہا ہے کہ اہل بیتؑ کی پیروی میں نجات نہیں ہے لوگ کہتے ہیں آپ ثابت کریں۔ ہم کیوں ثابت کریں کیا ہم اتنے بدتمیز ہیں کہ رسُول اللہؐ کے بعد ہم ثابت کریں،، تو جسے رسُول اللہؐ کی بات پر یقین نہ آئے گا۔ ہماری تقریروں سے کیا یقین آئے گا، ہم میں یہ جسارت ہی نہیں کہ ہم قولِ رسولؐ ثابت کریں، ہم تو بس ایمان لانے والے ہیں اور ایمان لا کر اس کشتی میں

بیٹھنے والے ہیں، جو ذریعۂ نجات ہے۔ اور قیامت کے دن جب یہ کشتی ساحل سے جا ملے گی تب دیکھ لینا کہ کس کو "نجات" ملے گی، کس کو ملی اور کس کو نہیں ملی، اور جہاں تک اہلِ بیتؑ کا سوال ہے، واقعۂ کربلا کا سوال ہے اس کو آفاقیت اللہ نے عطا کی ہے۔ اور امام حسینؑ کا ہر معاملہ ہر ایک سے الگ رکھا ہے۔ اللہ اللہ اتنا انتظام "نجات" کا حسینؑ نے کیا۔ اللہ اکبر کہ خود پیغمبرؐ کو گود میں بٹھا کے کہنا پڑا کہ یہ میرا حسینؑ بسیلِ "نجات" ہے، حسینؑ ذریعۂ "نجات" ہیں، اگر حسینؑ کا ہے کوئی تو "نجات" ہے اور اگر حسینؑ کا نہیں ہے تو "نجات" کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اللہ یہ عظمتِ حسینؑ ہے۔ میں نے پہلی مجلس میں عرض کیا تھا اپنی آنکھوں سے میں نے ایسے ایسے اہلِ سُنّت و الجماعت دیکھے ہیں جو سُنّی تھے سُنّی ہیں مگر مُحبِ اہلِ بیتؑ ہیں۔ اور حسینؑ کا نام آتے ہی ان کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ابھی بریلی میں نیازیہ درگاہ موجود ہے، وہاں کا سجّادہ نشین جسے تین پشتوں سے میں جانتا ہوں۔ آپ بھی جانتے ہوں گے۔ بریلی یو پی میں ہے اور وہاں درگاہِ نیازیہ کا یہ اصول ہے کہ جو بھی سجّادہ نشین آتا ہے وہ عاشورہ کے دن مجلسِ حسینؑ برپا کرتا ہے اور ذکرِ مصائبِ کربلا بیان کرتا ہے اور سب بیٹھ کر غمِ حسینؑ میں گریہ فرماتے ہیں۔ اور جب عصر کا وقت آتا ہے تو سجّادہ نشین سجدے میں جاتا ہے اور سارا مجمع اس انتظار میں رہتا ہے کہ سجّادہ نشین زندہ اٹھتا ہے کہ نہیں، جب کبھی کسی سجّادہ نشین کا انتقال ہوا تو وہ عاشورہ کے دِن عصر کے وقت سجدے میں ہوا اب بتائیے موت پر کس کا کنٹرول ہے؟ موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن نسلوں سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے، نہ تو محرّم کو کوئی مرا نہ گیارہ محرّم کو، اور ہر سجّادہ نشین اس نیّت سے سجدے میں جاتا ہے کہ شاید آج ہی کا وہ عاشورہ ہو جس دن میری موت ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حسینؑ کا قابو ملک الموت پر بھی ہے۔ اور ایسے ایسے دنیا میں دیکھے کہ جب میں شبِ عاشورہ وطن میں ہوا کرتا تھا۔ تو شبِ عاشورہ کا طریقہ یہ ہے کہ جہاں جہاں تعزیئے رکھے جاتے

ہیں وہاں وہاں جا کے تعزیوں کی زیارت کیجاتی ہے۔ ہم زیارت کرتے ہوئے جارہے تھے تو کیا دیکھا کہ ایک ہندو تعزیئے کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔ اور اس نے کہا کہ ہم آپ ہی لوگوں کا انتظار کر رہے تھے۔ ایک نوحہ پڑھ دیجئے اور ماتم کر دیجئے جب ہم لوگوں نے نوحہ پڑھا اور ماتم کیا تو بعد میں اس نے دو روٹی اور ایک تشتری میں چٹنی بڑھائی اور کہا کہ اس پر امام بابا کی نذر دیدیجئے۔ یقین مانئے میں تو پریشانی میں پڑ گیا کہ مولاؑ کی نذر اور کافر کی پکائی ہوئی روٹی پر؟ عبرت کا مقام ہے مسلمانو اس نے کہا آپ کیا سوچ رہے ہیں، میں یہ روٹیاں ایک مسلمان کے یہاں سے پکوا کے لا رہا ہوں مجھے معلوم ہے کہ امام صاحب ہمارے ہاتھ کا نہیں کھائیں گے۔ ملاحظہ فرمایئے کہ اس پر یہ عقیدہ کہ امام صاحب ہمارے ہاتھ کا نہیں کھائیں گے پھر بھی نذر دلا رہے ہیں۔ تو مجھے حیرت ہوگئی کہ مسلمان تو نذر کو بدعت کہے گا مگر ہندو کو نذر دلانے سے کون روک لے گا۔ جب نذر دیدی تو میں نے اس سے پوچھا کہ تم یہ نذر کیوں دلاتے ہو! تو اس نے کہا کہ میرے باپو کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی، میرے باپو نے امام صاحب کی تعزیہ رکھنے کی منّت مان لی تو میں پیدا ہوا۔ حالانکہ اس سے پہلے بہت بڑے بڑے مندر، اور درگاہوں میں میرا باپ جا چکا تھا۔ کسی نے باپو سے تعزیہ رکھنے کو کہا اور میں پیدا ہوا۔ میرے باپو نے مجھ سے یہ وصیّت کی تھی کہ دیکھو بیٹا حسینؑ کا تعزیہ ضرور رکھنا۔ اس لئے کہ امام بابا ہی نے تجھے پیدا کیا ہے۔ کتنا عام کرم ہے حسینؑ کا۔ کتنے بدقسمت ہو مسلمانو کہ غیر فائدہ اٹھا لیں اور تمہیں حس نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں وہابی تو وہابی اہلِ سنّت بھی عزاداری چھوڑ دیں، اہلِ سنّت تو اہلِ سنّت پورا شیعہ فرقہ بھی عزاداری چھوڑ دے تو عزاداری نہیں مٹے گی۔ حسینؑ کسی فرقے اور قوم کا محتاج نہیں ہے، اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ ہم ایک گروہ نسل بعد نسل پیدا کرتے رہیں گے جو حسینؑ پر روئے گی، اللہ نے یہ وعدہ حسینؑ کی دکھیاری ماں سے کیا ہے جس نے

بھرا گھر لٹانے کا وعدہ کر لیا تھا۔ آج اس دکھیاری ماں کے دل پر کیا گذر رہی ہوگی صفر کا مہینہ ہے۔ عزادارو ایک روایت میں نے سنی ہے جو آپ کو بھی سنا دوں۔ کہ جناب سیدہ باغ فدک کی گفتگو مسجد نبوی میں کر کے گھر تشریف لائیں۔ تو جناب زینب لپٹ گئیں ماں سے، کہا ماں آپ مسجد نبوی کیوں گئیں کہا بیٹا میں فدک کے لئے گئی تھی۔ کہا وہ تو ٹھیک ہے مگر ماں مجھے ایک بات کا جواب دو۔ ماں تم ایسے مجمع میں کیوں گئیں؟ جہاں لوگوں نے تمہیں بیٹھنے کے لئے نہیں کہا، بس یہ سنا تھا کہ ماں نے بیٹی کو گلے سے لگا لیا اور کہا زینبؑ میں تو ایسے دربار میں گئی تھی جہاں لوگوں نے مجھ سے بیٹھنے کے لئے نہیں کہا مگر بیٹی تم تو ایسے دربار میں جاؤ گی جہاں نہ سر پہ چادر ہوگی تیرے بازوؤں میں رسن بندھی ہوگی۔ میری بیٹی اگر تو بیٹھنا بھی چاہے گی تو بیٹھ نہیں سکے گی۔ ہاں عزادارو وہی وقت آگیا کربلا کے بعد زینبؑ ہر کہ ایک رسن میں بارہ گلے، اور ہاتھوں کو پشت پر کر کے باندھا تھا۔ بازوؤں میں بھی رسن تھی بے کجاوہ اونٹوں پر سیدانیوں کو بٹھلایا تھا۔ خدا کسی مسلمان کو یہ دن نہ دکھائے کہ اس کے سامنے اس کے ناموس کی بے عزتی ہو۔ اس کی عورتوں کو بے پردہ بازار میں اسیر بنا کر لایا جائے۔ اے مسلمانوں جس گھرانے سے پردے کا رواج چلا۔ اس کے گھر کی نواسیاں کبھی کوفہ وشام کا بازار اور کبھی دربار۔ اور کس طرح سے جناب زینبؑ گئی ہیں اس کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ کوفے کے بازار میں قافلہ روکا گیا۔ اور ابن زیاد دربار آراستہ کر دار رہا ہے۔ لوگوں کو بلایا جا رہا ہے تماشائیوں کا ہجوم بلایا جا رہا ہے اور اہل حرم کا داخلہ ہو رہا ہے۔ جب قافلہ داخل دربار ہوا تو، "خدا لعنت کرے ابن زیاد ملعون پر"، کہا کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے تمہیں اس طرح سے ذلیل و رسوا کیا"۔ بس جناب زینبؑ تڑپ گئیں اور کہا اے زن زانیہ کے بیٹے تیری یہ مجال کہ تو یہ لفظیں ہماری شان میں کہے۔ ارے

اللہ نے جو مرتبہ ہمارے گھر کو عطا کیا ہے ویسا کسی کو نہیں عطا کیا۔ اللہ نے ہمیں عزت دی ہے، یہ تو تیرے جیسے ظالم ہیں جنھوں نے ہم کو اس طرح سے بلایا ہے۔ ایک صحابی دربار میں بیٹھے تھے کھڑے ہو گئے اور کہا، کیا علیؑ آ گئے؟ نابینا تھے۔ ایک آنکھ جنگ جمل میں کام آئی تھی اور دوسری جنگ صفین میں۔ کھڑے ہو گئے اور کہا کیا علیؑ آ گئے؟ کسی نے کہا نہیں نہیں علیؑ کی تو شہادت ہو گئی۔ کہا قسم خدا کی لہجہ علیؑ کا ہے۔ زبان علیؑ کی ہے۔ جلالت علیؑ کی ہے۔ یہ علیؑ کی بیٹی زینبؑ تو نہیں ہے؟ یہ زینبؑ بول رہی ہے تڑپ گئے سر و سینہ پیٹ کر کہا کہ حسینؑ کی بہن اور ابنِ زیاد کا دربار؟ کہا آپ کو خبر نہیں؟ کہا حسینؑ کہاں ہیں؟ کہا سامنے حسینؑ کا سر رکھا ہوا ہے۔ کہا عباسؑ کو کیا ہوا کہا شانے قلم ہو گئے۔ کربلا میں پنجتن کا خاتمہ ہو گیا۔ بس آگے بڑھے اور کہا ابنِ زیاد تجھ پر خدا کی لعنت۔ ارے میں اتنے دن کیوں جیا۔ کہ اپنے کانوں سے سنا کہ زینبؑ دربار میں آئی۔ اے ملعون تجھے ترس نہ آیا۔ یہ رسول اللہؐ کی نواسی۔ علیؑ کی بیٹی اور تیرا نجس دربار۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

ساتویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

مَثَلُ اَھۡلِ بَیۡتِیۡ کَمَثَلِ سَفِیۡنَۃِ نُوۡحٍ مَنۡ رَکِبَھَا نَجٰی وَمَنۡ تَخَلَّفَ عَنۡھَا غَرِقَ وَھَوٰی"

برادرانِ ملت! اس عشرہ مجالس میں "نجات" کے سلسلے میں آپ کے سامنے مسلسل گفتگو جاری ہے، اور دلیل کے طور پر پیغمبر اسلام کی جس حدیث کو سرنامہ سخن قرار دیا ہے، اس میں نبیؐ نے فرمایا ہے کہ میرے اہل بیتؑ کی مثال سفینۂ نوحؑ جیسی ہے جو بھی اہلِ بیتؑ کی محبت کرے گا ان کی تاسی کرے گا تو اُسے "نجات" ملے گی۔ اور جس نے کشتی کو چھوڑ دیا وہ ڈوب گیا غرق ہو گیا۔ فنا ہو گیا، صلوات۔۔ ارشادِ نبوت ہے کہ جو بھی کشتی میں آجائے اسے "نجات" ملے گی، جو چھوڑ دے گا کشتیٔ اہل بیتؑ کو وہ ڈوب گیا اسے نجات نہیں ملے گی، یعنی "نجات" کا مسئلہ نجات کا انحصار پیرویٔ اہل بیتؑ پر ہے اور کشتی سے وابستہ ہو جانے پر ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم نے کلمہ پڑھا یا کوئی مسلمان ہو، میری گفتگو سارے مسلمانوں سے ہے کسی ایک فرقے سے نہیں ہے اور اس نے اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اور جس نے اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو کیوں کہا اس نے؟ کلمہ کیوں پڑھا۔ اور کس لئے کلمہ پڑھا؟ اور کلمہ پڑھنے کے بعد حیات بعد الموت، مرنے کے بعد کی جو زندگی ہے اس میں کلمہ گو کہاں رہنا پسند کرے گا کیا ایک بھی مسلمان ڈھونڈ کے لائیں گے کہ جو کہے کہ ہم جہنم میں جانا پسند کریں گے؟ کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، جو بھی مسلمان ہے جس نے بھی کلمہ پڑھا ہے، اس نے خواہشِ نجات میں پڑھا ہے، اس نے جنت جانے کی خواہش میں پڑھا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جنت کیسے ملے گی؟ جنت جانے کا

معیار، جنت جانے کا اسٹینڈرڈ کیا ہے؟ کیا ہر کلمہ گو جنت جائے گا،، اگر ہر کلمہ گو جنت جائے گا تو ہر کلمہ گو ایک دوسرے فرقے کو جہنمی کیوں کہتا ہے؟ سب کہتے کہ جتنے کلمہ گو ہیں سب جنت جائیں گے۔ لیکن تمام فرقے کہتے ہیں کہ بس ہم جائیں گے، اور باقی جہنم جائیں گے تو اگر سارے فرقے سچے ہیں تو سب جہنم میں جائیں گے کیونکہ سب ایک دوسرے کو کہہ رہے ہیں، سب کلمہ گو ہیں، سب نمازی ہیں سب روزہ دار ہیں، سب فرقے کے لوگ حج کو جاتے ہیں، سبھی فرقوں کے لوگ زکوٰۃ نکالتے ہیں۔ عبادت کرتے ہیں اور ریاضت کرتے ہیں،، خوفِ خدا دل میں رکھتے ہیں، لیکن یہ نماز یہ روزہ یہ حج یہ زکوٰۃ یہ عقائد یہ توحید یہ رسالت سب بیان کس نے کئے؟ کہا پیغمبرِ اسلام نے۔ اور جب پیغمبرِ اسلام نے یہ بیان کیا کہ یہ عقیدہ رکھو یہ عمل کرو تو "نجات" ہو سکتی ہے۔، تو پھر پیغمبرِ اسلام نے یہ کیوں کہا کہ کشتی میں آجاؤ تو "نجات" ملے گی "میں نے کل عرض کیا تھا کہ اگر یہی کہہ کے نبیؐ چپ ہو جاتے۔ تو ہم کہتے کہ بہت سے ذریعے ہیں، اور اس میں ایک کشتی بھی ہے لیکن جب پیغمبرؐ نے فرمادیا کہ جو کشتی میں نہیں آئے گا وہ ڈوب جائے گا۔، اور مثال کشتیٔ نوحؑ کی دیدی کہ جس میں بیٹا نہیں آیا تو ڈوبا، اور بی بی نہیں آئی تو ڈوبی، یعنی نبیؐ سے رشتہ داری کام نہیں آئے گی، کوئی رشتہ کام نہیں آئے گا، صرف اہل بیتؑ کی محبت اور ان کی پیروی ہی لازم ہے۔، اس کے بغیر نجات کا کوئی سوال ہی نہیں۔ اب تکمیلِ اسلام کے لئے دو چیزیں ہیں ایک ہے عقیدہ اور ایک ہے عمل، یعنی اسلام نہ تنہا عمل ہے نہ تنہا عقیدہ ہے عقیدہ بھی رکھنا ہے اور عمل بھی کرنا ہے، لیکن اگر دو چیزیں ہیں، تو دیکھنا یہ ہے کہ دونوں چیزیں فرق کی ہیں یا برابر، عقیدہ اور عمل اسلام میں برابر کا درجہ رکھتا ہے یا عمل کو عقیدے پر فضیلت ہے یا عمل پر عقیدہ افضلیت رکھتا ہے۔ کیونکہ افضلیت رکھنا کوئی غلط چیز نہیں ہے۔ اللہ نے اپنے انبیاء کے

لئے کہا قرآن میں کہ ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، تو جب نبیؐ کو نبیؐ پر فضیلت دی ہے تو عقیدے اور عمل میں بھی، یا اعمال کو فضیلت ہوگی یا عقیدے کو، کہا دونوں برابر کے ہوں گے، کوئی فضیلت ایک دوسرے پر نہیں ہوگی، پھر عقائد میں بھی کسی عقیدے کو کسی عقیدے پر فضیلت ہوگی، اور عمل میں بھی عمل کو کسی عمل پر فضیلت ہوگی، یا سب عمل برابر ہوں گے؟ تو علماء کرام یہ کہتے ہیں کہ اعمال میں سب سے زیادہ فضیلت نماز کو ہے اس لئے کہ ارشادِ نبویؐ ہے وَاِنْ قُبِلَتْ قُبِلَ مَا سِوٰھا، وَاِنْ رُدَّتْ رُدَّ مَا سِوٰھا کہ دیکھو مسلمانوں اگر تمہاری نماز قبول ہوگئی تو سارے اعمال قبول کئے جائیں گے اور اگر نماز رد کردی گئی تو سارے اعمال رد کردیئے جائیں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ اعمال میں بھی فضیلت ہے، اور فضیلت کی دلیل کیا ہے؟ تو فضیلت کی دلیل یہ ہے کہ جس چیز کو فضیلت ہے اگر اُسے نہ مانا تو مفضول کا ماننا کام نہیں آئے گا۔ صلواۃ ۔ اب جب عقیدے کی منزل آئی تو عقیدے میں بھی ہوسکتا کہ سارے عقیدے برابر کے ہوں، اور ہوسکتا ہے کہ عقیدے میں بھی ایک عقیدے کو دوسرے عقیدے پر فضیلت ہو، اور اس عقیدے میں بھی دیکھنا پڑے گا کہ کس عقیدے پر انحصارِ عقائد ہے۔ یعنی جس بات کا عقیدہ نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں" جیسے اعمال میں نماز نہیں تو کچھ نہیں، ویسے اگر ایک عقیدہ نہیں تو کوئی عقیدہ نہیں۔ تو عقیدے اور عمل کی بات پہلے عرض کردوں آپ کے سامنے، شریعت اسلام سے تہتّر فرقوں میں یہ بات ثابت ہے کہ عقیدے کو عمل پر فضیلت حاصل ہے، عقیدہ پہلے ہے بعد میں کہیں عمل ہے۔ عقیدہ کسے کہتے ہیں؟ لوگ کہتے ہیں یہ صاحب اپنا اپنا عقیدہ ہے، کہتے ہیں نا لوگ؟ تو بس سمجھئے کہ اپنا اپنا ارے اپنے کا کیا سوال ہے مسلمان اپنا عقیدہ الگ نہیں رکھ سکتا۔ کس بات پر عقیدہ رکھنا ہے، مسلمانوں کو، خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو ہر اس بات پر عقیدہ رکھنا ہے، جس بات کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے، ایک بات کا اگر کوئی بھی مسلمان اگر منکر ہوجائے

اور اس کا عقیدہ کمزور ہو جائے تو کوئی بھی عمل اس کا قابلِ قبول نہیں ہوگا، قرآن میں اللہ نے شیطان کا ذکر کیا ہے، پورا واقعہ قرآن میں ہے۔ ہے نا؟ ایسا تھا ویسا تھا، یوں گیا، اور سب نے سر جھکایا، میں نے سر کو جھکانے کو کہا، اور شیطان نے سر نہیں جھکایا اور وہ ملعون ہو گیا، رجیم ہو گیا اور میں نے اسے جنت سے نکال دیا۔ بھئی یہ سب واقعہ ہے کہ نہیں؟ اب تہتر فرقوں کے علماء سے جائیے اور پوچھ کے آئیے، کہ قبلہ و کعبہ ہم اگر انکار کریں کہ شیطان ویطان کچھ نہیں ہے تو ہم مسلمان ہیں؟ تو سارے علماء کہیں گے ارے جب شیطان کا ذکر ہے اور تم شیطان کا انکار کروگے تو مسلمان نہیں رہوگے۔ بھئی کمال ہے مسلمانو شیطان کا انکار ہو جائے تو مسلمان نہ رہے، اور رسولؐ کا انکار کر کے مسلمان رہے۔، صلوات۔ قرآن میں شیطان کا ذکر ہے نا؟ تو اگر شیطان سے انکار کیا کسی نے۔ بھائی ہم یہ سب تو مانتے ہی ہیں۔، اچھا الحمد اللہ لیکن ایک بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی، کہا کیا؟ کہا شیطان ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیوں؟ کیوں سمجھ میں نہیں آتا۔ کہا آج تک دکھائی نہیں دیا، انھوں نے کہا دکھائی دے یا نہ دے ماننا پڑے گا، ملاقات ہو یا نہ ہو ماننا پڑے گا وہ دل میں گھس جاتا ہے، کدھر سے جائیے گا ہم منھ بند کرلیں گے، آنکھ بند کرلیں گے ناک بند کرلیں گے، دیکھیں کدھر جاتا ہے، ناک کان بند کیجئے یا کچھ بھی کیجئے قرآن کہتا ہے يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ٥ شیطان سینوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے انسانوں کے۔ تو لائٹ جیکٹ پہن لیجئے۔ تاکہ شیطان داخل نہ ہو سکے کہا نہیں وہ تو داخل ہوگا وسوسہ پیدا کرے گا۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے۔ اچھا ہم شیطان کو مانتے ہیں صاحب ہے، اور زندہ اور موجود ہے، مگر بڑا نمازی ہے بڑا پرہیز گار ہے بڑا متقی ہے، اور یہ سب علماء جو کہتے ہیں، پناہ مانگتے ہیں أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اس کے شر سے جسے رجیم کہتے ہیں اور اسلام کسی کو برا کہنا نہیں سکھاتا، آپ شیطان کو برا کہتے ہیں، انھوں نے کہا آپ

شیطان کو نہیں مانتے ؟ ہم مانتے ہیں مگر شیطان کو بری شخصیت نہیں مانتے، کہا آپ کافِر ہو گئے، کیا مطلب ہوا اس کا ؟ شیطان کے وجود کا انکار نہیں ہے ہمیں مگر شیطان کے سر جو سارے مسلمان اپنے اعمالِ بد تھوپ دیتے ہیں، جس مسلمان سے کوئی غلطی ہوئی، ارے یہ آپ نے کیا کیا "شیطان" میں کہتا ہوں وہ شیطان کچھ نہیں کرتا وہ بیچارہ ایک کونے میں بیٹھا رو رہا ہے، اس سے کوئی مطلب نہیں سب حرکتیں ہم کرتے ہیں،، خود قرآن اگر شیطان کو بُرا کہہ رہا ہے تو شیطان کو اچھا سمجھنا عقیدے کے خلاف ہے، اسلام کے خلاف ہے، کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کا ایک ماننا ہی عقیدہ نہیں ہے، قُرآن میں جتنی باتوں کا تذکرہ ہے ہر بات پر ایمان رکھنا عقیدہ ہے، اور اگر قرآن نے شیطان کی صِفت بیان کی اور شیطانوں کو انسانوں کا دشمن کہا ہے، تو مسلمان پر ضروری ہے کہ اسے اپنا دشمن سمجھے، کسی نے شیطان کی دوستی کی، یا شیطان سے محبت کی، شیطان کی تعریف کی یا شیطان کی شان میں قصیدہ کہا، مسلمان نہیں رہا اچھا! مانیں گے لیکن بُرا نہیں کہیں گے کہا نہیں، قرآن نے جیسی صفت شیطان کی بیان کر دی تو جیسا قرآن نے بتایا۔ ویسا مانو، انصاف سے بتاؤ مسلمانو جیسا، شیطان کو تو ویسا ماننے پر مجبور ہے انسان جیسا قرآن نے کہا ہے اور رسولؐ کو کہا نہیں وہ ہمارے جیسے ہیں، کاش تم پہچانتے کہ وہ ہمارے جیسا ہے، ارے بھئی جب کچھ کہنا ہے تو شیطان کو کہو، جیسے ہم ویسے شیطان، ہم میں شیطان میں کوئی فرق نہیں ہے، کوئی نہیں کہتا، کیوں ؟ ارے بھائی ہم شیطان کے جیسے کیسے ہو سکتے ہیں، اچھا آپ نہیں کہتے، ہم کہتے ہیں، کیا کہنا مولانا صاحب آپ کا سُبحان اللہ کیا کہنا۔ آپ کو دیکھ کے شیطان نظر آ گیا، آپ کیسے کہہ رہے ہیں، ارے صاحب جیسے آپ ویسے شیطان۔ جیسا شیطان ویسے آپ، آستین الٹ لیں گے، کیوں آپ خفا ہو گئے، شیطان سے مثال دے رہے ہیں، جو گمراہ کرتا ہے۔ آپ گمراہ کرنے والے سے مثال دینے پر بگڑ جاتے ہیں، اور رسول اللہؐ خوش ہوں گے اور اللہ رسولؐ بگڑ گیا تو

تو آپ کی دنیا بھی بگڑ جائے گی آخرت بھی بگڑ جائے گی، آپ کے بگڑنے سے میرا کیا بگڑے گا،، صلوات۔۔ تو بات یہ ہے کہ عقیدہ، عقیدہ پر بات ہو رہی ہے عقیدے کو عمل پر فضیلت حاصل ہے، ایک بات تو یہ ہے کہ عقیدہ اگر قبول نہ ہو تو کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اس لئے اسلام کی بنیاد عقیدہ ہے، عمل اس وقت قابل قبول ہے جب عقیدے پر ضرب نہ پڑے، اور اگر عقیدہ نہیں تو عمل کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے کیونکہ عقیدہ روح ہے اور عمل جسم ہے، جب جسم سے روح نکل جاتی ہے تو آنکھیں ہوتی ہیں۔ مگر دکھائی نہیں دیتا، جب روح نکل جاتی ہے تو زبان ہوتی ہے مگر بولا نہیں جاتا، ہاتھ ہوتے ہیں مگر اٹھ نہیں سکتے، پاؤں ہوتے ہیں مگر چل نہیں سکتے، تو عقیدے کو عمل پر بہر حال فضیلت ہے، اسلام میں اگر عقیدہ درست ہے تو عمل درست ہے، اور بغیر عقیدے کے عمل جسدِ بے روح ہے، اس لئے عقیدے پر اسلام نے زور دیا، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ قبر میں جاتے ہی عقیدہ پوچھا جاتا ہے جیسے ہی میت زمین میں جاتی ہے ویسے ہی قبر میں فرشتے آ کے عقیدہ پوچھتے ہیں تیرا اللہ کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبیؐ کون ہے؟ تیری کتاب کون تیرا قبلہ کون؟ تیرا امام کون؟ یہ سوال پہونچتے ہی ہوتے ہیں اور یہ سب سوال عقیدے سے تعلق رکھتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں جتنی باتیں اللہ نے کہی ہیں یا اللہ سے متعلق ہیں یا رسول اللہؐ سے متعلق ہیں، اور یا امامت سے متعلق ہیں، تو جتنے سوال قبر میں ہوں گے اس کے لئے ہمیں تیار رہنا چاہیئے، آپ بتائیے کہ اگر چھ آؤٹ ہو جاتے، اور یہ کوئی استاد بتائے کہ چھوں سوال حل کرنے کی ضرورت نہیں ہے ایک دو حل کر لو تو کافی ہے، تو وہ فیل کرانا چاہتے ہیں کہ نہیں؟ ڈوبیں ڈو ہی بھر کے تو نمبر ملیں گے پوچھی جائیں گی اتنی باتیں اور خدا کا رسولؐ کا اور امام کا ذکر ہی نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ فیل کرانا چاہتے ہیں مسلمانوں کو، کہ پہلے ہی اسٹیج پر فیل کرنا چاہتے ہیں یعنی زیر در ہو جاؤ، اب عمل کو پوچھا جائے گا قیامت میں، یعنی عقیدہ فوراً اور عمل

بعد میں کیوں؟ بس قیامت میں پوچھیں گے کہ نماز پڑھی کہ نہیں پڑھی؟ روزہ رکھا کہ نہیں؟ حج کیا کہ نہیں؟ زکوٰۃ دی کہ نہیں؟ ارے بھئی قبر میں تو سب ختم ہوگیا، کہا نہیں اس لئے کہ وہاں صرف عقیدہ پوچھا گیا ہے، عمل قیامت میں اس لئے پوچھیں گے کہ عمل درمیان میں درست ہوسکتا ہے، اگر کسی کی کوئی نماز قضا ہوگئی تو وہ اپنے بڑے بیٹے پر واجب کہ وہ باپ کی نمازیں پڑھ کے ادا کرے، اگر باپ کے روزے چھوٹ گئے ہیں تو بیٹا رکھے یا کسی سے پیسے دیکر رکھوائے۔ حج نہیں کیا تو کسی کو پیسہ دے کر یا خود کرے، اعمال کا کھاتا کھلا رہتا ہے، اب جو یہ سمجھاتے ہیں کہ مرنے کے بعد کچھ نہیں پہونچتا، تو کیا یہ چاہتے ہیں جیسے مرے ہو ویسے ہی رہو؟ صلوات، اب ملاحظہ فرمائیں جتنے بھی اعمال ہیں، اگر ان میں سے کوتاہی ہوگئی تو اولاد، دوست، احباب رشتے دار، گھر والے، کوئی بھی پورا کردے گا تو اللہ قبول کرلے گا، سبحان اللہ۔ تو ایک بات معلوم ہوئی کہ اگر عمل میں خرابی ہوجائے تو بھی ری پیرنگ ہوسکتی ہے، مرنے کے بعد بھی، مگر عقیدہ خراب ہوگیا، اور لیکے مرگیا، کوئی ری پیرنگ نہیں ہوسکتی، تہتر فرقوں میں ہے کہ اگر کوئی خدا کو دو کہہ کے مرگیا تو دو لاکھ روپئے دے کر کسی سے کلمہ پڑھوایئے کہ اس کی بخشش ہوجائے تو نہیں ہوسکتا، نہیں ہوگا نا یہ؟ تو عقیدہ وہی ہوگا جو ہم لیکے جائیں گے، عمل میں اگر کمی ہے تو پورا کیا جاسکتا ہے، ٹھیک ہے میری نماز رہ گئی اولاد نے پڑھ دی روزہ رہ گیا اولاد نے رکھدیا، حج چھوٹ گیا تو اولاد نے کردیا اب سوال یہ ہے کہ جو گناہ مجھ سے ہوئے ہیں، تو گناہ کیلئے یہ ہے کہ مرنے سے پہلے میں خود ہی استغفار کرلوں، تو معاف ہوجائے گا، اسی لئے قبر میں گناہ بھی نہیں پوچھا جاتا۔ سیدھا سیدھا عقیدہ پوچھا جاتا ہے، اور اگر میں توبہ نہ کرسکا تو دوسرا بھی میری طرف سے توبہ کرسکتا ہے، کہا یہ دوسرا توبہ کیسے کرسکتا ہے؟ تو یہ حدیثیں رسول اللہ کی سب نے لکھ ڈالی ہیں کہ جب بندہ عمل کرے گا اور کسی بندے کا عمل اللہ کو پسند آگیا تو وہ ستر فرشتے معین کردیتا

ہے کہ وہ اس بندے کے لئے استغفار کریں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمیں تو تم منع کردو گے کہ نہیں تو یہ وَوبہ کچھ نہیں، لیکن ان فرشتوں کو سمجھاؤ کہ مرنے والا مر گیا اَب کیوں معافی مانگ رہے ہو بیٹھے، وہ کہیں گے جب قبر میں آؤ گے تم تو ہم اس کا جواب خود ہی دیدیں گے "صلوات"، تو جو عمل چھوٹ گیا ہے اس عمل کی خانہ پُری ہو سکتی ہے۔ جو گناہ سرزد ہو گیا ہے اس کی معافی ہو سکتی ہے۔ مرنے والا خود ہی کرلے یا اس کے اقارب، اولاد کرلے، اور اگر اللہ کو کوئی ادا پسند آگئی تو وہ فرشتوں کو مُعین کر دیتا ہے۔ فرشتہ! جس سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا، اس کی ڈیوٹی ہے کہ اس کی قبر پہ بیٹھ کر اس کے گناہوں کیلئے استغفار کرے، آپ کہتے ہیں قبر پہ جانا ہی منع ہے یہ کون سا اسلام ہے بھائی؟ کہ فرشتہ معافی مانگ سکتا ہے اور ہم اپنے گناہوں کی معافی نہیں مانگ سکتے، مانگ سکتے ہیں یہ ریپئر ورک ہے، اگر کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہو تو معافی مانگ سکتا ہے۔ اور اگر عقیدے میں کوئی خلل ہو گیا ہو تو نہ فرشتہ قریب پھٹکے گا معافی مانگنے کے لئے، نہ اولاد کے بنائے کچھ بنے گی نہ مولوی مُلّاؤں کے بنائے کچھ بنے گی، کیونکہ عقیدہ خراب ہے کیونکہ مغفرت مُسلم ہے، اور جب عقیدہ خراب کر کے مُسلم ہی نہ رہا اللہ کی نظر میں تو کوئی سوال ہی نہ رہا معافی کا۔ "صلوات" اب میں آپ کو ایک حدیث سُنا رہا ہوں بحار الانوار میں ساتویں امام کی حدیث ہے، وہ یہ کہ ایک شخص نے آکر پوچھا فرزندِ رسولؐ ایک شخص آپ کی محبت کرنے والا ہے، آپ کا چاہنے والا ہے آپ کے حقوق کے لئے لوگوں سے لڑتا ہے آپ کا حامی ہے، آپ نے فرمایا اللہ مبارک کرے کیونکہ وہ میرے حق کے لئے لڑتا ہے، اس بات کو کتنی اہمیت ہے۔ پھر کہا فرزندِ رسولؐ مگر ایک بات ہے، کہو کیا بات ہے؟ کہا وہ بہت گناہ گار ہے اور علی الاعلان فسق کرتا ہے، پوچھنے والے کی ذرا ترکیب دیکھئے پہلے گناہ گار نہیں کہا۔ تو ہم اسے فاسق کہیں؟ تو پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟ مگر وہ تو یہ کہہ رہا ہے کہ آپ کا مُحِب ہے آپکا

حامی ہے آپ کے فیور میں بولتا ہے اس کے بعد یہ کہتا ہے کہ فسق علی الاعلان کرتا ہے
کہا کرتا ہے، مرتکبِ حرام ہوتا ہے تو کیا ہم اسے فاسق کہیں؟ جواب سنئے اور
جواب کا جواب لا کر دیجئے۔ جس میں دم ہو۔ فرمایا ہرگز تم اُسے فاسق نہیں کہہ سکتے،
صلوات۔ پھر کہا امامؑ سے کہ مولا وہ فاسق ہے اور فاسق نہیں کہہ سکتے؟ کہا بھائی
تمہیں نے تو کہا ہے کہ ہمارا چاہنے والا ہے، کہا ہاں۔ کہا تو فاسق العمل ہوا فاسق
کہاں ہوا؟ فاسق وہ ہے جو فاسق العقیدہ بھی ہو اور فاسق العمل بھی ہو، صلوات"
سوائے امامؑ کے کون اسلام سمجھ سکتا ہے جو آلِ محمدؐ کے خلاف بات کرتا ہے، آلِ
محمدؐ کی مخالفت کرتا ہے وہ فاسق العقیدہ ہوتا ہے، اور فاسق العقیدہ چاہے
جتنا بھی عمل کرے سب فسق ہوگا، صلوات" امامؑ کا یہ قول بحار الانوار میں موجود
ہے، پھر جو منبروں پہ بیٹھ کے کہتے ہیں فاسق۔ تو ان کا فتویٰ چلے گا یا امامؑ کا
قول چلے گا، یہ ہے عقیدہ اور عمل کا فرق، تو اہلِ بیتؑ کی محبت داخلِ عقیدہ
ہے، عمل عمل ہے عقیدہ عقیدہ ہے، اب آپ دیکھیں جس کے لئے میں نے آپ
کو اتنی دیر زحمت دی امامؑ نے فرمایا کہ اگر تم نے اس کا گناہ دوسروں سے
بیان کیا اور اس نے توبہ کر لی اور وہ کرے گا توبہ مر ہی نہیں سکتا جب تک توبہ
نہ کر لے، اللہ اکبر یہ عظمت ہے اہلِ بیتؑ کے محبوں کی مسلمانو! تو اللہ نے
معاف کر دیئے اس کے گناہ اور وہ معافی مانگ کر چلا گیا دنیا سے اب جو تم نے
دوسروں سے بیان کیا تھا وہ ایسا ہے وہ ایسا ہے۔ تو اب جا کے دوسروں
سے بیان کرو کہ جب مرا تو ایسا نہیں تھا، جب مرا تو ایسا نہیں تھا اور اگر ایک
بھی آدمی چھوٹ گیا تو تمہارا گناہ رہ گیا، یعنی وہ چھوٹ گیا تم پھنس گئے"،
صلوات"، تو اب معلوم ہوا کہ نجات کا انحصار چونکہ اُن کی محبت پر ہے اس
لئے نبیؐ نے کہا کہ ہمارے اہلِ بیتؑ کی مثال سفینۂ نوحؑ کی ہے"، بس اب آجاؤ
تو نجات ہے، اور اگر چھوڑ دیا تو نجات ہرگز نہیں ہو سکتی"، بتا دیا امامؑ نے کہ

جو بھی ہمیں چاہے گا ہمارے حق کے لئے لڑے گا۔ تو اسے نجاتؔ ہے، تو انھوں نے کہا کہ آپ کے حق کو عباداتِ خدا پر ترجیح کیوں دی گئی؟ سبحان اللہ فرماتے ہیں کہ تم نے غور نہیں کیا، کسی بھی عبادت کی مسلمانوں نے مخالفت نہیں کی، اور اگر کی تو ہمارے حق کی۔ مسلمان اگر بھڑے تو ہمیں لوگوں کے حق سے ہمارا حق قبول نہیں کیا۔ ہمارا حق تسلیم نہیں کیا، اس لئے ہمارے حق کو دبا دیا گیا، چھپایا گیا نکالا گیا اس لئے اللہ نے سب سے بڑی عبادت ہمارے حق کے بیان کو قرار دیا، صلوات،، امام حسینؑ کی حدیث اسی سے ملحق ہے سن لیں آپ، امام حسینؑ اسی بحار الانوار میں فرماتے ہیں کہ دوستو! چاہنے والو! اس بات کو اپنے اوپر واجب بنا لو جاؤ گھر سے نکلو، ایک دوسرے سے ملو۔ اور جس سے ملو اُس سے ہمارا حق بیان کرو۔ اور بتاؤ مسلمانوں کو کہ ہمارا حق کیا ہے اسلام میں، فرماتے ہیں کہ اگر تم نے ہمارا حق مسلمانوں پہ ثابت کر دیا۔ کوئی مانے یا نہ مانے اس میں تمہارے لئے بحث نہیں ہے کیونکہ تمہاری نجاتؔ کے ہم ضامن ہیں. تو جس نے اسلام بچایا وہ ضامنِ نجاتؔ ہے تو اسلام میں شک کیا رہ جاتا ہے ان سے وابستگی ہزاروں راستے نجاتؔ کے کھول دیتی ہے، اور اِن سے دشمنی سوائے ایک راستے کے کوئی راستہ نہیں بتاتی، اور وہ راستہ سیدھا جہنّم جاتا ہے جسے حسینؑ سے محبّت ہو جائے اس کی رسُولؐ سے مُحبّت ہو گی، اور رسُولؐ سے محبت اللہ سے محبت ہے، اللہ رسُولؐ کے حبیبؐ ہیں آلِ محمدؐ جو آلِ محمدؐ کا مخالف ہو بس سمجھ لینا کہ وہ اللہ کا مخالِف ہے، اُس کے رسُولؐ کا مخالف ہے، اس سے پہلے عرض کر چکا ہوں جس نے اذان میں نام محمدؐ لیا جانا نہ پسند کیا، وہ آلِ محمدؐ کو کیا پسند کرے گا اور وہی نسلیں بڑھیں جس نے یزید کو پیدا کیا، اِدھر رسُولؐ کے حبیب حسینؑ تھے حسینؑ ہی کی شہادت نے تو ان لوگوں کی اسکیم کو مٹی ملا دیا، جن لوگوں نے اذان میں نام محمدؐ لیا جانا پسند کیا تھا حسینؑ کی شہادت نے یزید کی

خلافت کو مٹی میں ملا دیا۔ اب حسینؑ کے یہ نہ مخالف ہوں گے تو کون ہو گا، اور آپ کو جو اسلام مل گیا آپ نہ طرفداری کریں گے تو کون کرے گا،، جیسے نجات" مل رہی وہ عزا کی طرف داری کیوں نہ کرے گا،، وہ ماتم کیوں نہ کرے گا، وہ زنجیر کیوں نہ چلائے گا وہ قمع کیوں نہ لگائے گا حسینؑ ہر عزادار کی نجات" کے ضامن ہیں، ایسے بہت سے واقعات ہیں جہاں حسینؑ نے نجات کی ضمانت لی، حسینؑ عزاداروں کو "نجات" دلانے قبر میں بھی آئے ہیں، واقعات بہت سے ملتے ہیں اور آکے کہا فرشتو! یہ ہمارا ہے، بس اتنا حسینؑ کا کہنا کافی ہوتا ہے کہ یہ ہمارا ہے، بس اس کے لئے قانون الٰہی بدل جاتا ہے، یہ حسینؑ کا ہے، الگ لے جاؤ اسپیشل کیٹگری ہے، اور حسینؑ کس لئے آتے ہیں جو عزادار ہیں،، جو غم حسینؑ میں روتے ہیں، جو فرش عزا بچھاتے ہیں، حسینؑ کے ذریعے جتنی بخششیں ہوں گی کسی کے ذریعے نہیں ہوں گی،، کیوں کہ سب نے اپنا حق نجات حسینؑ کو دیدیا ہے، مجمع البحرین کی روایت ہے کہ جب یہ واقعہ ہوا ہے، اور دکھیاری ماں نے سُنا کہ میرا حسینؑ بھوکا پیاسا شہید کیا جائے گا، تو فاطمہؑ نے کہا بابا، جب میں نہ رہوں گی، آپ نہ ہوں گے، حسنؑ نہ ہوں گے، ابوالحسنؑ نہ ہوں گے تو حسینؑ پر روئے گا کون ؟۔ تو کیا کہا خدا کے رسولؐ نے ایک گروہ خلق کروں گا جو نسلاً بعد نسلاً حسینؑ پر روئے گا تو حسینؑ کھڑے ہو گئے ننھے ننھے ہاتھوں کو جوڑ کر، نانا،، خدا کا کیا وعدہ ہے ؟ کہا گروہ پیدا کروں گا جو تم پر روئے گی تمہاری عزادار ہو گی، تمہارا ماتم کرے گی تو، کہا نانا بتائیے آپ ان کے ساتھ سلوک کیا کریں گے ؟ تو رسول اللہؐ کی یہ لفظیں ہیں مجمع البحرین میں کہ حسینؑ! مجھ سے پوچھتے ہو۔ زیادہ حق شفاعت میں تمہارے رونے والوں کے لئے وقف کرتا ہوں،، آگے بڑھے کہا بابا! آپ! کہا مجھ سے پوچھتے ہو! قیامت بیٹیا قیامت کی پیاس ہو گی اور میں ساقیٔ کوثر ہوں، اے میرے لال تمہارے ایک بھی رونے والوں کو

پیاسا نہ رہنے دونگا۔ جی چاہتا ہے کہ ہاتھ جوڑ کر کہوں کہ آقا! کیا کہا! پہلے ہمیں نہیں
کربلا کے پیاسوں کو سیراب کیجئے! آگے بڑھے کہا بھیا حسنؑ آپ۔ کھڑے ہوگئے
امام حسنؑ، کہا حسینؑ مجھ سے پوچھتے ہو جتنا حق شفاعت اللہ نے مجھے دیا ہے سب
تیرے رونے والوں کے لئے خرچ کروں گا۔ بس پڑھ چکا میں مجلس۔ عزادارو!
حسینؑ ہاتھ جوڑ کر ماں کے سامنے کھڑے ہوگئے کہا اماں جان آپ! کہا میرے
لال ارے تم مجھ سے پوچھتے ہو۔ قیامت کے دن میں سر کے بال کھولے کھڑی
رہوں گی اور اللہ سے کہوں گی، کہ جب تک حسینؑ کا ایک اِک عزادار نہ جائیگا
معبود! فاطمہؑ جنت میں قدم نہ رکھے گی۔ میں عرض کروں گا بی بی آپ کو سر کے
بال کھولنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ جناب زینبؑ و ام کلثومؑ کربلا سے کوفے
اور کوفے سے شام برہنہ سر بالوں سے منھ کو چھپاتے ہوئے گئیں یہ اُمت کی
"نجات کے لئے کافی ہے اور سب کو نجات جناب زینبؑ و امِ کلثومؑ دلادیں گی،،

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ وَھَوٰی

برادران ملت! اس عشرۂ مجالس میں جس کی آج آٹھویں مجلس ہے "نجات" کے موضوع پر گفتگو جاری ہے، کل گفتگو یہاں تک پہونچی تھی کہ حکم پیغمبرؐ کے بعد ہر مسلمان کو یہ سوچ لینا چاہیئے کہ وہ کچھ بھی کرے لیکن جب تک کشتی میں نہیں آجاتا جب تک دامن آل محمدؐ سے وابستہ نہیں ہوگا "نجات" کا سوال ہی نہیں ہے، اور کوئی "نجات" ملنے کی امید نہیں ہے، اس ذیل میں میں نے مختلف زاویوں سے تمام مسلمانوں کے سامنے، ویسے میں اس گفتگو کو خالی انھیں لوگوں کے لئے محدود رکھتا جو اہل بیتؑ سے محبت رکھتے ہیں، اہل بیتؑ پر ایمان رکھتے ہیں، اس لئے میں نے کوشش کی کہ آپ کے سامنے کسی فرقے میں محدود ہو کے نہیں بلکہ تمام عالم اسلام سے یہ گذارش کروں، اور ان کے سامنے اس مسئلے کو پیش کروں کہ بھائی یہ مسئلہ فرقہ واریت کا نہیں ہے بلکہ خود ہماری اور آپ کی نجات کا مسئلہ ہے، اور جب اپنے فائدے کی بات ہوتی ہے تو تعصب بیچ میں نہیں ہوتا، تعصب ہمیشہ دوسرے کے فائدے کے معاملے میں ہوتا ہے، اس کی مثال آپ کے سامنے پیش کروں اگر آپ کی ذات سے کسی کو کوئی فائدہ پہونچ رہا ہے، یعنی آپ کو سیمنٹ خریدنی ہے لوہا خریدنا ہے پتھر خریدنا ہے تو آپ اس کا پیمنٹ کریں گے، پیسہ دیں گے تو اب آپ سوچتے ہیں اس کو پرافٹ ہوگا نفع ہوگا، اس میں آپ کو تعصب نہ ہوگا کہ ہم غیر قوم سے کیوں خریدیں؟ یہ چار پیسے جو ہمارے جارہے ہیں کسی اپنے والے کے پاس جائیں، اسی کو فائدہ پہونچے یہ ہے تعصب

کی منزل کہ پیسہ دینا ہوا تو اس کا فائدہ نظر آیا، اس کے برعکس ہم کچھ چیزیں خریدنے کے لئے کسی اپنے والے کے پاس جائیں اور کسی دوسرے مذہب والے کے یہاں ڈو روپئے سستی مل رہی ہے، تو آپ اپنے والے کو چھوڑ دیا کہ ہم کو دو ہی روپئے سہی، فائدہ تو ہو، یہ ہے تعصب کی منزل۔ اسی طریقے سے آپ کو کسی نے رقم دی کہ اس کو غربا میں تقسیم کر دیجئے گا، غریبوں میں بانٹ دیجئے گا، اس نے کوئی مذہب کی قید نہیں لگائی۔ تو اپنے ہی قوم کے غریبوں میں بانٹیں، کسی غیر قوم میں کیوں جائے، اس کو تعصّب کہتے ہیں، لیکن جب انسان کے کوئی اپنے ذاتی فائدے کی بات آتی ہے تو تعصّب بھول کے بھی نہیں آتا، تو تعصّب وہاں ہوتا ہے جہاں دوسروں کے فائدے کی بات ہوتی ہے، آپ علاج کے لئے نکلے تھے آپ کو کوئی تعصّب ہوتا ہے؟ کوئی تعصّب برتتا ہے؟ کہ اپنے ہی قوم کے ڈاکٹر کو دکھائیں گے، پوچھتا ہے، بھئی اس مرض کا بہتر ڈاکٹر کون ہے؟ اپنا فائدہ ہے نا؟ اب کوئی مذہب نہیں دیکھے گا، اب کوئی تعصّب نہیں دیکھے گا، تو اگر ہم باتیں اپنے فائدے کی کر رہے ہیں تو تعصّب میں آپ ہم کو نہ سنئے۔ اپنے والوں کی سنئیے، مگر اگر آپ کی "نجات" کی بات ہے تو میں آپ کے مذہب کا بھی نہ سہی فائدہ ہے تو تعصّب کو دور رکھ کر آؤ، میں جو پڑھ رہا ہوں وہ آپ کی "نجات" کے بارے میں گفتگو نہیں کر رہا ہوں تو کہئے کہ فائدے کی بات نہیں ہے، میں تو بتا رہا ہوں کہ مسلمانوں کی "نجات" کیسے ہوگی، اور میں "نجات" کے نسخے خود تو لکھ نہیں رہا ہوں، بلکہ جو گفتگو میں کر رہا ہوں وہ قولِ پیغمبر سے ہو رہی ہے، جیسے ہم نے آپ سے کہا کیا بات؟ کہا نزلہ ہو گیا ہے جوشاندہ پی لیجئے، ارے کیا آپ ڈاکٹر ہیں کہ فوراً کہہ دیا جوشاندہ پی لیجئے، ہم نے تو آپ سے کہا تھا کیا کریں؟ انھوں نے کہا! آپ تو بگڑ گئے، عجب آدمی ہیں آپ، ارے بھائی ایک دوا ہم کو معلوم تھی وہ ہم نے آپ کو بتا دی۔ جوشاندہ ہم نے تھوڑا ہی بنایا، اور نہ ہماری دکان ہے جوشاندہ

بیچنے کی، ہم نے تو انتہائی ہمدردی میں آپ کو بتا دیا۔ تو ویسے ہی سمجھ لیجئے کوئی مسلمان ہوا نہیں مگر "نجات" چاہنے کے لئے، ہم نے تو دوا بتا دی وہ بھی ہمارے گھر کی بنی نہیں ہے بلکہ رسول اللہ کا نسخہ ہے، تو اگر ہم مسلمان کو بتائے دیتے ہیں تو یہ تعصب کی بات ہے۔ صلوات۔ لوگ کہتے ہیں ان کی مجلس میں نہ جاؤ شیعہ متعصب ہوتے ہیں۔ تو اگر ہم بند جگہ پر مجلس کرتے اور لاؤڈ اسپیکر نہ لگاتے۔ اور مجلس پڑھنے سے پہلے پوچھ لیتے کہ بھائی دیکھ لو کوئی غیر شیعہ تو نہیں ہے؟ کیونکہ آج میں "نجات" کا طریقہ بتانے والا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ سن لے اور "نجات" پا جائے، تو یہ تعصب کی بات ہوتی، تو جب ہم لاؤڈ اسپیکر لگا کے مرض کی دوا بتا رہے ہیں، اور دوا بھی اپنے کارخانے کی نہیں ہے رسول اللہ نے بتائی ہے، تو آپ کو معلوم ہے تعصب کسے کہتے ہیں، جب مختلف دکانیں کھل جاتی ہیں تو اس وقت ان کو ہول ہوتا ہے کہ کہیں اصلی دوا مل گئی تو ہم کو کون پوچھے گا۔ یعنی جب رسول اللہ کی بات معلوم ہوگئی تو علماء کی کون سنے گا۔ صلوات۔ یہ حدیث جو میں روز پڑھ رہا ہوں، رسول اللہ کی حدیث ہے انھوں نے فرمایا کہ میرے اہل بیت کی مثال سفینۂ نوح جیسی ہے جس طرح طوفان میں کشتیٔ نوح چل رہی تھی اسی طرح سے میرے اہل بیت ہیں جو کشتی میں آگیا وہ بچ گیا، جو کشتی سے وابستہ ہوگیا وہ بچ گیا۔ یہ رسول اللہ کی لفظیں ہیں، جس کو رسول سے سن کر تم نے اللہ کو ایک مانا، قرآن کو قرآن مانا، نماز کو نماز مانا روزہ کو روزہ مانا، انھوں نے کہا کہ "نجات" کا ایک ہی راستہ ہے۔ ایک ہی ذریعہ ہے کہ اہل بیت سے وابستہ ہو جاؤ، اگر "نجات" کے کئی راستے ہوتے یا "نجات" کی کئی کشتیاں ہوتیں تو نبی ان کا بھی پتہ دیتے؟ نبی نے تو صرف ایک ہی کشتی کا پتہ دیا ہے۔ اور کہا اس میں بیٹھ جاؤ۔ اور بیٹھ کر نکل جاؤ سیلاب سے چلے جاؤ "نجات" کے ساحل پر، ہر مسلمان کو اپنی "نجات" کی فکر کرنا ہے، کیسے "نجات" ہوگی صاحب؟ سمجھ میں نہیں آتا، جو کہہ رہے ہیں کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہم یہ کہتے ہیں اللہ ہی اس کی

خیر کرے جس کی سمجھ میں نہیں آتا، جو رسولؐ کا کہنا نہ سمجھ سکے وہ پھر کس کا سمجھے گا،" صلوات "، کان کھول کر سنو مسلمانوں "نجات" بغیر آلِ محمدؐ کی وابستگی کے نہیں ہے، اور جو یہ کہتے ہیں، کیا ہیں آلِ محمدؐ؟ آلِ محمدؐ کا ذریعہ کیا ہے؟ آلِ محمدؐ کا وسیلہ کیا ہے؟ بس اللہ کو مانو، نماز پڑھو، روزہ رکھو، حج کرو، زکوٰۃ دو، نیکیاں کرو بس اسلام یہ ہے، انشاء اللہ تمہاری "نجات" ہے، چلئے مان لیا کلمہ پڑھ کے "نجات" ہے کون کہتا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہہ کے "نجات" نہیں ہے؟ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلَ اللّٰه کہہ کے "نجات" نہیں ہے؟، سب میں "نجات" ہے۔ نماز پڑھ کے "نجات" ہے، روزہ رکھ کے "نجات" ہے، حج کر کے "نجات" ہے، دینِ اسلام میں عقیدہ رکھنے اور عمل کرنے میں "نجات" ہے۔۔ ہے؟ ٹھیک ہے "نجات" ہے؟ ہاں "نجات" ہے، اب اتنا بتادو کہ تم کو معلوم کہاں سے ہوا کہ اللہ ایک ہے؟ اور اس میں "نجات" ہے، یہ تم کو کس نے سمجھایا؟ رسولؐ اللہ نے، اچھا جب رسولؐ اللہ کہتے تھے تو تمہاری سمجھ میں آتا تھا؟ اگر تم خدا کی وحدانیت میں "نجات" سمجھتے تو تین سو ساٹھ بت کعبے میں کیوں رکھے ہوئے تھے؟ اور تین سو ساٹھ بتوں کی پرستش نہ کر رہے ہوتے اور اگر جہالت میں کر رہے تھے تو جس دن قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہا تھا رسولؐ نے اسی دن کلمہ پڑھ لیتے۔ اگر اپنی نجات سمجھتے: بچوں کو نہ لگایا ہوتا کہ پتھر پھینکو، خاک پھینکو، ڈھول اڑاؤ، دف بجاؤ، اور حضور اگر سب یونہی ڈھول اڑاتے رہتے، خاک پھینکتے رہتے دف بجاتے رہتے اور رسولؐ کو کلمہ پڑھوانے نہ دیتے تو ہوتی نجات تمہاری؟ تمہارے باپ مسلمان نہ ہوئے ہوتے تو تم کہاں سے مسلمان ہوتے ہو؟، "صلوات"، کلمہ پڑھوانے کی فرصت کس نے دلائی تھی؟ کون تھا جو پتھر پھینکنے والوں کو اٹھا اٹھا کے بیخ رہا تھا؟ کون تھا؟ وہ تو حضرت علی کرم اللہ وجہٗ تھے، تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی آواز جو بلند ہوتی رہی وہ رسولؐ کے دفاع کی وجہ سے، اگر علیؑ گھر بیٹھ رہ جاتے تو تم اسی طرح سے پوجا پاٹ کرتے

رہ جاتے کہاں سے نجات ہوتی ؟ ایک جائزہ پیش کر رہا ہوں تاریخی، حضور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰہ، اس کلمہ میں نجات ہے کہ نہیں ؟ تو آپ اگر رسولؐ اللہ کو اللہ کا آخری رسول سمجھے تو کس نے سمجھایا؟ سب سے پہلے کس نے کہا؟ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰہ، دس برس کا بچہ تھا جس کا نام علیؑ تھا، صلوات" اور سب سوچتے رہ گئے کہ نجات حاصل کریں کہ نہیں ؟ اگر تم اس کے قائل ہو کہ رسول اللہ کی رسالت کے اقرار میں نجات ہے تو یہ کلمہ بتایا کس نے ؟ علیؑ نے، کلمہ پڑھانے والا علیؑ ہے، اور اسی منزل میں پیغمبرؐ نے اٹھ کے یہ کہا۔ یا علیؑ آج سے تم ہی میرے بھائی ہو۔ تم ہی میرے جانشین ہو، تم ہی میرے خلیفہ ہو،" آپ میری باتیں سن کے یقین ہرگز نہ کیجئے گا کہ طاہر جرولی کہہ رہا ہے، نہ میں کوئی عالم ہوں نہ مولوی ہوں، آپ مولویوں سے پوچھئے کہ تاریخ اسلام میں ذوالعشیرہ میں نبیؐ نے کیا کہا تھا؟ پہلے دن، نبی نے یہ کہا تھا یا نہیں کہا تھا؟ وہ کہیں گے کہا تھا، مگر سمجھو اس کے معنی یہ نہیں ہیں، معنی و مطلب نہ پوچھئے گا، جب وہ کہیں کہ ہاں کہا تھا، تو یہ پوچھئے کہ نبی نے کیوں کہا کہ آج سے صرف تم میرے بھائی ہو ؟ تو نبی جواب دیں گے کہ جب میں صرف محمدؐ ابن عبداللہ تھا تو سب سے رشتہ داریاں تھیں لیکن جب نبی نے نبوّت کا اعلان کیا سارے رشتے پھاڑ کے پھینک دیئے، کہا آج سے بس تمہیں میرے بھائی ہو،" صلواۃ"، میں پوچھنا چاہتا ہوں عالم اسلام کے سبھی فرقوں کے علماء سے کہ اگر اسلام سنّتِ رسولؐ کا نام ہے تو اگر بعد کے معاملے سمجھ میں نہیں آئے، تو ہم پہلے ہی دن معاملہ طے کر لیں گے، یہاں تو روایتوں کے جھگڑے بھی نہیں ہیں بعد میں رسول اللہؐ کی سیرت میں اختلاف ہے سنّت میں اختلاف، روایتوں میں اختلاف، ایک صحابی کچھ کہتا، تو ایک صحابی کچھ کہتا ہے ایک زوجہ کچھ کہتی ہے تو ایک زوجہ کچھ کہتی ہے، ایک عالم کچھ لکھتا ہے ایک عالم کچھ لکھتا ہے، سب الگ الگ لکھ رہے ہیں، تو ذوالعشیرہ کو سب نے

ایک ہی کیوں لکھا؟ یعنی پہلے دن جب رسولؐ اللہ نے اسلام شروع کیا، یہی تو سمجھاتے ہیں کہ اسلام میں نجات ہے، یہ اہلِ بیت وَیت کیا ہیں؟ یہ کشتی وشتی کیا ہے؟ نجات تو بس اسلام سے ہے مسلمانوں، تو اسلام بھی تو بتاؤ کیا ہے؟ اسلام کیا ہے؟ رسول اللہ نے جو اسلام پیش کیا پہلے دِن وہ کیا تھا؟ بعد کی بات نہیں کرونگا، کیوں؟ اس لئے کہ بعد میں تم سب مسلمان ہو گئے تھے، اور دعوتِ ذوالعشیرہ میں کسی نے کلمہ نہ پڑھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کافر رہے سچ بولتے رہے اور جب کلمہ پڑھا جھوٹ بولنا شروع کر دیا، صلوات، دعوت کی رسول اللہؐ نے اللہ کے حکم سے میرے حبیبؐ آپ اپنے قرابت داروں کو جمع کیجئے۔ رسول اللہ نے جمع کیا، گوشت اور چاول کھلایا۔ اللہ کے کہنے سے کھلایا، آج جو علماء فتوے دیتے ہیں کہ جو کھانا کسی کی طرف منسوب ہو جائے بدعت ہے۔ اگر حسینؑ کے نام پر کھچڑا بٹے مت کھانا، رسول اللہ کے نام پر میلاد میں لڈو بٹے مت لینا۔ منسوب ہو گیا اس لئے مت لینا۔ اللہ رزاق ہے اللہ کا دیا کھاؤ میاں۔ کسی کی طرف منسوب ہو کے کیوں کھاتے ہو؟ حرام ہے، اور یہ کہنا کب سے شروع کرتے ہیں، جب سعودی عرب میں شاہ فہد کا کھا کے آتے ہیں، صلوات۔ شاہی محل میں دعوت کھائیں گے تو وہ سُنّتِ رسولؐ ہو گی، اور رسولؐ اللہ کے نام پر کچھ بٹ جائے تو بدعت ہے یہ کہاں سے نکلا طریقہ؟ اَماں اسلام سے پہلے نکلا، اللہ نے کہا پہلے نہ کہنا کہ ایکؐ ل، پہلے یہ کہنا کہ تم میرے رسولؐ ہو، کچھ نہ کہنا، پہلے کھلانا، اور کھلا لینا تب میرا ذکر کرنا تاکہ پہلے ہی دن سے اسلام والے ہو جائیں، تو رسولؐ اللہ نے کھلا کے اسلام پیش کیا، ہم سُنا کے کھلاتے ہیں اس لئے کہ چوٹ کھائے ہوئے ہیں، "صلوات" لوگ کھا کے چلے گئے اور ڈکار بھی نہیں لی۔ اب ذرا غور فرمائیے دعوت میں جب لوگوں کو بلایا تھا۔ اور ان کی نظریں کھانے پر پڑیں، بس اتنا سا؟ اتنے آدمی بلائے ہیں اُنھوں نے، اور اتنا تھوڑا سا کھانا، یہ بھی عجیب وغریب بات ہے کہ رسول اللہؐ

نے تھوڑے سے کھانے میں سب کو کھلایا، حالانکہ کوئی مشکل بات نہیں تھی، جتنے بھی کھانے والے تھے سب اقربا ہی تھے۔ سب کی خوراک معلوم تھی، اسی حساب سے انتظام کرتے، نہیں جان کے تھوڑا رکھا اور کہا کھاؤ اسلام بعد میں آئیگا اسلام کے نام پر جو کھانا ہے پہلے اس کی برکت دیکھ لو، یہ چیز پہلے ہی ثابت کر دی کہ جو دین کے نام پہ کھانا ہوگا اس میں برکت ہوگی، اور سب نے پیٹ بھر کے کھایا۔ کھالیا اور بچ بھی گیا۔ اور بتا دیا کہاں تک کھاؤ گے، کتنے بڑے بڑے پیٹ لیکے اسلام میں آؤ گے تم، جتنا بھی کھاؤ گے ہمارا حق بچا رہے گا،، صلوات ۔ حق حق ہے حق کو نہیں کھا پاؤ گے۔ تمام تاریخیں ہیں، کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کوئی جھگڑا نہیں ہے سب لکھتے ہیں، کہ ہاں پیغمبر نے فرمایا کہ اگر میں کچھ کہوں تو یقین کرو گے، کہا کیوں نہیں کریں گے، کہا واہ دیکھا نہیں اور یقین کرو گے؟ کہا چونکہ آپ صادق ہیں سچے ہیں، کبھی آپ نے جھوٹ بولا ہی نہیں اس لئے یقین کریں گے یہ پہلے کہلوا لیا کہ صادق مانتے ہو کہ نہیں؟ یارسول اللہ جب سب آپ کو صادق اور امین کہہ رہے تھے تو یہ کنفرم کرانے کی کیا ضرورت تھی؟ پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟ کہا تمہیں کیا پتہ ہے جب تک کافر ہیں سچا کہیں گے، اور جب یہ مسلمان ہو جائیں گے تو بھی میری سیرت کو جھوٹ ہی بدل بدل دیں گے، کہا نہیں نہیں آپ سچے ہیں مانتے لیتا ہوں کہا لشکر آرہا ہے، ہاں جب کافر تھے تو مان لیتے تھے لشکر آرہا ہے بغیر دیکھے اور جب مسلمان ہو گئے، نبی کہتے ہیں اہل بیت کشتئ نوح ہیں، کیسے ہیں؟ اس دن کیوں نہ کہا کیسے آرہا ہے؟ صلوات ۔ دیکھے بغیر مان لیں، مانیں گے، کیوں مانو گے کہا آپ کو کبھی جھوٹ بولتے نہ دیکھا، آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، آپ سچے ہیں، تب انہیں نے کہا اگر سچا مانتے ہو تو سنو، اللہ ایک ہے وہ وحدہٗ لا شریک ہے اور تم اس پر ایمان لاؤ، مجھ کو اس نے تمہارے پاس پیغمبر بنا کے بھیجا ہے کہ میں اللہ کا دین تم لوگوں تک پہونچاؤں ان بتوں کی پرستش چھوڑ دو، یہ

نہ نفع پہونچا سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں نہ خود سے چل سکتے ہیں نہ کوئی مسئلہ حل کر سکتے ہیں، اس لئے کہ تمہارے بنائے ہوئے ہیں۔ تو سوچنے لگے، نبی نے کہا ابھی تو کہہ رہے تھے مانیں گے، کہا بھی کہا تو تھا مگر یہ تھوڑی پتہ تھا کہ یہ کہیں گے۔ سب نے اقرار کیا تھا کہ مانیں گے، آپ کہیں گے لشکر آرہا ہے تو اسے مانیں گے اور جب کہا کہ اللہ ایک ہے تو سوچنے لگے۔ تو سوچنے کی بات تھی یہ؟ کوئی نبی تھا ان کے پاس جس نے انھیں کچھ اور بتایا تھا؟ یا کہ کوئی کتاب تھی ان کے پاس، نہ کتاب تھی نہ نبی تھا۔ تو سوچنا کیا تھا؟ کہا وہ جو تین سو ساٹھ رکھے ہیں کعبے میں، ان کا کیا ہوگا؟ نہیں توجہ فرمائی آپ نے۔ اللہ کے ایک ہونے میں شک نہیں تھا۔ لیکن تین سو ساٹھ کو جو مان چکے تھے ان کی فکر تھی، وہی عالم آج مسلمان کا ہے ان کو اپنی نجات کی فکر ہے۔ مگر جن کو مان چکا ہے ان کو چھوڑنے میں بڑی زحمت ہے۔ "صلوات" ذہن میں اگر پہلے سے کوئی بات نہ ہو تو سمجھنا آسان ہے۔ اور اگر ذہن میں پہلے سے کوئی بات بیٹھی ہو تو سمجھنا مشکل ہے، ہے کہ نہیں؟ تو سوچنے لگے، سوچ کیوں رہے تھے؟ کہہ دیتے کہ نہیں مانیں گے، اللہ ایک نہیں ہے، اور آج سے سچا بھی نہیں کہیں گے آپ کو، ابھی نہیں کہیں گے، کچھ نہیں بولے چپ ہو گئے، سوچا کہ خاموشی ہی میں ٹال لے جاؤ، یہ کریں گے کیا؟ ہم تین سو ساٹھ کو مانتے ہیں، یہ ایک کہتے رہیں گے تو ان کے کہنے سے تین سو ساٹھ ایک تھوڑی ہو جائیں گے۔ لہٰذا پالیسی یہ بنائی تھی کہ کوئی نہ بولے، سمجھے تھے کہ جب ہم بزرگ نہ بولیں گے، تو کوئی بچہ کیا اٹھے گا؟ مگر جب انھوں نے دیکھا کہ ایک دس برس کا بچہ اُٹھا اور اس نے اُٹھ کے کہا، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ تو ابھی تک تو سب نبی کو دیکھ رہے تھے، اب اس کو دیکھنے لگے، اس کو دیکھو ہم بڑے بڑے سوچ رہے ہیں اور یہ بچہ کھڑا ہو گیا اور کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں، سب دیکھنے لگے، جس دن سے نبی نظر پہ چڑھے، اسی دن سے علیؑ بھی نظر پہ چڑھے تسلسل ہے۔" کانٹی نیوٹی "۔ توجہ رکھئے گا،

جو ابھی تک نبی کو گھور رہے تھے، وہ اِدھر گھورنے لگے، آپ گواہی دیتے ہیں اللہ ایک ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں ؟ تم نے گواہی دی ؟ مگر کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ بچے کو ڈانٹ سکے کہ بیٹھ جاؤ ابھی تم بچے ہو، بڑوں کے بیچ میں نہیں بولا جاتا ہم تو ابھی سوچ رہے ہیں، تم کیسے کھڑے ہو گئے، یہ میں نے دلیل پیش کی ہے تو جس دن نبی کو پہچانا عرب نے اسی دن علیؑ کو پہچانا تھا۔ اور نبی کو ان کے مجمع سے اُس دن علیؑ نے نجات دلائی تھی، ،صلوات، ،جس کلمہ سے جس اسلام سے تمہارا کہنا ہے کہ نجات ملے گی، کہاں ہوتا یہ کلمہ اگر علیؑ نہ اُٹھ کے کہتے، اگر علیؑ نہ گواہی دیتے تو ساری کریڈٹ علیؑ نے لے لی تم جو کلمہ پڑھنے کو نجات سمجھتے ہو تو تم کو کلمہ سکھایا کس نے ؟ کہا علیؑ نے تو ٹھیک ہے، کہا علیؑ نے کہ کشتی پہ آجاؤ تو نجات ملے گی، اور کشتی چھوڑ دو گے تو نجات نہیں ملے گی، تو حضور گفتگو کا رُخ ملاحظہ فرمائیں کہ اسی دن کہا نبی نے کہا کہ یا علیؑ آج سے تم میرے بھائی ہو، میرے جانشین ہو، میرے خلیفہ ہو، سب لفظیں رسول اللہ کی ہیں، اور سب اسی دن نبیؐ نے استعمال کر دیں، تو اسلام اگر ذریعۂ نجات ہے تو بعد کے جھگڑے والا اسلام نہیں پوچھ رہا ہوں، پہلے دن کا اسلام بتاؤ ؟ پہلے دن کے اسلام میں تین اقرار ہیں، اللہ ایک ہے حضور اس کے رسولؐ ہیں اور علیؑ ہیں ان کے بھائی ہیں جانشین ہیں، خلیفہ ہیں، یہ پہلے دن کہہ دیا، رسول اللہؐ نے اور کسی بات پر کسی لفظ پر مسلمانوں نے کمنٹ نہیں کیا، اس کے لئے زحمت دی آپ کو : نہ کسی نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پہ کوئی کمنٹ کیا نہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه پہ کسی نے کچھ کہا کیونکہ یہ دو باتیں علیؑ نے کہی تھیں، جب مجمع نکلا تو ابو طالب سے کہا، ابو طالب ! دیکھا نہیں تم نے ؟ کیا کہا ؟ کہا تمہارے بیٹے نے تمہارے بھتیجے کو تم پر امیر بنا دیا۔ غور فرمائیے، تو ہو سکتا ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه نہ سُن پائے ہوں، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه نہ سن پائے ہوں، علیؑ کی بات نہ سن پائے ہوں، مگر نبی

کی بات تو سب نے سنی تھی، اور سن کے کہہ دیا تھا کہ دیکھا ابوطالبؑ! اسی دن بتا دیا کہ دیکھو ایک اسٹیج آئے گا۔ جب اللہ کو تو ایک مان لیں گے اور ان کو بھی نبی مان لیں گے، لیکن یہ بات ہمارے حلق سے نہیں اترے گی اور طعنہ کس کو دیا؟ باپ کو دیا، اور کہا تم پر امیر بنا دیا۔ ہم پر کیوں نہ کہا؟ تم پر کہا۔ کیا سارے مجمع میں ایک ہی مسلمان تھا۔ صلوات، اور وہ بھی علیؑ کا باپ تھا۔ یہاں سے آغازِ اسلام ہوتا ہے، یہاں سے اسلام کی ابتدا ہوتی ہے، پھر کچھ سوچا، کچھ سمجھا، کچھ غور کیا اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ، پھر رسولؐ اللہ نے ایک بات کہی۔ مَنْ قَالَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَدَخَلَ جَنَّةً، جس نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ وہ جنّت میں داخل ہوا۔ بڑا اسہل نسخہ، کہو اور پاس لیکر جاؤ جنّت میں، ابھی کچھ ہی دن کہا تھا کہ حکم آنے لگا آسمان سے، شراب بند کرو، جوا بند کرو، لوٹ مار بند کرو دوسروں کا حق چھینا بند کرو۔ ہائیں؟ اسلام؟ ہم تو یہ سمجھے تھے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ فَدَخَلَ جَنَّةً۔ حضور! وہ جنّت کا پروانہ نہیں تھا وہ کانٹا تھا۔ جس کو نگل کے مچھلی پھنسی، اللہ نے کہا اب انھیں تھوڑی سی ڈھیل دے دو یہ جب تھوڑا سا چلیں اور تھکیں تب کھینچنا غدیر میں۔ صلوات" اب آیا حکم نماز پڑھو: اچھا! نماز بھی پڑھیں؟ ہاں روزے رکھو! روزہ کتنے دنوں؟ کہا ایک مہینے۔ ایک مہینے؟ وہ بھی عرب کی گرمی میں؟ ہاں رکھو! زکوٰۃ بھی دو، ہائیں مال بھی دینا پڑے گا؟ اب تو پھنسے، اوٹ رہے ہیں اندر اندر، قضیہ پیش کر رہا ہوں کہاں پھنس گئے چھوڑ دو، کہا چھوڑ کے جائیں گے کہاں، انھوں نے تو ان کو بھی نہ چھوڑا کعبے میں، اپنے ہاتھوں سے بنا کے رکھا تھا، اور فتح مکہ میں جا کے ان کو بھی نکلوا دیئے، کہا تو تھا ہم سے کہ نکالو، ہٹاؤ، ہم نے بہانہ کر لیا کہ بہت دن پوجا ہے ہم سے نہ کہئے۔ اچھا نہیں کہیں گے، علیؑ چلو! کعبے کو بتوں سے نجات دلانی ہے، میں پوچھ رہا ہوں کہ اگر تین سو ساٹھ نہ ہٹائے ہوتے تو تمہاری حکومت

کیسے بنتی؟ یہ لاکھوں روپئے تم وصول کیسے کرتے؟ ارے دعائیں دو علیؑ کو جو کعبہ میں پیدا ہوگیا اور کعبہ کعبہ ہوگیا، صلوات۔ اگر چھوڑا تو اب جائیں گے کہاں، چلو صاحب نمازیں بھی پڑھیں گے، روزے بھی رکھیں گے، اس کے بعد کہا چلو! بائیں؟ کہاں چلیں کہا جہاد میں، اقوہ مرگئے، یہ جہاد کیا ہے انھوں نے کہا جہاد یعنی اللہ کی راہ میں جان دو۔ اللہ کی راہ میں جان دیں، کہا ہمیشہ تو قتل کرنے کی عادت تھی مار دو کاٹ دو! انصاف سے بتاؤ مسلمانوں! ہندوستانی مسلمانو! میں تم سے پوچھ رہا ہوں، جن کی زندگی دوسروں کا مال لوٹنے میں ہی گذری ہو، دوسروں کی جان لینے میں گذری ہو، اور ان کو اپنی جان دینی پڑرہی ہو۔ اپنا مال خرچ کرنا پڑے، تو کتنا الٹا مذہب ہے؟ حضور جو دین جو اختیار کرتا ہے وہ اس کے دل ودماغ میں سرایت کرجاتا ہے۔ نجات کس میں ملے گی؟ اپنا مال باٹنے والے اسلام میں؟ نجات اپنی جان دینے والے اسلام میں ہے، کربلا کے میدان میں بتادیا رسول کے نواسے نے کہ نجات اس اسلام میں نہیں ہے جو دوسروں کا مال لوٹنا سکھائے، نجات اُس اسلام میں ہے۔ جس میں اپنی جان دی جائے، اور اپنا بھرا گھر لٹایا جائے، آج جو لوگ عزاداری کی مخالفت کررہے ہیں، وہ دوسروں کا مال لوٹتے ہیں انھیں خرچ نہیں کرنا ہے، تبھی تو آپ کو خرچ نہیں کردیتے، اس لئے جب آپ کہتے ہیں کہ اتنا خرچ کیا اتنا صرف کیا، تو کہتے ہیں بدعت ہے، بھائی یہ آپ کا نہیں بچا رہے ہیں اپنا بچا رہے ہیں، صلوات، حسینؑ نے کربلا میں کہا۔ اسلام یہ ہے، ہمت ہو تو آؤ۔ نجات چاہیئے ہو تو آؤ۔ اس اسلام کے لیبل پر نجات نہیں ملے گی، جس میں دوسروں کا مال غصب کیا تم نے اس میں شرم وحیا اتنی مٹ جائے گی کہ کہوگے اللہ والے ہیں اور بیعت کروگے یزید کے ہاتھ پر، اور یہاں بہتّر ہیں جو کشتی ہی ہیں، دیکھیں ... نے چراغ گل کر دیا اور جب چراغ جلایا تو

کوئی اپنی جگہ سے ہٹا تک نہیں، میں نے پوچھا تم کیوں نہیں گئے؟ تو میری
بات نہ سنو میرے اصحاب کی تقریریں سنو! کھڑے ہو گئے زہیر کھڑے ہو گئے
حبیب کھڑے ہو گئے مسلم، فرزندِ رسولؐ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہم کیسے آپ کا
ساتھ چھوڑ دیں، سنو مسلمانوں انصارانِ حسینؑ نے کہا فرزندِ رسول ستر مرتبہ مارے
جائیں، اور ہمارے لاشے جلا دیئے جائیں اور خاک ہوا میں اڑا دی جائے، اور
اگر پھر اللہ پیدا کرے تو کربلا میں آکر آپ کے قدموں پہ جان دیں گے،
یہ ہے اسلام، یہ ہے کشتیِ نجات جس میں آکے نجات ملتی ہے تو کیا کہا؟
دنیا سے انوکھی بات، آج تک کوئی سپہ سالار فوجوں کو مرنے کی اطلاع نہیں دیتا
کہا حبیب تمہارا بھی نام ہے، زہیر تمہارا بھی نام ہے، مسلم تمہارا بھی نام ہے، عابس
کل تم بھی درجۂ شہادت پر فائز ہو گے، جس جس کا نام لیتے تھے اس کا چہرہ نکھرتا
جاتا تھا، اور جب اصحاب کا نام سنا چکے حسینؑ، چپ ہو گئے اور بیٹھ گئے تو ایک
شہزادہ اٹھا اور کہا چچا کیا فہرست شہداء ختم ہو گئی کہا کیوں قاسمؑ؟ کہا میرا نام نہیں
لیا آپ نے کھڑے ہو گئے حسینؑ کہا میں نے اصحاب کی فہرست سنائی تھی، اچھا
قاسم یہ بتاؤ، موت تمہارے نزدیک کیسی ہے؟ کہا چچا آج تو شہد سے زیادہ شیریں
ہے، کہا تمہارا نام بھی ہے، اور تمہارے چھوٹے بھیا علی اصغر کا نام بھی ہے،
بس یہ سننا تھا قاسمؑ کھڑے ہو گئے، ہاشمی خون رگوں میں جوش مارنے لگا، آواز
دی آقا! علیؑ اصغر، ارے علیؑ اصغر تو گھٹنیوں بھی نہیں چل سکتے مولا کیا
اشقیا خیمے تک آجائیں گے، میں عرض کروں گا قاسم ذرا آہستہ کلام کرو اگر
بیبیوں نے سن لیا تو کل وقتِ عصر بہت یاد کریں گی، اے قاسمؑ کل اس
تصور سے تمہیں جوش آگیا تھا، ارے قاسمؑ آکے دیکھو خیمے میں آگ
لگی ہے، سیدانیوں کے سروں سے ردائیں چھینی جا رہی ہیں، بس عزادارو
مجلس تمام۔ جب قاسمؑ کا یہ حال ہے تو عباسؑ کا کیا حال ہو گا؟ ارے

کتنی ڈھارس تھی بیبیوں کو عباسؑ کے دم سے، اور جب اجازت مانگنے آئے عباس تو حسینؑ زینب کے قریب آئے کہا بہن! عباسؑ اجازت مانگ رہے ہیں بہن عباسؑ کو اجازت دیدی جائے، جنابِ زینبؑ رونے لگیں، بیبیاں خاموش کھڑی تھیں کہ چھوٹے چھوٹے پیاسے بچوں کا قافلہ آیا اور ہونٹوں پہ صدا ہے۔ العطش، العطش، العطش، بس جناب زینبؑ نے کہا بھیا عباسؑ سکینہؑ کیلئے پانی لادو، اور مشکیزہ علم میں باندھا، ہائے جنابِ زینبؑ نے اس طرح سے مشکیزہ باندھا کہ آج تک چچا کے علم سے بھتیجی کا مشکیزہ جدا نہ ہوا۔ جہاں عباسؑ کا علم نظر آتا ہے وہیں بھتیجی کا مشکیزہ نظر آتا ہے، بس ارباب کرم میں مجلس کو تمام کر رہا ہوں، مجھے شہادت نہیں پڑھنا ہے، صرف رخصت کا عالم یہ تھا کہ حمید کہتا ہے کہ میں نے دیکھا بار بار خیمے کا پردہ اٹھتا ہے اور بار بار خیمے کا پردہ گر جاتا ہے، سبب یہ تھا کہ جب عباسؑ چلنے لگتے تو بیبیاں گھیر لیتی تھیں، اور کہتی تھیں بھیا ہمیں مدینے پہنچا دو، ہمیں مدینے پہنچا دو، ہمیں مدینے پہونچا دو۔ ارے کتنی ڈھارس تھی بیبیوں کو عباسؑ سے، یہ عباس نہیں نکلے خیمے سے بلکہ اہلِ حرم کی ڈھارس ٹوٹ گئی، جناب زینبؑ نے اپنی چادر کو دیکھا اپنے بازؤں کو دیکھا، اور نجف کا رُخ کیا۔ کہا بابا، اب وہ وقت قریب آ گیا، میری چادر چھین لی جائے گی، میرے بازؤں میں رسن باندھی جائے گی اس لئے کہ عباسؑ جا رہا ہے۔"

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِی کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ وَھَوٰی

برادرانِ ملت، سرورِ کائنات حضور ختمی مرتبت جناب محمد مصطفےٰؐ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرے اہلِ بیتؑ کی مثال کشتیِ نوح کی ہے، جو بھی اس کشتی میں آئے گا اہل بیتؑ کی محبت کرے گا، اہل بیتؑ کی پیروی و تاسی کرے گا اسے نجات ملے گی، اور جس نے اہلِ بیتؑ کو چھوڑ دیا، پیروئ اہل بیتؑ سے گریزاں ہو گیا وہ ڈوب جائے گا اور فنا ہو جائے گا۔ اس عشرۂ مجالس کی آج نویں مجلس ہے۔ اور نجات کے موضوع پر ان سبھی مجالس میں گفتگو کل تک ہوتی رہی، جو گفتگو آپ کے سامنے جاری تھی وہ کل اس منزل تک پہونچی تھی کہ رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ نجات بغیر اہلِ بیتؑ کے ممکن نہیں ہے، کشتی سے مثال اس لئے دی نبیؐ نے کہ جاہل سے جاہل انسان سمجھ لے کہ اگر اس میں بیوی نہیں آئی تو اسے بھی نجات نہیں ملی۔ اگر بیٹا نہیں آیا تو اسے بھی نجات نہیں ملی۔ اور اگر مسلمان آلِ محمدؐ سے رابطہ نہیں رکھے گا تو اسے بھی نجات نہیں ملے گی۔ صلوات۔ لیکن ایک رخ جو مسلمانوں کو سمجھایا جاتا ہے ان لوگوں کی طرف سے جن کا مشن ہی شروع سے یہ رہا کہ آل محمدؐ کے حق کو چھپایا، ان کے فضائل کو مٹایا جائے۔ اور آلِ محمدؐ کے ذکر کو مٹانے کی کوشش کی گئی، ان کے فضائل میں جو رسول اللہؐ نے کثرت سے حدیثیں ارشاد فرمائیں ان سب کو چھپانے کی کوششیں کی گئیں، آلِ محمدؐ کے چاہنے والوں کو ہر دور میں اذیتیں اور تکلیفیں دی گئیں، مگر یہ بھی آلِ محمدؐ کا ایک معجزہ ہے کہ آج بھی وہ کشتی

بلندی پر نظر آرہی ہے، اس لئے کہ جتنا مخالفت کا پانی اُونچا ہوتا جائے کشتی پانی کے اُوپر ہوتی ہے،، جتنا مخالفت کا پانی اونچا ہوتا جائے گا اتنا کشتی اونچی ہوتی جائے گی،، صلوات،، میں نے گفتگو کا رُخ یہاں سے موڑا تھا کل یہ تبلیغ جو علماءِ اسلام فرماتے ہیں اور مسلمانوں کو حقیقت سے آگاہ نہیں ہونے دیتے کہ اہل بیت کیا ہیں؟ اہلِ بیتؑ کے ماننے سے کیا ہوتا ہے، نجات تو اللہ کو ماننے میں ہے نجات تو دینِ اسلام پر چلنے سے ہے، نجات دینے والا اللہ ہے جسے چاہے گا نجات دے گا، اور جسے چاہے گا نہ دیگا، کسی کی سفارش، کسی کی محبت اور پیروی سے کیا ہوگا، مسلمان اللہ اللہ کہو، اللہ کا ذکر کرو تو ایک بات تو یہ ثابت ہی ہوگئی، جناب کہ اہلِ بیتؑ کے ذکر کے مقابلے میں اگر کوئی ذکر لایا جا سکتا ہے تو وہ اللہ کا ذکر ہے بندوں میں کوئی ذکر ڈھونڈھے نہیں ملتا، یعنی اہل بیتؑ سے اگر کوئی بڑا ہے ساری دنیا میں تو بس اللہ ہے۔ صلوات۔ اور کسی کا ذکر نہیں آتا اور کسی کی گفتگو نہیں آتی، اب مقامِ فکر یہ ہے کہ ٹھیک ہے ہم نے مانا اسلام میں نجات ہے، اور اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے میں نجات ہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰه کہنے میں نجات ہے، روزہ رکھنے میں نجات ہے، نماز پڑھنے میں نجات، تمام احکامِ اسلامی بجا لانے میں نجات ہے، مگر یہ بتایئے کہ یہ نجات کا ذریعہ آپ کو بتایا کس نے یعنی کس نے اللہ کا تعارف کیا؟ کس نے اللہ کو پہچنوایا؟ کس نے رسول اللہ کو پہچنوایا جب اسلام آیا تو آپ کو نجات میسر تھی؟ تین سو ساٹھ بتوں کے سامنے جھکنے میں نجات تھی شرک کرنے میں نجات تھی؟ نہیں تھی نا؟ کفر میں نجات تھی؟ تو کس نے اسلام کو دُنیا کے سامنے پیش کیا؟ آپ کیا نجات پاتے تین سو ساٹھ صنموں سے، آپ کو کیا نجات ملتی ترا تی سے؟ آپ کو کیا نجات ملتی معصیت سے۔ آپ کو کیا نجات ملتی گناہوں سے اگر رسول اللہؐ اسلام نہ پیش کرتے، تو

وسیلہ تو رسولؐ ہی بنے نجات کا؟ جس نے کفر و شرک و نفاق و نفاق و معصیت و گناہ و بدکرداریوں سے تو اس پر جب آپ نے حملہ کیا تو اس کو آپ سے کس نے نجات دلائی۔ "صلواۃ" غور فرمایا آپ نے ذوالعشیرہ کی بات میں نے کل آپ کے سامنے عرض کی تھی کہ رسول اللہ نے نجات کا راستہ دکھایا آپ نے قبول کیا؟ آپ نے رسول اللہ کی بات مانی؟ کس نے تصدیق رسالت کی حضرت علیؑ کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ پیغمبر کے جس اسلام کو آج آپ کہہ رہے ہیں ذریعہ نجات ہے، اور بیشک ذریعۂ نجات ہے، تو اہل بیتؑ کی محبت بھی اسلام ہے، اسلام سے الگ نہیں ہے، لیکن بہرحال یہ ہے ایک بحث کہ اسلام سے نجات ہے، اطاعت خدا سے نجات ہے۔ آپ اطاعت خدا کرتے تھے؟ آپ اللہ کو ایک کہتے تھے؟ آپ رسولؐ کو رسولؐ مانتے تھے؟، جب آپ نے لگا دیا تھا بچوں کو اور وہ دھول پھینکتے تھے پتھر مارتے تھے اذیت دیتے تھے کانٹے پھینکتے تھے راہوں میں، دف بجاتے تھے، ستاتے تھے پریشان کرتے تھے تو کون تھا جس نے اس عالم میں موقع دلایا رسولؐ کو قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے کا؟ وہ چھوٹے چھوٹے دس دس گیارہ گیارہ برس کے بچے وہ پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کے نوجوان جو نجات کے راستے میں حائل تھے وہ آپ ہی کے تو بچے تھے رسول اللہ کے تو نہیں تھے نا؟ وہ آلِ رسولؐ نہیں تھے وہ آل "۔۔۔ صلوات"۔ کس کی آل تھے؟ کون تھے جو راہِ نجات میں روڑے اٹکا رہے تھے کوئی پتھر پھینک رہا تھا کوئی کانٹے بچھا رہا تھا، اور کون نبیؐ کو راستہ دلا رہا تھا اور کون ان کو بیٹ بیٹ کر درست کر رہا تھا؟ کون تھا؟ کہا وہ علیؑ ہی نے کیا تھا آپ نے کیا جزا دی اس کی؟ نجات چاہتے ہیں نا؟ کیا کیا علیؑ کے باپ سے جا کے شکایت کی، اور بچوں نے نہیں کی۔ بچوں کے بزرگوں نے کی اور جا کے کہا ابوطالبؑ سے کہ ابوطالب! علیؑ کو سمجھا دو، کہا کیا سمجھا دیں؟ کہا ہمارے

بچّے کا ہاتھ توڑ دیا۔ ہمارے بچّے کا سر پھوڑ دیا، دیکھو ہمارے بچّے کو مارا۔ جناب ابوطالبؑ مسکرائے اور کہا کہ دیکھو مجھ سے یہ نہ کہو کہ میں علیؑ کو روک لوں، تم اپنے بچوں کو روک لو کہ وہ میرے بھتیجے کے راستے میں نہ آئیں، اب اِسے آپ کیا کہیں گے؟ یہ کفرِ ابوطالبؑ تھا کہ ایمانِ ابوطالب تھا۔ صلوات۔ کیا تھا یہ، فیصلہ کر دیا کہ میں اپنے بچے کو نہیں روکوں گا تم روکو نہ تمہارے بچے رسالت کے راستے میں آئیں گے اور نہ میرا بیٹا جواب دے گا ابوطالب نے معیارِ ایمان بتادیا کہ حمایتِ محمد کو نہیں روکنا چاہیئے، جو لوگ بربادیٔ اسلام پر تلے ہوں ان کو روکنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ علیؑ نے تحفظ کیا۔ اس وقت کہ جب یہ منزل آگئی کہ۔ ذریعۂ نجات، وسیلۂ نجات، راہ نجات مکّہ چھوڑ دیں، جہاں سے کل تم نے نجات کو نکال دیا آج اسی مکّہ میں نجات لینے جا رہے ہو وہاں نجات کو رہنے نہیں دیا۔ کہا نکل جاؤ ہمارے شہر سے۔ اور اللہ نے بھی کہدیا کہ میرے رسُولؐ آپ چلے جائیں مکہ چھوڑ دیں اور مسلمانوں سے بھی کہیئے کہ مکہ چھوڑ دیں تو نجات کو تو آپ پہلے ہی باہر کر چکے مکّہ سے۔ نجات جائے اور ایک ایک ناجی جائے ایک مُسلمان جائے ایک ایک کلمہ گو جائے اور کس طرح سے نکالنا کہ زندہ نہ جانے دیں، سب مل کے ایک ایک گھرانے سے ایک ایک قبیلے سے، ایک ایک دو دو آدمی چنیں، تلواریں کاندھے پہ رکھیں، اور رسُولؐ اللہ کا گھر گھیریں، اور اس طرح نجات کا گھر گھر گیا، اور قتلِ نجات کے لئے صبح کا انتظار ہو رہا ہے، منصوبہ یہ ہے کہ نہ اسلام رہے گا نہ نجات کسی کو ملے گی، نہ رسُولؐ رہے گا نہ اسلام آئے گا دنیا میں، نہ کوئی نجات پائے گا، لہٰذا گھر گھیر لیا۔ کیسی نجات کیسی جنّت، ہم مار ڈالیں گے اور نجات نہیں دینے دیں گے۔ اللہ نے کہا میرے حبیب چلے جائیے اور علیؑ سے کہیئے کہ آپ کی جگہ پر سو رہے، یا علیؑ تم میری جگہ پر سو رہو، ایک

ہی سوال پوچھا علیؑ نے کہ یا رسول اللہؐ کیا میرے سونے سے آپ کی جان بچ جائے گی؟ کیا علیؑ نہیں جانتے تھے؟ علیؑ سب جانتے تھے، جو پیدا ہوتے ہی قرآن سنا دے، وہ اتنی سی بات نہ جانے گا مگر علیؑ چاہتے تھے کہ تاریخ اپنے دامن میں محفوظ کر لے کہ میں کیوں سو رہا ہوں؟ نبی کی جان بچ جائے گی، یعنی اگر علیؑ نہیں سوئیں گے تو رسول اللہؐ کی جان نہیں بچ سکتی، اور نبی کی جان نہ بچے گی تو تمہاری نجات نہ بچے گی، علیؑ کہہ رہے میں سوتا ہوں آپ جائیے تو ذریعۂ نجات کس نے بچایا؟ علیؑ نے، صلوات، رسول اللہ کی جان کو ان کافروں سے جو تلوار لئے ہوئے گھر کو گھیرے ہوتے تھے کس نے بچایا، جنھوں نے قتلِ رسولؐ کا تہیہ کر لیا تھا ان سے رسولؐ کو نجات کس نے دلائی؟ ایمان کی بات کہہ رہا ہوں، تو نبی کو مشرک و کافر سے علیؑ نجات دلائے۔ اور اُمت کو کون نجات دلائے گا انھوں نے کہا۔ یہ دلادیں گے، وہ دلادیں گے، فلاں دلادیں گے، یہ وہ، فلاں شب ہجرت کہاں تھے، صلوات، اب عجب منزل پر گفتگو پہونچا ہے، یعنی علیؑ نے کہا میں سوتا ہوں، آپ جائیے، نبی چلے گئے۔ علیؑ سو گئے، واقعۂ شب ہجرت نہیں پڑھنا ہے، صرف ایک بات، کہ سوئے تو آیت نازل ہوئی قرآن کی آیت اور اس آیت میں اللہ نے ارشاد فرمایا مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ ؕ یعنی ایسا بھی اللہ کا بندہ ہے جو اپنے نفس کو اللہ کے ہاتھ بیچ دیتا ہے اور قیمت میں اللہ سے رضا لے لیتا ہے۔ قیمت میں۔ مَنۡ يَّشۡرِىۡ۔ سودا ہوا ہے علیؑ کا نفس اللہ نے خریدا ہے قیمت میں اپنی رضا دی ہے، بس اب سُنئے تمام تقریریں اور قیامت تک سنتے رہئے گا، نجات اللہ کی رضا ہے اور اللہ جس کو چاہتا ہے نجات دے گا۔ اللہ کہے گا رضا میرے پاس ہے ہی کہاں وہ تو کوئی خرید چکا ہے، نفس دے دیا اور

میری رضا لیلی۔ اب اگر تمہیں علیؑ کا نفس چاہیئے ہو تو میرے پاس "صلوات"
اور تم کو میری رضا چاہیئے ہے تو علیؑ کے پاس جاؤ، نجات چاہیئے مسلمانوں ؟ یہ
بڑے بڑے بقراط کہتے ہیں کہ رضائے معبود سے نجات ملے گی۔ اللہ کہتا ہے
کہ میں نے رضا علیؑ کو دیدی اب بتاؤ نجات دہندہ کون ہے ؟ سوائے علیؑ
کے "صلوات"، اب جسے بھی نجات لینا ہے اسے علیؑ کے در پر جانا ہے، اور
جو علیؑ کو چھوڑے گا اپنی نجات سے محروم ہوگا۔ علیؑ کا کیا بگڑے گا ؟ آگے
بڑھی ہسٹری آف اسلام۔ تاریخ اسلام، پیغمبر مدینے تشریف لاتے ہیں، علیؑ
ابن ابی طالب کفار کی امانتیں بانٹتے ہیں، اور بانٹ کے مدینے پہونچتے ہیں
ابھی تھوڑے دن نہیں گذرے تھے کہ مکّہ والے بدر میں حملہ کرنے کے لئے
آتے ہیں اچّھا رات کو نکل گئے، ہم ہاتھ مل کے رہ گئے، تو کیا ہوا مدینے
ہی میں تو گئے۔ یعنی مکہ سے نجات ٹرانسفر ہوئی مدینے میں، اور دشمنِ نجات
مکّہ سے پہونچ گئے مدینے کہ ہم یہاں نجات کو ختم کر دیں گے، جب پیغمبر اسلام
نے سنا کہ لشکر آرہا ہے کفّار کا لہٰذا چلو نجات کو بچانے، اور مقابلہ کرنے کے
لئے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہؐ ہمارے پاس ہے کیا ؟ نہ تلوار نہ نیزہ نہ تیر نہ
کمان نہ ہم منظم ہیں اور نہ ہم نے لڑنا سیکھا ہے، اور وہ لوگ بڑے منظم تو
ہمارا ان کا مقابلہ کیسے ہوگا ؟ تو رسول اللہؐ نے کہا کہ پھر کیا کریں یہیں بیٹھے رہیں؟
ان کو مدینے میں داخل ہو جانے دیں ؟ نہیں بلکہ چلو ! یہ وہی منزل تھی کہ
سب کو کلمہ پڑھنا کھلا، سوائے چند لوگوں کے، کہ بھائی نماز پڑھ لی روزہ رکھ
لیا۔ چلو کسی طرح سے یہ جھیل لیا۔ اب یہ تو جان پہ بن آئی ہے، اگر بدر میں
جائیں گے تو ایک بھی زندہ نہیں آئے گا، ایک صاحب نے اٹھ کر کہا کہ یا
رسول اللہ فرض کیجئے کہ ہم سب مارے گئے تو آخر میں آپ بھی مارے جائیں
گے، کہا پھر کیا کریں ; کہا مدینے سے کہیں اور چلے چلیں، تو جو مسلمان نبی کو فرار

کی تبلیغ کرے۔ صلوات " وہ مسلمان آپ کو نجات دلائے گا؟ ہوش کے ناخن لیجئے، رسولؐ نے کہا چاہے اکیلا جاؤں مگر جاؤں گا، اور نبیؐ یہ بھی جانتے تھے کہ اکیلے جانا نہیں ہے، اور جاتے بھی تو نبیؐ وہ کرتے جو علیؑ کرتے، ہمارے یہاں بٹوارہ نہیں ہے کہ ہم نبیؐ کو کچھ اور سمجھتے ہوں، اور علیؑ کو کچھ اور، یہ تصور نہیں ہے، بلکہ جو کچھ عالمِ اسلام میں علیؑ نے کیا وہ سب نبیؐ کر سکتے تھے۔ بدر کی تنہا لڑائی نبیؐ جیت سکتے تھے، قتل کر سکتے تھے، مگر اللہ نے جب بھائی کو ساتھ کیا تھا، تو یہ بھائی کی شان کے خلاف تھا کہ میرے ہوتے ہوئے تلوار نبیؐ کو ہاتھ میں لینا پڑے۔ بتاؤ نبیؐ نہیں لڑ سکتے تھے؟ کہا کیوں نہیں لڑ سکتے تھے، تو پھر کیوں نہیں لڑے؟ کہا وہ علیؑ تو تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب علیؑ کفر کا مقابلہ کر سکتے ہیں تو میں کیوں جاؤں؟ ایک اصول معلوم ہو گیا اسلام کا اللہ اور رسولؐ کا جو کام علیؑ کر سکتے ہیں، وہ کام نبیؐ نہیں کریں گے، تو جب نجات علیؑ دلا سکتے ہیں تو نبیؐ کیوں دلائیں گے نجات "صلوات" غور فرمایا آپ نے جب چھوٹا بھائی اللہ نے ایسا دیدیا تو نبیؐ کیوں تلوار اٹھائیں، کیوں بدر میں نبیؐ لڑیں، علیؑ ہی سب کو بھگا دے گا۔ اور علیؑ نے بھگا دیا سب کو، تو بدر کی لڑائی کفار ہارے مشرک ہارے جنگیں نہیں پڑھنا ہے آپ کے سامنے صرف نجات کے مواقع دکھانا ہے اور جتنے مسلمان جان بچا کے مدینے لوٹے ان سب کو کس نے نجات دلائی علیؑ ہی نے تو نجات دلائی؟ کفّار اور مُشرکین سے، ماننا پڑے گا ورنہ بھون کے رکھ دیتے سب، اس کے بعد جب اُحد کا میدان آیا ایک بار بدر میں سب کو علیؑ نے نجات دلائی مگر اُحد میں سب کو علیؑ نے نجات نہیں دلائی یہ آپ کیسے کہہ رہے ہے؟ ارے بھائی نجات ان کو دلاتے جو میدان میں رہتے، وہ تو جان بچا کے مشرکوں اور کافروں سے پہاڑ تک گئے۔ آپ علماء سے پوچھئے گا پہاڑ تک گئے کہ نہیں گئے؟ یعنی اُنھوں نے اپنی نجات

تلاش کیا، صلوات۔، اُحد میں نبیؐ کی جان علیؑ کا وہی راستہ نکالا جو نوحؑ کے بیٹے نے تلاش کیا، صلوات۔، اُحد میں نبیؐ کی جان علیؑ
نے بچائی تو علیؑ سے اسلام ہے قرآن میں درج ہے واقعہ اُحد کا۔ اور جو لوگ
بھاگ گئے تھے۔ مگر لشکرِ کفار تھوڑی بھاگا، اور کیا وہ لشکر بھاگنے والوں کو چھوڑ
دیتا؟ مدینے میں گھس کے پٹائی نہ کرتا؟ تو یوں علیؑ نے وہاں بھی نجات دلائی
اب آپ آئیے خندق میں، میں واقعہ پڑھنے جا رہا ہوں جس سے کوئی بھی انسان
انکار نہیں کرے گا، جب عمر بن عبدود نے آکے خیمۂ اسلام میں نیزہ چبھویا۔ اور آواز
دی کہاں ہے تمہاری جنّت: اے جنتیو! مرجاؤ میرے ہاتھ سے تو جنتی اور مار
ڈالو تو جنتی یعنی یہ اسلام کا وہ عقیدہ تھا جسے کافر تک جانتا تھا، کُلِّ کُفر جانتا
تھا، اس نے نیزہ چبھو کے یہ کہا تھا کہ مرجاؤ تو جنتی اور مجھے مار ڈالو تو جنتی، جہنم
سے نجات کا نتیجہ جنّت ہی تو ہے، کوئی تو نکلے وہ ہنسا ہسلمانوں تمہاری جنّت
کہاں ہے؟ نکلو!۔ سب بیٹھے ہوئے ہیں اسی طرح جیسے ذوالعشیرہ میں بیٹھے
ہوئے تھے، اسلام کا کلمہ تو پڑھ لیا مزاج نہیں بدلا۔ سب بیٹھے ہیں، اور پیغمبر
کہہ رہے ہیں، مَنْ لِهٰذَا الکلب، مَنْ لِهٰذَا الکلب. کون ہے جو اس کتے
کے مقابلہ پر جائے۔ یا رسول اللہ آپ صاحبِ خلق عظیم ہیں، فصیح و بلیغ ہیں آپ
کی زبان پر قرآن جاری ہوا ہے آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ تو رسولؐ کہیں گے
کیا قرآن میں کتے کی لفظیں نہیں ہیں؟ یہ کوئی گالی تھوڑی ہے؟ یہ تو تشبیہ
ہے، ہے کوئی جو اس کتے کے مقابلے پر جائے، یا رسولؐ اللہ آپ عمر ابن عبدود
کو کتا کیوں کہہ رہے ہیں؟ کہا یہ ڈر رہے ہیں اس لئے کہہ رہا ہوں۔ ارے شیر
نہیں ہے جو ڈر رہے ہو، اس لئے نبیؐ کتا کہا کہ تمہیں ہمّت بندھے۔ ڈھارس
بندھے، ارے شیر نہیں ہے کتا ہے نکلو، دھت دھت دھت کہو بھاگ
جائے گا۔ لیکن کتے کے مقابلے میں نکلنے کی کسی میں ہمّت نہ ہوئی آج میں
ساری دنیا سے پوچھتا ہوں، جو قوم کتے کے مقابلے میں نہیں آئی وہ ساری

دنیا اسکے مقابلے میں کیسے آئی؟ "صلوات" نبیؐ جسے اسد اللہ کہیں، جبرئیلؑ جسے لافتیٰ کہیں اس کے مقابلے دنیا آئی کیسے؟ اور نبیؐ جس کو کتا کہیں اس کے مقابلہ میں جانے کی ہمت کسی کو کیوں نہ ہوئی؟ سوچئیے گا میں نے کیا کہا ہے تو نبیؐ کہہ رہے ہیں کون ہے جو جائے اس کتے" کے مقابلے میں، تمام تاریخوں میں، خواہ وہ کسی مکتبہ فکر کی ہو، وہابیوں سے پوچھ تاچھ کے دیکھو کہ عمر کے مقابلے میں کون گیا؟ کون گیا؟ کہا وہ تو علیؑ گئے تھے، دوسرا کوئی کیوں نہیں گیا؟ ہم نہیں پوچھتے، بس علیؑ گئے کام ہو گیا، لیکن اب علیؑ کے نام کے آگے کسی اور کا نام نہ لینا کہ ایسے تھے ویسے تھے" مت نام لینا کسی اور کا۔ وہاں تو کتے کے مقابلے میں کوئی نہیں جارہا تھا۔ تو جو کتے سے افضل اپنے کو نہ سمجھے وہ شیر سے افضل کیسے بن جائے گا،، صلوات،، اب رسول پوچھ رہے ہیں کون جائے گا مقابلے میں۔ بار بار علیؑ کھڑے ہوتے ہیں اَنَا یَارَسُوْلَ اللہ "، بیٹھ جاؤ، پھر پوچھا کون جائے گا۔ علیؑ کھڑے ہو گئے میں رسولؐ اللہ، بیٹھ جاؤ۔ پھر پوچھا ہے کہ مَنْ لِهٰذَا الْكَلْبُ۔ ارے کوئی تو اٹھتا جنت لینے، بار بار علیؑ اٹھے اَنَا اَنَا میں جاؤں گا میں، یا علیؑ جب نبیؐ آپ کو بٹھا دیتے ہیں تو آپ بار بار کھڑے کیوں ہو جاتے ہیں؟ کہا حکم اطاعت کرتا ہوں۔ جب کہتے ہیں کہ ہے کوئی جو جائے تو میں اس لئے کھڑا ہو جاتا ہوں کہ میرے رسولؐ کو اکیلا مت سمجھنا۔ اور کھڑا اس لئے ہو جاتا ہوں کہ اس میں کوئی نہیں جائے گا، جاؤں گا تو میں ہی جاؤں گا۔ ارے اس دن علی کی ضد میں کوئی کھڑا ہو جاتا۔ صلوات۔ کوئی نہیں اٹھا،، میں کچھ کہہ رہا ہوں۔ بعد میں نہ کہئیے گا ان کے خلاف پڑھ رہے ہیں، ان کے اُن کے نہیں سب کے خلاف پڑھ رہا ہوں۔ کوئی نہیں اٹھا۔ تین بار بٹھایا علیؑ کے اور کوئی نہیں اٹھا۔ اور دنیا کو دکھا دیا کہ دیکھو جنت کے معاملے میں کوئی آیا نہیں علیؑ کے مقابلے کھڑے ہونے۔ صلوات،، ہے کوئی جو جائے وہ کہہ رہا ہے

آؤ مسلمانوں سے اور نبیؐ کہہ رہے ہیں جاؤ! دو ہی طریقے ہیں چیز کو اپنی جگہ سے
ہٹانے کے یا کھینچی جائے یا ڈھکیلی جائے، عمرؓ کھینچ رہا ہے آؤ. نبیؐ
ھینک رہے ہیں جاؤ. وہ کہہ رہا ہے آکے مار ڈالو۔ تو جنتی مر جاؤ تو جنتی،
نبیؐ کہہ رہے ہیں ارے کتا ہے جاؤ مار ڈالو۔ لیکن سب چپ کوئی ہل نہیں
رہا ہے، کفر کھینچ رہا ہے اسلام ڈھکیل رہا ہے، یہ کفر کے کھینچنے پر جا
رہے ہیں، نہ نبیؐ کے ڈھکیلنے پہ جا رہے ہیں، نہ عمرؓ کے کہنے پر جنت منظور
نہ نبیؐ کے کہنے پر جنت منظور! علیؑ کہہ رہے بس میں جاؤں گا، علیؑ
آئے عمر کے مقابلے رسولؐ نے بھیج دیا۔ عمر نے کہا کون، کہا آ گیا میں،
توجہ چاہتا ہوں۔ ایک تصور پیش کر رہا ہوں، کہ اللہ میاں نے کہا ہو گا
بھئی جبرئیلؑ! میں نے اتنی بڑی جنت بنائی نہریں بنائی، کوثر بنایا،
شجر طوبیٰ غلمان رکھے حوروں سے آراستہ کیا آرائش کی محلات بنائے
زمرد و یاقوت سے وسیع و عریض بنائی۔ یہ سب میں نے اس لئے کئے کہ
میرا رسولؐ آئے گا، اور اس کے ساتھ سب آئیں گے، یہ لیکن کہ کسی کو
جنت چاہئے نہیں، سوچا ہو گا خدا نے کہ نہیں انصاف سے بتائیے؟
ایک مثال دیتا ہوں۔ کہ مجلس ہو رہی ہے۔ کسی مومن کے دل میں آیا
کہ لاؤ تبرک بانٹ دوں، اور ایک بڑی سینی میں اعلیٰ درجے کی
قلاقند بنوا کے لے آیا۔ اور کہا بھائیو آؤ قلاقند! کوئی نہیں اٹھ رہا ہے
میں بھی بار بار منبر سے کہہ رہا ہوں، جائیے جائیے قلاقند لیجئے، اور
کوئی نہ نکلے، خالی ایک بچہ اٹھے اور پہونچے. توجہ، اور کوئی نہ جائے
وہ بلاتے رہ گئے میں بھیجتا رہ گیا، بانٹنے والے مومن کی نظر بڑے
بڑوں پہ جمی ہے، جب کوئی نہیں آیا تو کیا کرے؟ نیت بھی نہیں
بانٹنے کی ہے، چونکہ اب دوکاندار تو واپس لے گا نہیں، اور لینے والا

کوئی اُٹھ ہی نہیں رہا ہے سوائے بچے کے، اور وہ بچہ کہہ رہا ہے میں لونگا تو اب وہ سینی سے نکال کے تھوڑ ہی دے گا؟ وہ کہے گا لیجاؤ سینی صلواۃ۔ لو سینی لے جاؤ تم۔ بچے نے کہا میں اتنی سب لے کے کیا کروں گا؟ انھوں نے کہا لے جاؤ دوستوں میں بانٹ دینا، ارے تمہارا جس کو جی چاہے دے دینا، میں جس کے لئے لایا تھا وہ تو لے ہی نہیں رہے ہیں، لہٰذا تم جس کو جی چاہے باٹنا، خندق کے دن کھل گیا کہ جنت علیؑ کی ہو گئی، اب جنت سوائے علیؑ کے کوئی دے نہیں سکتا، چاہے جس کے دروازے پر سر پھوڑ کر مر جاؤ۔ صلوات۔ نجات، نجات، نجات، اس میں نجات، اس میں نجات، اللہ ایسے مولویوں سے ہم کو نجات دلائے جو مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں، جو شیعوں سے اہل بیتؑ کی محبت چھینا چاہتے ہیں، جو اہل سنت سے محبت آل محمدؐ چھیننے کی کوشش کرتے ہیں، یہ علماء جو خلاف اہل بیتؑ بولتے ہیں، یہ خلاف آل محمدؐ بول ہی نہیں سکتے جب تک کہ خلاف محمدؐ نہ ہوں خلافِ آلِ محمدؐ وہی بولے گا جو خلافِ محمدؐ ہو گا۔ مگر صاحب تعجب ہے یہ کسی کو نہیں ڈرتے نہ انھیں رسولؐ کا ڈر ہے نہ انھیں اللہ کا ڈر ہے یہ بولتے کیسے ہیں، خلافِ آلِ محمدؐ؟ اس لئے بولتے ہیں کہ انھیں معلوم ہے کہ ہم کو تو جنت ملنا نہیں لہٰذا دوسروں کو بھی نجات نہ ملنے پائے، جیسا کہ شیطان نے کیا، صلوات۔ ذریعۂ نجات اگر کوئی ہے تو آلِ محمدؐ تو ہیں، اگر اہل بیت جگہ جگہ دینِ محمدؐ کا ساتھ نہ دیتے تو آج یہ میں تاریخ کی روشنی میں کہہ رہا ہوں کہ اسلام کردارِ محمدؐ کا نام نہ ہوتا بلکہ کردارِ یزید کا نام اسلام ہوتا، کس نے یزیدؔ سے نجات دلائی جواب دو ایسا نہیں ہے کہ سب نے یزیدؔ کی بیعت کی، نہیں بلکہ بہت سوں نے یزیدؔ کی بیعت نہیں کی۔ عبد اللہ ابن عمر دوسرے خلیفہ کے بیٹے نے بیعت نہیں کی تھی یزید کی، پہلے خلیفہ کے بیٹے عبد الرحمٰن ابن ابو بکر نے بیعتِ یزید نہیں کی عبد اللہ

ابن زبیر نے بیعتِ یزید نہیں کی تھی، بلکہ معاویہ جو مدینے میں بیعتِ یزید لینے آیا تھا وہ مدینے سے مایوس لوٹا تھا۔ لیکن اِن لوگوں نے اگر بیعت نہیں کی تھی تو انکارِ بیعت بھی نہیں کیا تھا، علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ جب عبدالرحمٰن بن ابوبکر، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کو معاویہ نے بلایا اور کہا کہ یزید کے ہاتھوں پر بیعت کرنا ہے تمہیں، تو ان لوگوں نے کہا کیا آپ کا انتقال ہو گیا خدانخواستہ، ارے ابھی میں زندہ ہوں۔ تو کہا کیا ایک مرتبہ دو دو بیعتیں کیسے کی جائے گھبرا گیا معاویہ، کیا جواب دیتا۔ خود بھی خلیفہ بنا ہے اور اپنے بیٹے کے ہاتھ پر بھی بیعت کروا رہا ہے، تو ایک ڈپلومیٹک جواب دیا۔ اور انھوں نے اپنے کو بچانے کا انتظام کر لیا مگر ان لوگوں نے کوئی انتظام نہیں کیا ہماری نجات کا۔ اور حسینؑ نے انکارِ بیعت کر کے اپنے کو بھی بچایا اور تم کو بھی بچایا قیامت تک کے لئے۔ ورنہ تم کردارِ یزید کو دینِ اسلام سمجھتے تو کس نے نجات دلائی؟ حسینؑ نے، تو حسینؑ کون ہیں؟ کہا اہلِ بیتؑ ہیں اسی لئے کہا کہ کشتی میں آنا۔ اور جتنے آگئے وہ بچ گئے حضور حُرؑ آگیا بچ گیا، بے شک بچ گیا۔ آج بھی آلِ محمدؐ کشتیِ نجات ہیں، جس کو اپنی نجات چاہیئے وہ آلِ محمدؐ سے وابستہ ہو جائے، اور اسی وابستگی کا مظاہرہ محرّم ہوتا ہے پہلی محرّم سے آٹھ ربیع الاول تک گھروں میں صفِ عزا بچھی رہتی ہے ہاں عزادارو بس دو مجلسیں رہ گئی ہیں، حضور پہچانا، اللہ نے اُسی حسینؑ کو ایک ایسا بیٹا۔ جو صورت میں رسولؐ تھا۔ سیرت میں رسولؐ تھا۔ کردار میں رسولؐ تھا رفتار میں رسولؐ تھا۔ گفتار میں رسولؐ تھا۔ اور اس کا نام تھا علی اکبرؑ شبیہ پیغمبرؐ۔ جنھوں نے رسول اللہؐ کو دیکھا تھا وہ جب علی اکبرؑ کو دیکھتے تو درود پڑھنے لگتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ ہو بہو رسول اللہؐ کی تصویر ہیں علی اکبرؑ اور جب ان علی اکبرؑ نے اجازت مانگی بابا۔ اب مجھے بھی مرنے کی اجازت

دے دیجئے، تو عجب جواب دیا باپ نے۔ کہا بیٹا تم کو میں نے نہیں پالا ہے تم کو تمہاری پھوپھی زینبؑ نے پالا ہے۔ جاؤ خیمے میں اور زینبؑ سے اجازت لو، خیمے میں آئے، اور کہا پھوپھی اماں اب مجھے بھی مرنے کی اجازت دیجئے بی بی نے کہا علیؑ اکبر تم مرجاؤ گے تو اُمّ لیلیٰ کے دل پر کیا گذرے گی، سر جھکایا کہا پھوپھی اماں: ٹھیک ہے۔ میری ماں افضل ہے کہ میری دادی افضل ہیں، کہا بیٹا تمہاری دادی افضل ہیں، کہا میں نہ جاؤں گا تو کون جائے گا؟ بابا ہی تو رہ گئے ہیں، میری ماں کو صدمہ نہ پہونچے اور دادی کو پہونچے جناب زینبؑ رونے لگیں۔ کہا علی اکبرؑ ایسی بات کہہ دی کہ میں روک نہیں سکتی اچھا خدا حافظ۔ لیجئے علی اکبرؑ چلے۔ خیمے سے چلے۔ حمید ابن مسلم راوی ہے کہ بار بار خیمہ کا پردہ اٹھتا اور بار بار گر جاتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ جب علی اکبرؑ نکلنے لگتے تو بیبیاں گھیر لیتی تھیں کہ آخری بار رسول اللہؐ کی زیارت ہو جائے۔ خورشید علی نفیس نے عجب بیت کہی ہے یہاں پر کہ ؎

مخصوص یہ شرف تھا فقط آج کے لئے
دِن کو رسُولؐ جاتے ہیں معراج کے لئے

علیؑ اکبر خیمہ گاہ سے نکل کر آگے بڑھے، دائیں دیکھا بائیں دیکھا۔ ضعیف باپ آگے بڑھا رکاب تھامی۔ علی اکبرؑ تمہیں گھوڑے پہ سوار کرنے والا کوئی نہیں ہے تو یہ ضعیف باپ موجود ہے مرے لال، گھوڑے پر علی اکبرؑ سوار ہوئے شہادت نہیں پڑھ سکوں گا، رخصت پر بات تمام ہو جائے۔ حسینؑ نے کہا علی اکبرؑ، کہا بابا فرمائیے۔ کہا جب تک تمہارا میرا سامنا رہے۔ بیٹا مڑ مڑ کے دیکھتے جانا۔ تا کہ میں اپنے نانا کی زیارت کرتا رہوں، روایت میں ہے کہ علیؑ اکبرؑ آگے بڑھے، مڑ کے عجب منظر دیکھا۔ علیؑ اکبر نے کیا دیکھا مڑ کر دیکھا کہ ضعیف باپ کلیجے پہ ہاتھوں کو رکھے کمر جھکی ہوئی،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَثَلُ اَهْلِبَيْتِي كَمَثَلِ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَى وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ وَهَوٰى

برادرانِ ملت! انجمن امامیہ کے اِس ۱۹۸۷ء کے عشرۂ مجالس میں، نجات کے موضوع پر آپ حضرات کے سامنے گفتگو جاری ہے اور اس کی یہ آخری مجلس ہے اور اس کا آج تتمہ ہے۔ میں نے آپ کی خدمت میں ایک سلسلہ شروع کیا نجات کے سلسلے میں کہ جب پیغمبرِ اسلامؐ نے خود واضح الفاظ میں یہ ارشاد فرمادیا کہ میرے اہلِ بیتؑ کی مثال کشتیٔ نوحؑ کی ہے، جو کوئی اس میں آجائے وہ نجات پا جائے گا۔ نجات کا لفظ پیغمبرِ اسلامؐ نے ارشاد فرمایا اور پھر یہ بھی کہہ دیا کہ جو کشتی میں نہ آئے گا وہ ڈوب جائے گا۔ فنا ہو جائے گا، میں نے عرض کیا تھا آپ کی خدمت میں کہ نجات کی بہت سی چیزیں ہیں، پورا دینِ اسلام ذریعہ نجات ہے۔ مگر ہم جب کہہ سکتے تھے کہ جب پیغمبر یہیں تک کہہ کے رک جاتے کہ میرے اہلِ بیتؑ کی مثال کشتیٔ نوحؑ کی ہے جو اس میں آجائے گا اس کو نجات ملے گی، تو ہم سمجھتے کہ رسولؐ اللہ نے بہت سے ذرائع نجات میں ایک اہل بیتؑ کی پیروی اور ان کی محبت بھی قرار دی ہے، لیکن جب نبیؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو کشتی میں نہ آئے گا تو اسے نجات نہ ملے گی، تو اب کسی عالمِ اسلام کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ سوائے اہلِ بیتؑ کی محبت کے کسی اور چیز کو ذریعۂ نجات قرار دے۔ دنیا میں کسی کی نجات ہو جائے مگر اس کی نجات نہیں ہوگی جو قولِ رسولؐ کی تردید کرے گا، صلوات،، اس لئے میں نے اس سلسلے میں جتنی گفتگو

کی اس میں صرف فرقۂ شیعہ کو مخاطب نہیں کیا گیا۔ بلکہ برادرانِ اہلِ سنت سے بھی میری گفتگو چلتی رہی، اور ہم نے پہلے ہی دن کہہ دیا تھا کہ کسی فرقے کا انسان ہو، وہ آسکتا ہے سُن سکتا ہے، انشاء اللہ کوئی ایسی بات نہیں ہوگی جو کسی کے لئے سببِ اذیت ہو، بلکہ انتہائی رواداری اور انسانی ہمدردی ہماری یہ ہے کہ ہمیں چونکہ یقین ہے ذریعہ پر اس لئے ہم دوسرے بھائیوں کو بھی بتاتے ہیں، کہ آپ بھی یہ ذریعہ اختیار کیجئے تاکہ آپ کو بھی نجات مل جائے یہ ہماری دعوتِ فکر و نظر اور یہ ہماری دعوتِ نجات انتہائی مخلصانہ ہے۔

مسلمان تو مسلمان بلکہ جو اہلِ بیتؑ سے محبت رکھتے ہیں اور اہلِ بیتؑ سے عقیدت رکھتے ہیں جو ذکر آلِ محمدؐ کرتے ہیں، جو نامِ آلِ محمدؐ پر مرتے ہیں یہ سب بھی اگر اہل بیتؑ کو چھوڑ دیں خدانخواستہ تو اہلِ بیتؑ کی شخصیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ناؤ اگر خالی بھی رہے گی تو ڈوبے گی نہیں، جب لوگوں کو بٹھا کے نہیں ڈوبتی تو خالی کیا ڈوبے گی۔ ,,صلوات،، اس لئے مثال کشتی سے دی کہ بھئی یہ تمہاری نجات کا ذریعہ ہے، تمہارے آنے سے کشتی کا کوئی فائدہ نہیں ہے، تمہیں اگر نجات چاہیئے تو کشتی پہ آجاؤ۔ اک تصوّر برادرانِ اسلام کے ذہن میں یہ بٹھا دیا گیا ہے کہ لوگ اہلِ بیتؑ کا تذکرہ کرتے ہیں اہلِ بیتؑ کی مدح کرتے ہیں، اہلِ بیتؑ کی تعریف کرتے ہیں ان کی مجلسوں میں سوائے ذکرِ اہلِ بیتؑ کے کچھ نہیں ہوتا، تو شاید تصور یہ ہے کہ جیسے دنیا والوں کی مدح کرکے ان کا قصیدہ پڑھ کے پرچار کرکے پروپیگنڈہ کر کے ان کو بلند کیا جاتا ہے، تو کچھ ایسا تصور ذہنوں میں بیٹھ گیا ہے کہ ہم آلِ محمدؐ کا تذکرہ کرکے ان کے فضائل بیان کرکے اہلِ بیتؑ کو اونچا کر رہے ہیں یعنی ہماری تقریروں سے مقامِ آلِ محمدؐ بلند ہے۔ توجّہ چاہتا ہوں ,, یہ تصور کیوں ہے ؟ اس لئے کہ ہمیں چھوڑ کر اسلام میں جتنے فرقے ہیں، انھیں اس

بات کا احساس ہے کہ اگر وہ اپنے رہبرانِ دین کی تعریف کرنا چھوڑ دیں تو ان کا دنیا میں کوئی نام لینے والا نہ ہو، "صلوات" آج جتنی بھی آلِ محمدؐ کے علاوہ شخصیتیں باقی ہیں وہ صرف ماننے والوں کی وجہ سے باقی ہیں اور جن جن کے ماننے والے نہیں رہ گئے ان کا تذکرہ باقی نہیں رہ گیا، چاہے کسی نے ان کی مخالفت بھی نہ کی ہو سب کا ذکر چلتا ہے موافقت سے اور آلِ محمدؐ زندہ ہیں دنیا کی مخالفت سے "صلوات" کل بھی اکثریت آلِ محمدؐ کو مٹا رہی تھی کل بھی خزانوں کے منھ کھول دیئے گئے تھے کہ ذکرِ آلِ محمدؐ باقی نہ رہے آج بھی سلطنتیں، حکومتیں، عُلما یعنی علم و مال دونوں زور لگائے ہوئے ہیں کہ کسی طریقے سے ذکرِ آلِ محمدؐ دنیا سے مٹ جائے، مگر جتنا جتنا طوفان اٹھتا جاتا ہے ذکر بلند ہوتا جاتا ہے۔ نبیؐ نے سمجھ بوجھ کے تشبیہ دی کہ ناوٗ ہیں، سفینہ ہیں کشتی ہیں آلِ محمدؐ جتنا بھی طوفان اٹھاؤ گے، کشتی بلند ہوتی جائے گی، جتنا بھی پانی سر سے اونچا کروگے خود اسی میں ڈوبو گے، اور جو کشتی چلی ہو پنجتن کے سہارے اس کو طوفان ڈبو نہیں پائے گا، توجہ چاہتا ہوں، اور جو کشتی خود پنجتن سے بنی ہو اس کے ڈوبنے کا کیا سوال ہے؟

اب ہمارے اوپر الزامات غیروں کی طرف سے دشمنانِ آلِ محمدؐ کی طرف سے دشمنانِ اسلام کی طرف سے اور بدقسمتی یہ ہے کہ یہ مرض بڑھتے بڑھتے اب کچھ اپنوں کو بھی لے ڈوب رہا ہے "صلوات" اپنوں کو بھی لے ڈوب رہا ہے، اپنوں میں بھی یہ خیالات سرایت کرنے لگے ہیں، یہ گفتگو ہونے لگی ہے، یہ مضامین لکھے جانے لگے ہیں، یہ تقریریں کی جانے لگی ہیں، کہ آلِ محمدؐ کی محبت سے کیا ہوگا؟ تو بھیا قیامت میں پتہ چلے گا کیا ہوگا، توجہ چاہتا ہوں ہر فرقے کے مسلمانوں سے، اور شیعہ مسلمان سے کہ ہماری خطا کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ آپ کی خطا یہ ہے کہ آپ لوگ بڑے متعصب ہیں تو متعصب کون

نہیں ہے؟ دنیا میں، توجہ چاہ رہا ہوں، کیا تعصب بُری چیز ہے ایک لفظ نکلا ہے تعصب، اور اس کو بڑا مشہور کرتے ہیں، ارے شیعہ بڑے تعصبی ہیں معلوم ہوا کہ جیسے یہ کوئی خراب صفت ہے، کوئی بُری بات ہے، کوئی جھوٹ ہے، چور ہیں؟ ارے صاحب بڑے تعصبی ہیں، یہ کون سی بات ہوئی جناب؟ تعصّب کے معنی نہیں معلوم ہیں آپ کو؟ تعصب اگر خُدا نہ دیتا انسان کو تو انسان کی زندگی مشکل ہوتی ہے، توجہ چاہتا ہوں، تعصّب نام ہے اپنے وجود کے بقا کا، اگر آنکھوں میں تعصّب نہ ہو تو کیڑے گھُس کے آنکھوں کو کھا جائیں، لیکن اُدھر کیڑا آیا ادھر آنکھ بند ہوئی، بڑی متعصّب ہے آپ کی آنکھ گھسنے دیجیئے کیڑوں کو کچھ تو رواداری برتیئے "صلوات" اِدھر سانپ نکلا لاٹھی لے کر اس کا منھ کچلنے لگے، بڑے متعصّب ہیں آپ؟ کٹوا لیجیئے، بڑے بڑوں کو کاٹا ہے سانپ نے آپ کو بھی کاٹ لیگا، تو تعصّب بُری چیز نہیں ہے، عصبیت بُری چیز نہیں ہے، عصبیت کہتے ہیں خطرناک چیزوں سے بچنے کو، ہم بے شک متعصّب ہیں، جتنا شیطان نے ایمان کو بگاڑنے کی چیزوں کا پروپگنڈہ کیا، ہم ان چیزوں سے اپنے بچّے کو بچاتے ہیں ہم اپنے بچوں کو بچاتے ہیں، یہ تعصّب ہے؟ نہیں، تعصّب کے معنی ہیں حفاظتِ خود اختیاری کے، آپ فلسطینوں سے جا کے پوچھ لیں کہ تعصّب کے معنی کیا ہیں تعصّب کے معنی یہ ہیں کہ اپنے کو محفوظ رکھنا، اور یہ ہم میں ہے، اور اِسی سے تو ہم آج تک بچے ہوئے ہیں، اور تعصّب ہم میں ہے، ایک برق چمکی اور سب مڑ گئے یہ انسان کی فطرت ہے کہ ایک چمک کی طرف بڑھتا ہے، کسی نے آپ سے کہا نہیں کہ اُدھر دیکھئے، مگر یہ نور کی کشش ہے وہ کھینچ ہی لیتا ہے، "صلوات"

تو آپ ملاحظہ فرمائیں تعصب بُری چیز نہیں ہے۔ اچھا تعصب کے معنیٰ ہیں کہ اپنا فائدہ چاہے اور دوسروں کا نقصان چاہے۔ ایک یہ بھی معنی ہیں تعصب کے، تو یہ الزام ہم پر نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ ہم مجلس لاؤڈ اسپیکر لگا کے پڑھتے ہیں۔ ہم مجلس سب کو بلا کے پڑھتے ہیں۔ ہم نہیں کہتے کہ کوئی نہ آئے ہم کہتے ہیں کہ سب آئیں، اور آکے سنیں کہ نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ اگر ہمارا فرقہ متعصب ہوتا تو بند کمرے میں تبلیغ کرتے ہم، تاکہ دُوسرا جنّت جانے نہ پائے مسلمانوں میں سوائے ہمارے۔ لیکن ہم دعوت نجات دے رہے ہیں، ہماری خطا کیا ہے؟ کہا سوائے اہلِ بیتؑ کے کسی کو نہیں مانتے۔ لہٰذا ان کی نہ سُنو، ان کی تقریروں میں نہ جاؤ، ان کے پاس نہ بیٹھو، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کتاب میں ذکرِ آلِ محمدؐ ہو وہ پڑھنے کے لائق نہیں ہے؟ آپ بتائیے کہ اللہ نے سوائے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے کس کی شان میں آیتیں نازل کیں؟ تو ہمیں صرف متعصب نہیں ہیں اللہ میاں بھی بڑے متعصب ہیں کتنی انگوٹھیاں دیدیں لوگوں نے، مگر جیسی آیت علیؑ کی شان میں بھیجی، ویسی کسی کیلئے نہیں بھیجی۔ تعصب تو یہ اللہ کا ہے۔ اور پھر جب تعصب کی بات ہے تو مجھ سے سن لو یقین نہ کرنا، جا کر علماء سے پُوچھ لینا، کہ اتنا کٹر ہے وہ اتنا متعصب ہے وہ کہ اُسی کو دیکھ کے تو ہم اتنا متعصب ہیں، "صلوات"، کہ اس نے اپنے قُرآن میں صرف اہل بیتؑ کی اطاعت کا حکم دیا اطاعت خُدا و رسُولؐ کے بعد، اس نے قرآنِ مجید میں تین سو تیرہ آیتیں علیؑ کی شان میں نازل کیں کیوں نہیں سب کی شان میں آیتیں نازل ہوئیں؟ کیا حرج تھا؟ کیا صرف اہلِ بیتؑ ہی تھے؟ اور نہیں تھے؟ کہا تھے تو آیت کیوں نہ نازل ہوئیں کسی کے لئے؟ اور اس کے تعصب کا عالم یہ ہے کہ

ابراہیم نے گھر بنا کے دیا، وہ اتنا نازک مزاج ہے کہ جناب مریم سے کہتا ہے باہر جاؤ بیت المقدس کے جو (ٹیمپریری) عارضی قبلہ ہے، مگر یہاں ہوگی ولادت چلو باہر جاؤ۔ مریم سے کہا باہر جاؤ بیت المقدس کے مگر اس کے بعد فاطمہ بنت اسد سے کہتا ہے کعبہ میں آؤ۔ انصاف شرط ہے مسلمانو! یعنی بیت المقدس میں رہتی ہیں مریم لیکن کہتا ہے وقت ولادت کہ باہر جاؤ، کون ہیں مریم، طاہرہ، معصومہ، ذکیہ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں نجاست کا کوئی تصوّر نہیں تھا، جو باہر کیا، میں کچھ کہہ رہا ہوں،، بلکہ پہلے سے انتظام کیا باہر، کہا سب دے سکتا ہوں، ولادت کے لئے اپنا گھر نہیں دے سکتا کیوں؟ اس میں، میں بڑا متعصّب ہوں صرف ایک ہی پیدا ہوگا میرے گھر میں اور جسے ہونا ہے وہ ہوگا، وہ گھر میں تھیں کہا باہر جاؤ، چلی گئیں قرآن میں لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اتنا متعصّب، دیکھئے قرآن میں لکھ دیا۔ یہ صفائی کر چکا ہوں کہ تعصّب کوئی بری چیز نہیں ہے، برائی ہو تو اللہ میں کہاں سے ہوگی؟ بلا لیا فاطمہ بنت اسد کو کعبہ میں آؤ۔ دیوار کو توڑ دیا۔ آج تک نشان موجود ہے، کس کی ولادت ہوئی کعبے میں؟ کہا وہ تو علیؑ کی ہوئی۔ خیر وہ علیؑ کی ہوئی، مگر کسی اور کی نہیں ہوئی؛ صلوات، میری منزل ابھی بہت آگے ہے۔ ابھی تو میں ٹہلاتا، گھماتا، سیر کراتا اپنی منزل کی طرف لے چلوں گا، بتاؤ مسلمانو کسی اور کی ولادت کیوں نہیں ہوئی؟ جب نہیں ہوئی تب نہیں ہوئی اب تو کنجی تمہارے پاس ہے،، صلوات،، اب تو تم متولی ہو کنجی تمہارے پاس ہے جب کراؤن پرنس پیدا ہونے والا ہو۔ دروازہ کھولو بھیج دو اس کی ماں کو، اور کہدو کہ سعودی عرب کا کراؤن پرنس کعبہ میں پیدا ہو رہا ہے۔ اب تو سب کچھ اختیار ہے، کہا یہ کیسے ہو سکتا

نہیں ہوسکتا، کیوں نہیں ہوسکتا؟ ارے ہم شیعہ علی والے ہیں، تم محاذ
ہے؟ نہیں ہوسکتا، کیوں نہیں ہوسکتا؟ ارے ہم شیعہ علی والے ہیں، تم محاذ
والے ہو اب پیدا کرادو۔ صلوات" ارے کعبے میں؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟
ارے تین سو ساٹھ بت تمہارے باپ دادا کعبے میں رکھ دیں"
ایک بچہ پیدا ہو جائے گا تو کیا ہوگا؟ نہیں کعبے میں ولادت نہیں ہوسکتی
رب کو منظور کہ نہیں ہوسکتی، اچھا مسجد میں؟ میں کیا کہہ رہا ہوں کسی
مسجد میں ولادت کرادو، انھوں نے کہا نہیں مسجد میں بھی ولادت نہیں
ہوسکتی، ارے یہ کعبہ تھوڑی ہے یہ مسجد ہے؟ آپ کیسی باتیں کررہے
ہیں مسجد میں کیسے ہوسکتا ہے، پوچھو بمبئی میں کوئی متولی راضی ہے کہ
مسجد میں کسی مسلمان کی ولادت ہوجائے، آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ سٹھیا
گئے ہیں آپ؟ مسجد میں بچہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ارے ہمارا نہیں کسی
عالم دین کا۔ کہا نہیں عالم دین کا بھی نہیں ہوسکتا، ارے عالم کا ہوسکتا
ہے؟ کہا نہیں عالم کا بھی نہیں ہوسکتا، اچھا تو خلیفۃ المسلمین کا ہوسکتا ہے؟
ارے بھائی کیسی باتیں کررہے ہیں؟ خلیفۃ المسلمین کا بھی نہیں ہوسکتا؟
عالم کا نہیں ہوسکتا۔ خلیفۃ المسلمین کا نہیں ہوسکتا، مسلمان کا بھی نہیں ہوسکتا
پتہ نہیں کیا اس کی مصلحت تھی کہ ایک مسلمان کا بچہ پیدا نہیں ہونے دیتا،
اور ایک کافر کا بچہ پیدا کردیا، صلوات،، آج آپ اس کو کافر کہہ رہے
ہیں جس کا بچہ کعبے میں پیدا ہوا، اور دیوار ٹوٹی بلایا کعبے میں تین دن
مہمان رکھا۔ کس نے کھلایا پلایا؟ اس کے بعد رسول اللہ تشریف لے گئے
تو پھر وہیں سے دیوار شق ہوئی، اور وہیں سے گود میں لیکے نکلے کافر تھے؟
مشرک تھے؟ بتوں کو پوجنے والے تھے؟ ہرگز نہیں قسم خدا کی نہیں،
اگر واقعی بتوں کو خدا سمجھتے ہوتے، تو جب ان کو سجدے۔ میں دیکھا۔ تو ابو
طالب کے گھر جاتے اور کہتے کہ یہ کتنا بڑا خدا آیا ہے کہ ہمارے خداؤں نے

سجدہ کیا، ہم بھی اس کو سجدہ کریں گے۔ ابوطالب کے گھر نہیں گئے پھر بتوں کو سیدھا کرکے رکھدیا۔ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یعنی فضیلت دیکھ لی مگر ماننے پر تیار نہیں ہوئے، کہیں اسی خون کا اثر تو نہیں چلا آرہا ہے کہ قرآن میں علیؑ کے فضائل، رسولؐ کی زبان پر علیؑ کے فضائل تاریخ کے اوراق پر علیؑ کے فضائل، ہماری مجلسوں میں علیؑ کے فضائل، پھر بھی ماننے کو تیار نہیں شوق یہ ہے کہ دوسروں کو لائیں وہ بھی ان سے بغیر پوچھے دیکھئے عجیب وغریب بات عرض کررہا ہوں، بغیر پوچھے، کیا حق ہے آپ کو کہ چودہ سو برس بعد آپ کسی شخصیت کو مولائے کائینات کے سامنے پیش کریں اور کسی کے فضائل بیان کریں۔ اور سیدھے سادے بھولے مسلمانوں پر یہ ثابت کریں کہ علیؑ ہی سب سے افضل نہیں تھے اور بھی لوگ افضل ہیں، ہم نے تو کبھی کہا نہیں کہ ہم علیؑ سے افضل ہیں، تم نے کیوں کہا؟ اور اس کے جواب میں اگر مجھ سے تم نے کچھ سنوایا مسلمان کو تو باعث تم بنے، جو بانی ہوتا ہے ثواب اس کی روح کو پہونچتا ہے، توجہ، تو گذارش یہ ہے کہ ہم جواب دے سکتے ہیں۔ سخت سے سخت جواب اور ایسا جواب دے سکتے ہیں کہ دانت کھٹے ہو جائیں، مگر ہمیں اکھاڑے میں کشتی نہیں لڑنا ہے، میں کیا کہہ رہا ہوں، ہمیں تو مسلمانوں سے ہمدردی ہے محبت ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ان کے سامنے خاکہ بیان کردیں، اور خاکہ بھی ان باتوں کا جس سے ان کے علماء بھی انکار نہ کرسکیں ہتاکہ آپ سمجھ لیں کہ نجات اہلِ بیتؑ کے ساتھ رہنے میں ہے یا نجات اہلِ بیتؑ کو چھوڑنے میں ہے۔ صلوات۔۔ اب سنئے، اہلِ بیتؑ، اہلِ بیتؑ یہ اہل بیتؑ کون ہیں؟ میں پوچھ رہا ہوں تہتر فرقوں کے علماء سے، انھوں نے کہا، ہائیں اہلِ بیتؑ؟ ارے بھائی یہ اہلِ بیتؑ کا لفظ آیا کہاں سے؟ کہاں سے

آیا؟ کہا یہ لفظ تو قرآن میں ہے. قرآن میں ہے؟ یعنی خدا نے قرآن میں اہل بیتؑ کچھ لوگوں کو کہا یا سارے مسلمان کو کہا؟ کہا نہیں کچھ لوگوں کو کہا. تو یہ تعصّب کیوں کیا اس نے؟ بھئی جو طواف بیت کرے وہ بھی اہلبیتؑ میں کچھ کہہ رہا ہوں.. اللہ کا گھر ہے خانۂ کعبہ. جتنے حاجی ہیں سب اہلبیتؑ کیونکہ بیتُ اللہ میں ہو آئے ہیں. کہا نہیں نہیں صاحب حاجی؟ حاجی اہل بیتؑ کیسے ہو جائے گا؟ نہیں ہو سکتا، کہا نہیں ہو سکتا اچھا سَو حج کر لے تو ہو جائے گا؟ کہا نہیں نہیں. سَو حج کرے تو، ہزار حج کرے تو ہو جائے گا؟ نہیں اہل بیتؑ نہیں ہو گا، اچھا پھر کون ہو گا؟ کہا رسولؐ کے گھر والے. گھر والے کون کون تھے؟ کون کون تھے؟ انھوں نے کہا بیٹی تھی. نواسے تھے. بھائی تھا، داماد نہیں کہہ رہا ہوں داماد باہر والا ہوتا ہے. گھر میں آتا ہے. میں کچھ کہہ گیا، صلوات.. بھائی کہہ رہا ہوں سگا چچازاد بھائی، داماد نہیں، داماد تو باہر سے آ کے گھر والا بنتا ہے بیوی، جو باہر سے آ کے گھر والی بنتی ہے..... گھر والا، انھوں نے کہا جی ہاں، اور باقی کون؟ کہا اصحاب کرام، ازواج کرام، اچھا اصحاب کون تھے؟ ازواج کون تھے؟ کہا جن کے ساتھ رسولؐ نے عقد کیا وہ زوجۂ رسولؐ، اُمّ المومنین سارے مومنین کی ماں. اور اک بات تو یہیں پوچھنے کو جی چاہتا ہے. کہ ازواجِ رسولؐ کو اُمّ المسلمین کیوں نہیں کہا جاتا؟ اس میں بھی کچھ معاملہ ہے. ارے کہیں مسلمانوں کو رِگگنا تر نہیں کیا تھا الفٹ نہیں دی تھی، کم از کم بیٹا ہی بنا لیتے ماؤں کا، اُمّ المسلمین نہیں، کہا ام المومنین یعنی ازواج رسولؐ ہیں بھی تو مومنین کی ماں ہیں، ہر مسلمان کی نہیں، صلواۃ. اب بڑی عجیب وغریب منزل ہے اصحاب رسولؐ کون ہیں؟ کہا وہی صحابیٔ رسولؐ ہے جس نے رسولؐ اللہ کی زیارت کی ہے. یعنی ابو لہب بھی صحابیٔ رسول ابو جہل بھی صحابی

رسولؐ۔ آئیں آئیں۔ کیوں؟ کیوں۔ ارے کلمہ کہاں پڑھا انھوں نے؟
صحابیٔ رسولؐ کہاں سے ہوئے؟ مسلمان ہی نہیں ہوئے تھے۔ اچھا تو اسلام شرط ہے؟ کہا جی ہاں، ایمان کے ساتھ نبیؐ کو دیکھا ہو تو صحابی بنے گا ہر اک صحابی نہیں ہے، بلکہ شرط ایمان ہے ورنہ سارے کافر صحابی، سارے مشرک صحابی ہو جائیں، صحابہ کون؟ اصحاب کون ہیں؟ کہا جنھوں نے ایمان کے ساتھ رسولؐ کے چہرے پر نظر ڈالی۔ ایمان کے معنی کیا ہیں؟ یقین۔، اور اگر حالتِ شک میں نگاہ ڈالی تو صحابیت کی فہرست سے کٹ گئے۔ کٹ گئے کہ نہیں؟ حالتِ یقین میں دیکھنے والا صحابی ہو گا۔ حالت شک میں نہیں، میں صرف اصولی باتیں، صرف اصول کی بات عرض کر رہا ہوں، انھوں نے کہا جی ہاں آپ کا کہنا صحیح ہے مگر آپ کو کچھ معلوم نہیں ہے، صلوات،، اب ہمیں بتانا بھی نہیں ہے ہم تو خالی اصولی باتیں بتا رہے ہیں، اب آپ بتائیے علیؑ نے رسولؐ اللہ کے چہرے کی زیارت کی، کہ نہیں کی،
چوبیس گھنٹے کا ساتھ رہا ہے، آپ کہتے ہیں زیارت کی کہ نہیں کی۔ سایہ نہیں تھا نبیؐ کا اور اگر تھا تو علیؑ سا نورانی سایہ تھا۔ اچھا جس نے ایک مرتبہ نظر ڈالی رسولؐ کے چہرے پر وہ صحابی ہو گیا، اور جس نے دنیا میں آکے آنکھ کھولتے ہی رسولؐ کو دیکھا، وہ کتنا بڑا صحابی ہو گا؟ علیؑ سے بڑھ کے کوئی صحابہ ہو گا؟ جو بچے نبیؐ کی گود میں پل رہے تھے حسنؑ و حسینؑ ان سے بڑھ کے کوئی صحابی ہو گا؟ آئیں جو نانا کو دیکھ رہے تھے نانا ان کو دیکھ رہے تھے، تو علیؑ بھی صحابی ہوئے کہ نہیں ہوئے حسنینؑ بھی صحابی ہوئے کہ نہیں ہوئے؟ کیوں نہیں اصحاب میں سرفہرست علیؑ و حسنینؑ کا نام لکھتے مسلمان؟ پوچھئے گا جا کے علمار سے، کہا ارے بھائی کیسی باتیں کرتے ہیں یہ صحابی تھوڑا ہی تھے انھوں نے نہیں دیکھا رسولؐ اللہ کو؟ یا دیکھ کے

آنکھ بند کر لی تھی؟ کہا نہیں بھائی یہ بات نہیں ہے۔ یہ تو، یہ تو اہلِ بیتؑ ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل بیتؑ کی کوالٹی کچھ اور ہے اور صحابیت کی کوالٹی کچھ اور ہے؟ یہ ڈِفرنس کرنے والے آپ کون؟ صحابی، صحابی ہیں فرق کرنے والے آپ کون؟ صحابی صحابی میں فرق کر کے گنہگار بنتے ہیں آپ، سب صحابی برابر، ارے بھائی آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں یہ اہل بیتؑ ہیں، صحابہ نہیں ہیں۔ اللہ نے انھیں چادر میں جمع کر کے آیت بھیجی، اور کہا اے اہلِ بیتؑ یعنی صحابہ سے اہلِ بیتؑ کو الگ اللہ نے کیا۔ اب میرا جھگڑا اللہ سے ہے۔ اے معبود! تو نے کیوں الگ کیا؟ میں نے کیا۔ کیوں کیا؟ کہا دیکھو کیوں کیوں یہ شیطان مارا گیا۔ ہوشیار رہنا۔ نہیں میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہا میں نے کیا آیت میں ہے دیکھ کیوں کیا، اسی آیت میں سب بھی شامل ہے، یہ سب نہیں الگ کیا، دیکھئے صحابہ کی فہرست ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ اور یہ تیرہ سے زیادہ نہیں، اچھا سب ہیں بھی نہیں، اس وقت چار ہی ہیں اہلِ بیتؑ، میں کیا کہہ رہا ہوں، یہ چار کو اصحاب کے مجمع سے تو نے کیوں الگ کیا؟ الگ مجمع سے جبھی کیا جاتا ہے جب کوئی خصوصیت ہوتی ہے جو پورا مجمع نہیں رکھتا۔ اتنا بڑا مجمع ہے، مومنین کا، مسلمین کا، عزادارانِ حسینؑ کا اب اگر میں تین چار حضرات کا نام لے کر کہوں۔ فلاں فلاں فلاں صاحب یہاں چلے آئیں وہ آگئے میں انھیں اوپر بٹھا دیا۔ تو سارا مجمع کہے گا کہ انھیں کیوں بلایا۔؟ کیا ہم نہیں تھے ہم کو کیوں نہیں بلایا۔ اعتراض ہوگا کہ نہیں ہوگا؟ لیکن اگر میں خاص صِفت سے پکاروں کہ جو جو اس میں پی۔ ایچ۔ ڈی ہے چلا آئے، تو اب جو پی۔ ایچ۔ ڈی ہیں وہ آئیں گے، اور جو نہیں ہوگا وہ خود کمی محسوس کرے گا، یعنی شکایت جب ہوگی جب بغیر خصوصیت کے بلایا جائے خالی نام لے کر، لیکن اگر صفتوں سے بلایا جائے تو شکایت

نہیں ہوگی، ہے کہ نہیں؟ خدا کیا کہہ رہا ہے، اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰه، بس اللہ نے
ارادہ کرلیا۔ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡس۔ یعنی تم سے رجس کو دور رکھے گناہوں
سے دور رکھے، نجاستوں کو دور رکھے تم سے، یعنی اگر کہتا کہ تم سے نجاست
نکال لیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تھی اور نکالی۔ جب کہہ رہا ہے کہ دور
رکھیں تو اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ خلقت میں طہارت ہے،، اب نجاست
کو دور رکھے کہ تم تک نہ پہونچے یہ اللہ نے ارادہ کرلیا۔ پاک رکھے جو پاک
رکھنے کا حق ہے، یُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا۔ یہ کون کہہ رہا ہے؟ شیعہ فرقہ نہیں کہہ رہا
ہے یہ اللہ قرآن میں کہہ رہا ہے، کہ میں نے اِرادہ کرلیا۔ ارے جب ارادہ
کرنا ہی تھا تو چند کے لئے کیوں کیا؟ پورے اصحاب کے لئے ارادہ کرلیتا۔
کہا نہیں صاحب انھیں کے لئے تو وہ بھی متعصب ہے اگر اللہ نے مجمع
اصحاب سے اہل بیتؑ کو چھانٹ کر ان کی طہارت کی ضمانت لے لی، تو
اگر ہم اسلام اہل بیتؑ سے لیتے ہیں تو آپ کو اعتراض کیوں ہے؟ پوچھیے
کہ کیوں لیتے ہیں اہل بیت سے، کہا کیوں؟ کہا اس لئے کہ خالص ملے گا،
سونا جہاں خالص ملے گا وہاں سے لیا جائے گا، اور اللہ کے دین میں
جہاں سے کچرا ملا ہو گا وہاں سے نہیں لیا جائے گا، آؤ مسلمانوں سب
لئے آؤ۔ خالص ملے گا۔ چلے سونا خریدنے بیورا اسلام لینے کے
کیا چاہیئے سونا، لوہے کی دوکان پر سونا پوچھ رہے ہیں مسلمان، دکاندار
نے کہا جویلر کے پاس جاؤ۔ اب ایک دو دکانیں ہوں تو مسلمان خریدے
اعتماد کے ساتھ، یہاں تو اتنی سب دکانیں، اور یہ بھی نہیں معلوم کہ کب بند
ہو جائے، صلوات،، گئے جویلر کے یہاں۔ کیا چاہیئے؟ سونا چاہیئے، لیجئے
دیکھئے یہ سونا ہے، پرکھ لیجئے کسوٹی پر، نہیں کسوٹی پر پرکھنے کی ضرورت
نہیں ہے، ہم کو وہ سونا چاہیئے جس پر ریزرو بینک کے گورنر کی مہر ہو۔

اچھا اچھا۔ اس میں کیا خاص بات ہے۔ کہا وہ اصلی ہوگا انصاف سے بتاؤ مسلمانوں ریزرو بینک کے گورنر کی ضمانت پر مرتا ہے مسلمان اور اللہ کی ضمانت پر نہیں مرتا۔ یہ کیسے علماء ہیں، کیا ضمانت ہے ریزرو بینک کی یہ تو ضمانت ہے کہ وہ خالص ہے؟ اب میں لے آیا ریزرو بینک کی مہر والا سونا۔ تو کیا میں اس میں میل نہیں کر سکتا ہوں؟ کہا نہیں نہیں آپ کر سکتے ہیں۔ پھر کیا ضمانت ہوئی؟ کہا ایشو ہوتے وقت جاری ہوتے وقت کی ضمانت ہے، بعد میں میلی ہو جائے اس کی ضمانت کیا؟ اکہری ضمانت پر جاتے ہو۔ اللہ نے کہا اہل بیتؑ پاک ہیں اور ان میں میل بھی نہیں ہو سکتا، صلوات، ڈبل گارنٹی۔ رجس کو آنے نہیں دے گا، تو اگر ہم اہل بیتؑ سے اسلام لیتے ہیں، جس میں میل نہیں ہے تو کیا پریشانی ہے آپ کو، آپ بھی لے لیجئے۔ اور فری ملتا ہے یہاں، یہاں کچھ لے کے نہیں دیا جاتا فری اسلام اہل بیتؑ کچھ ڈمانڈ بھی نہیں کرتے آؤ بلکہ ہم سے لے جاؤ۔ صلوات "۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر ہم صرف اہل بیت کی پیروی کرتے ہیں۔ تو یہ الزام ہم پر ہے کہ ان کے یہاں صرف ذکر آل محمدؐ کے اور کسی کا ذکر نہیں ہوتا۔ تو اس سے بھی کبھی نہ گھبرائیے۔ اور گھبرا کے اہل بیتؑ کا ذکر چھوڑ کر اور کسی کا ذکر نہ کیجئے، یہ سرٹیفکٹ ہے۔ قیامت میں یہی کہئے گا معبود جیسا ذکر کرنے کا حق تھا ویسا نہیں کر پائے۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ ہم نے وہی ذکر کیا جو تو نے کیا، یہ تاریخ کی بات ہے کہ اہل بیتؑ کی شان میں قرآن نازل ہوا۔ نبیؐ جدھر سے گذرے کبھی علیؑ کی مدح میں حدیث سنا دی۔ کبھی حسنؑ و حسینؑ کی مدح میں حدیث سنا دی۔ ارے بھائی نبیؐ کو اور کچھ تھا ہی نہیں جو کسی کا ذکر کرتے؟ کہا نہیں نہیں، کچھ اور حدیثیں ہیں، ایک حدیث آج آپ کو سناؤں گا بغیر نام کے ارے نہیں وہ پرانی ہوگی صلوات "

ایک حدیث آج کل پیش کی جارہی ہے کہ اگر نبوت مجھ پر ختم ہوتی، تو اے
بی، سی، ڈی، ایکس، وائی زیڈ۔ نام نہیں لے رہا ہوں، کسی کا دل دکھانا
مقصود نہیں ہے، تو یہ نبیؑ ہوتے۔ لیکن ان حدیثوں میں تضاد ہے ایک ہی
نام نہیں لیا جاتا۔ کوئی کسی کا نام لیتا ہے کوئی کسی کا، کوئی کسی کا، توجہ
کیجیئے گا۔ اگر کہی ہوتی تو ایک کے لئے کہا ہوتا۔ کہیں ایک ٹکڑا لگا دیتے ہیں
کہیں دوسرا ٹکڑا لگا دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ فضیلت میں اس سے بڑھ کر
اور حدیث کیا ہوگی؟ جب میں نے سنی تو میں بھی غور کرنے لگا کہ اس میں
کیا فضیلت نکلتی ہے؟ انھوں نے کہا یہ فضیلت کم ہے کہ نبیؐ نے کہا کہ اگر
محمدؐ پر نبوت ختم نہ ہوجاتی تو یہ نبیؑ ہوتے؟ فضیلت ہے؟ کیا فضیلت ہے؟
انھوں نے کہا نہیں ہے؟ میں نے کہا کہ نبیؐ نے کیا فرمایا کچھ غور کیا آپنے؟
کہ چونکہ اللہ جانتا تھا کہ یہ میرے بعد نبیؑ بنیں گے اس لئے اللہ نے مجھ ہی
پر نبوت ختم کردی۔ ذرا غور فرمائیے کہ یہ فضیلت کہاں سے نکلی یعنی جس
نام سے دنیا یاد کرتی ہے، اس نام سے یاد نہ کرتی، اور شاید نبیؐ پر نبوت ختم
نہ ہوتی، بارہ نبیؑ اور ہوتے نبیؐ کے بعد میں، قدرت نے اِسی لئے لفظ بدل دیا
میں کچھ کہہ رہا ہوں، بجائے نبوت کے، کہ نبوت چھنے، خلافت چھنے امامت
باقی رہ جائے،، صلوات،، چادر میں کوئی زوجہ تھی؟ نہیں جب آیۂ تطہیر
نازل ہوئی تو چادر میں کوئی صحابی نہیں تھا، توجہ، تو اللہ نے اہل بیتؑ
کو خود ہی الگ کردیا، اور ان کی گارنٹی لے لی۔ ان کی ضمانت لے لی،
دیکھئے شئے کو شئے کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جھگڑا جبھی ہوتا ہے،
جب فضیلت بڑھائی جاتی ہے، آپ خود ہی لکھتے ہیں،، میں اپنی
مثال دے رہا ہوں، حالانکہ میں تو اس قابل بھی نہیں ہوں، خطیب
الایمان مولانا سیّد مظفر حسین طاہر جروَلی، اعلان بھی کرتے ہیں، پوسٹر

میں لکھتے ہیں، تو میں ایک لفظ بتاتا ہوں وہ بھی لکھ دیجئے، کون سا لفظ؟ مجتہد العصر والزمان، خطیب الایمان مولانا سید طاہر جرولی۔ اب جو پوسٹر چھپا تو کہا اے بھائی لو اور سنو۔ یہ مجتہد کب سے ہو گئے، سنو بھائی، کیا کوئی۔ بی اے۔ ایل ایل بی، کر کے مجتہد ہوتا ہے؟ یہی ہمارے چاہنے والے یہ جو خطیب الایمان لکھتے تھے،، حالانکہ وہ بھی نہیں ہیں، مجتہد العصر لکھ دیا ارے بھیا دیکھو طاہر صاحب مجتہد ہو گئے، چہ می گوئیاں ہونے لگیں، تو جس نے لکھ دیا اس نے لکھ کے مجھے مجتہد تو بنا نہیں دیا، الگ سے پچاس باتیں مجھے سنوائیں، ارے عظمتِ صحابہ کم نہیں ہے صحابیت بیان کرو تو کچھ بھی نہ ہو، اسے جب امامت سے ٹکراتے ہو تو کہتے یہ بھائی دیکھو یہ منھ اور مسور کی دال،، صلوات،، آپ کی فرمائش پر میں نے تمہید کو اتنا طول دیدیا، اب سنیئے ورنہ موضوع جہاں پر کل میں نے بات چھوڑی تھی وہ یہ تھا کہ آپ کو اس میں شک ہے کہ ہمیں اہل بیتؑ نجات دلائیں گے؟ ہم یہ پڑھ رہے تھے کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو کفار اور مشرکین کے ہاتھوں کسی کو نجات نہ ملتی، بدر ہی میں قلع قمع ہو جاتا۔ احد میں چھوڑ کر پہاڑ کا سہارا لیا، مگر اگر نبوت ختم ہو جاتیؐ تو چڑھنے والے پہاڑ پر بھی چڑھ جاتے، آئیں، چڑھتے کہ نہ چڑھتے؟ اور ایک بھی بھاگ کے پہاڑ پر چڑھنے والوں کو نہ چھوڑتے۔ کفر پر پلٹنا پڑتا۔ یا گردن کٹانا پڑتی، کلمہ نہ رہتا حضور یہ ذاتِ علیؑ ہے جس نے نجات دلائی قدم قدم پر کل میں نے عرض کیا تھا کہ خندق، سبحان اللہ، عمر کہہ رہا ہے آؤ نجات لو، نبیؐ کہہ رہے ہیں جاؤ نجات لو اور کوئی نہ اٹھا، پوچھیئے گا علمائے کرام سے کوئی نہ اٹھا سوائے علیؑ کے، تو جس نے عمر کو قتل کر کے بتایا کہ جنت ہے، رسول اللہؐ نے کہا یا علیؑ اب جنت تمہاری لشکر لے کے علیؑ نہیں گئے تنہا گئے کہ جنت پاٹنر شپ نہیں ہے، علیؑ جنت تمہاری ہے، تو اب دیکھنا علیؑ

قیامت میں باٹیں گے جنّت، دیکھئے عجب منزل ہے اِدھر میدان حشر بیچ میں جہنم، اور جہنّم کو پار کر کے جنّت، تو چونکہ علیؑ کو جنّت باٹنا ہے، لہٰذا میدان چھوڑیں جہنّم کا کنارا چھوڑیں جہاں سے جنّت شروع ہوتی ہے اس کے دروازے پہ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے، آ گئے مسلمانوں! تم جاؤ، تم نہ جاؤ، اور تم جاؤ باٹنے کے اور کیا معنی ہیں؟ لیکن ایسا نہیں ہے، کتابوں میں لکھا ہے علیؑ میدانِ حشر میں جنّت اور جہنّم کے بیچ میں کھڑے ہوں گے، میں کچھ کہہ رہا ہوں خدا محشر میں کہے گا بلاؤ ان مولویوں کو، جو بمبئی میں تقریریں کرتے تھے میرے علیؑ کے خلاف اور ان سے کہو کہ دیکھیں اپنی آنکھوں سے دیکھو کہ جہنّم سے نجات دلانے والا کون ہے؟ صلوات، اب آپ ملاحظہ فرمائیں حضور۔ میں آ گیا اپنی منزل پر، کون نجات دلائے گا؟ اچھا نجات کی دُعا کیا ہے؟ نجات کا کلمہ کیا ہے؟ یہ پوچھئے علماء سے، کتابوں میں لکھا ہے اِدھر کھڑے ہوں گے اُدھر جہنم بیچ میں پلِ صراط۔ جو بال سے زیادہ باریک، تلوار کی دھار سے زیادہ تیز، اِدھر سے مجمع آ رہا ہے کھڑے ہیں اطمینان سے، اور دو لفظیں، میرا، تیرا۔ سبحان اللہ، کسی کا بازو نہیں پکڑیں گے، زور نہیں لگائیں گے، سفارش نہیں کریں گے، تیرا، میرا، جس کو کہیں گے میرا وہ جہنم کے پار ہو گا، اور جس کو کہیں گے تیرا اس کو جہنم کے شعلے، ٹھیک ہے، تو میرا تیرا، مسلمانوں تمہارا شکریہ کہ تم ہم کو علیؑ والا کہتے ہو، صلوات، بس اتنی گذارش کریں گے کہ جیسے تم دنیا میں ترچھی نگاہوں سے دیکھتے ہو علیؑ والا، علیؑ والا ہے، ویسے محشر میں کہنا کہ علی والا، جیسے ہی علیؑ نے سنا کہا میرا۔ اور جیسے ہی تم کہہ کے چپ ہوئے علیؑ نے کہا تیرا۔ یہ میرا وہ تیرا، توجہ فرمائیے یہ میرا تیرا۔ انھوں نے کہا ارے یہ طاہر صاحب نے گڑھ لیا ہے، تو ٹھیک ہے پھر دیکھنا قیامت میں گڑھ لیا ہے کہ پڑھ لیا ہے، اُنھوں نے کہا تو اس میں کیا ہے ہم بھی کہہ دیں گے قیامت

ہیں، کیا دیں گے ؟ ارے کہہ دیں گے، بھئی کیا کہہ دیں گے علیؑ والا کہدیں گے ہاں جب دنیا میں طاہر صاحب کے سامنے اس نام کے لینے میں اتنی شرم ہے تو علیؑ کے سامنے کیا بے شرم ہو جاؤ گے ؟ قیامت میں انسانوں سے نہیں پوچھا جائے گا کہ تم کس کے والے ہو ورنہ یہ دربدلو انسان ایک سکنڈ میں دربدل دے گا، کمال یہ ہوگا کہ علیؑ سے پوچھا جائے گا، یا علیؑ تم کھڑے ہو جاؤ بس تم کھڑے ہو جاؤ، جس کو کہدو میرا چلا جائے گا جنت میں اور جو تمہارا نہیں ہے اس کو کہدو تیرا کھینچ لے گا جہنم۔ جنت بعد کی بات ہے پہلے جہنم سے نپٹو، علیؑ کہہ رہے ہیں تیرا میرا۔ اس کی بنیاد حدیثِ رسولؐ ہے۔ سنو مسلمان، متفق بین الفریقین حدیث۔ رسول اللہؐ نے مسجدِ نبوی میں فضائلِ علیؑ بیان کرتے ہوئے اک مرتبہ کہا یا علیؑ، یا علیؑ جی چاہتا تھا کہ آج کچھ تمہاری فضیلتیں بیان کرو۔ مگر اس خیال سے نہیں بیان کرتا کہ کہیں دنیا بہک نہ جائے۔ اور اس کے بعد مُڑے اصحاب کی طرف کہ فقط اتنا سن لو، کہ اگر ساری دنیا علیؑ کی محبت پر جمع ہو جاتی تو خدا جہنم کو نہ بناتا۔ صلوات۔ آج نجات کا ٹاپک کمپلیٹ ہو گیا، آج میرا موضوعِ نجات مکمل ہو گیا، یا علیؑ اگر سب تیری محبت پر جمع ہو جاتے تو اللہ جہنم کو خلق ہی نہ کرتا، اب اگر نجات چاہتے ہو تو فوراً آجاؤ، علیؑ سے محبت کرنے لگو، علیؑ سے پیار کرنے لگو اگر نجات چاہتے ہو، علیؑ سے محبت کرو، کیونکہ علیؑ پیار اور محبت کی شخصیت کا نام ہے، رسول اللہ بھی علیؑ سے محبت کرتے ہیں، ملائکہ بھی علیؑ سے محبت کرتے ہیں، ہر شریف آدمی علیؑ سے محبت کرتا ہے، ہر صحیح النسب علیؑ سے محبت کرتا ہے، ارے علیؑ سے محبت نسب کی طہارت کا اعلان ہے میں کچھ کہہ گیا، صلوات" جہنم بنتا ہی نہیں اگر مخالفینِ علیؑ نہ ہوتے، تو اس کا نتیجہ یہ نکلا جو محبت

نہ کرے گا اس کیلئے جہنم بنا ہے، مگر جو مخالفت کرے گا وہ تو رئیسِ جہنم ہوگا، سردارِ جہنم ہوگا وہ تو جہنم میں سب کا خلیفہ ہوگا "صلوات"۔ لہٰذا برادران اسلام سے خواہ وہ اسلام کے کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں کہوں گا کہ وہ اگر جہنم سے اپنی نجات چاہتے ہوں تو، میں کہا کہہ رہا ہوں کہ شیعہ ہو جاؤ، میں تو کہہ رہا ہوں کہ علیؑ سے محبت کرو، ارے بھئی علیؑ کو چاہیں گے تو شیعہ ہو جائیں گے؟ نہیں نہیں ضرورت نہیں ہے، بہت سے ایسے اہل سنت گذرے ہیں جن کے دل میں علیؑ کی محبت تھی، ہے، رہے گی اور میں تو اب ایسے لوگوں کو بھی جانتا ہوں کہ نام شیعہ ہے، اور کہا دیکھا دیکھا شروع کر دیا خندق خیبر، ہاں خندق خیبر نہیں شروع کر دیا تم نے جہنم کا وظیفہ شروع کر دیا، "صلوات"۔ تو آپ کا مطلب یہ ہے طاہر جب کہہ علیؑ سب کو جہنم سے پار کریں گے، بیشک کریں گے۔ میں ایک وکیل آدمی ہوں اگر میری بات پر اعتبار نہ ہو تو علماء سے پوچھئے۔ خیبر کا در علیؑ ہاتھ پر لے کر سارے لشکریوں کو پار کر رہے تھے کہ نہیں؟ اور سارے کہہ رہے تھے سارے نے علیؑ یا علیؑ کہا کہ نہیں؟ ارے ہاتھ پر در لے کر در پہ لشکر کو بٹھا کر شعلہ فشاں خندق کو پار کر کے مسلمانوں کو بتا رہے تھے علیؑ کہ دیکھو یہ ایک سیمپل دکھا رہا ہوں اگر یا علیؑ یا علیؑ کہتے حشر تک آؤ گے تو وہاں بھی ہم جہنم سے پار کرا دیں گے۔ "صلوات"

مگر علیؑ کو پرواہ نہیں انھیں تو ہم ایسے چاہنے والے چاہئیں، حضور اس سے بڑھ کر بدبخت انسان اور کوئی نہیں جو ولائے علیؑ اور محبت علیؑ کو چھوڑ دے، آج یہ تبلیغ ہو رہی ہے کہ علیؑ سے کیا ہوگا، "علیؑ سے کیا ہوگا"، ان کی محبت سے کیا ہوگا؟ علیؑ ہی سے تو سب کچھ ہوا۔ علیؑ نہ ہوتے تو آج اسلام نہ ہوتا، علیؑ نے نہ ہوتے تو آج کلمہ نہ ہوتا، علیؑ نہ ہوتے تو

آج کچھ نہ ہوتا، ارے یہ انجمنیں بھی نہ ہوتیں، کیونکہ کافروں میں علیؑ کے مخالف نہیں ہیں، یہودیوں میں علیؑ کے مخالف نہیں ہیں، عیسائیوں میں مخالفتِ علیؑ نہیں ہوتی، ہندؤں میں علیؑ کے دشمن نہیں ہیں، بلکہ وہ لوگ تو، وہ قومیں تو علیؑ کے فضائل سُن سُن کے ریسرچ کر رہی ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ریسرچ کر رہے ہیں، نہج البلاغہ پر۔ وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ علی خدا تھا یا بندہ دیکھئے گا نصیریوں کی تعداد بڑھنے والی ہے، یہ دورِ علم ہے۔ ترقی کا دَور ہے جوں، جوں دنیا ترقی کر رہی ہے وہ عَیاں ہے آپ پر، آج لیٹرس ریسرچ جاپان یورپ میں شائع ہوئی جو کاپی میرے پاس بھی موجود ہے، میں شیعہ اخبار میں بھی اس کا ترجمہ شائع کرا چکا ہوں، "سنیں جس کو قوم شیعہ کہتے ہیں، اس کا یہ یقین ہے اس کا یہ ایمان ہے کیونکہ ان کا موت سے نہ ڈرنا تمام مسلمانوں سے مختلف ہے۔ اور اس کا صرف ایک سبب ہے، یہ لوگ جہاں بیٹھتے ہیں جب بھی بیٹھتے ہیں یا تو ذکرِ علیؑ کرتے ہیں یا ذکرِ حسینؑ کرتے ہیں۔ دیکھئے دنیا کے مانے ہوئے ماہرین نفسیات لکھتے ہیں۔ ورلڈ چیمپئن سیکالوجکس" لکھتے ہیں علیؑ کے فضائل سن کر دنیا ان کی نظر میں ہیچ ہو چکی ہے، یہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کو نہ طاقت سمجھتے ہیں، نہ بڑے سے بڑی دولت کو دولت سمجھتے ہیں۔ نہ بڑے سے بڑے صاحبِ ثروت کے رعب میں آتے ہیں، کیونکہ جس کا آئیڈیل علیؑ ہو اس کے سامنے کون ٹکے گا، صلوات"

اس لئے یہ لالچ میں بھی نہیں آتے۔ اس لئے یہ خریدے بھی نہیں جا سکتے، کیوں کہ ان کو ناز ہے کہ علیؑ کی مُحبّت ان کے پاس ہے جو پرائس لیس ہے بک نہیں سکتی، اتنی قیمتی چیز ہے لٰہذا ڈرائے بھی نہیں جا سکتے سکتے، اور ذکرِ حسینؑ سُن کے موت کے تو یہ سمجھتے کچھ نہیں ہیں، دن رات

ان کے یہاں اشعار میں تقریروں تحریروں میں کہتے ہیں کہ مائیں جب بچوں کو گود میں پالتی ہیں تو ذکرِ حسینؑ سناتی ہیں، صبر کا متحمل بناتی ہیں، کہ مصائب برداشت کرسکیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ کربلا کا مصائب سُن سُن ان کا جینے کو جی چاہتا نہیں، یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو موقع ملے اور ہم اپنی جانوں کو نثار کردیں کیا اچھے تھے ہمارے بزرگ جنھوں نے مجلسِ حسینؑ کو دو حصوں میں بانٹا، شروع میں فضائلِ علیؑ آخر میں مصائبِ حسینؑ، تاکہ ہمارے بچوں میں، جوانوں، بزرگوں میں موت سے بے خوفی پیدا ہو جائے تاکہ ان کی نظر میں دنیا کے خزانے ہیچ نظر آنے لگیں، تاکہ کوئی خرید نہ سکے کوئی ڈرا کے ایمان نہ چھین سکے اور یہی ذکرِ حسینؑ ہے جس نے ساری دنیا سے اسلام کا تعارف کرایا۔ رات بھر انجمن ہائے ماتمی، آئیں گی نوحہ پڑھیں گی، ماتم کریں گی سینہ زنی کریں گی۔ قسم خدا کی ہر مذہب کے بزرگوں کو یہ شکایت ہے کہ نوجوان مذہب سے دور ہیں آج کے دور میں۔ مگر اگر شکایت نہیں ہے تو عزا داروں کو نہیں ہے۔ آج اس دور کا نوجوان مذہب سے جدا ہو گیا ہے، حسینؑ سے جدا نہیں ہوا ہے۔ حسینؑ کے نام پر سب جمع ہوتے ہیں، اور جمع ہی نہیں ہوتے سینہ زنی کرتے ہیں ہاتھ اپنے سینوں پر مارتے ہیں، آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں، رات رات بھر جاگتے ہیں، دن کو محنت مزدوری کرتے ہیں، مگر رات کو غمِ حسینؑ سونے نہیں دیتا۔ آپ بھی ہمیشہ سے دیکھتے ہیں، میں بھی ہمیشہ سے دیکھتا ہوں یہ عشرہ تمام ہو رہا ہے، انجمن امامیہ کا یہ عشرہ آج تمام ہو جا رہا ہے آپ انصاف سے بتائیے کہ کسی کا دل چاہ رہا ہے یہاں سے جائیں، ایک انجمن ہٹی تو دوسری لگ جاتی ہے، آقا ابھی نہ جائیے، آقا ابھی کچھ دنوں اور ہمارے گھروں میں رہیئے، اے مولا اے کربلا کے پیاسے ہم آپ کی خاطر بھی نہ کرسکے۔ ہم آپ کا غم نہ منا سکے، آقا جو بھی

خدمت کی ہے اسے قبول کر لیجئے، سید علی کلید بردارِ حرم امام حسینؑ نے لکھا ہے کہ جب میں کلید بردار ہوا۔ اور چاند رات آئی اور میں ضریح میں گیا تعزیتِ حسینؑ کے لئے میں نے زیارت پڑھی تو دیکھا ضریح پر بڑی بے رونقی سی محسوس ہو رہی ہے ضریح خالی خالی سی لگ رہی ہے، یہ دیکھنا تھا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ کہیں میرے آقا کو میری کلید برداری نا منظور تو نہیں، رات کو سوئے تو دیکھا خواب میں کہ حسینؑ تشریف لائے ہیں۔ اور کہتے ہیں اے سید علی! آخر تو کیا پوچھنا چاہتا ہے، کہا آقا آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں، کہا نہیں میں تجھ سے ناراض نہیں ہوں۔ کہا پھر ضریح میں ویرانی کیوں ہے؟ کہا سید علی چاند رات سے ہم ہندوستان میں رہتے ہیں، اس لئے کہ ہمیں ہندستان بہت پسند ہے۔ عزادارو۔ دنیا کربلا زیارت کو جاتی ہے حسینؑ آپ کے عاشور خانوں کی زیارت کو آتے ہیں۔ بس عزادارو میں پڑھ چکا۔ حسینؑ رخصت ہو رہے ہیں عزادارو۔ خدا حافظ۔ مولا خدا حافظ۔ ہماری خطائیں معاف کرتے جائیے، دیکھئے آقا اتنا بڑا مجمع آپ کو رخصت کرنے آیا ہے، مگر جب حسینؑ کربلا سے رخصت ہوتے تو ؎

نہ لشکر ہے نہ سپاہ ہے نہ کثرتِ الناس
نہ قاسمؑ نہ علی اکبرؑ نہ عباسؑ

ہاں عزادارو! آپ بہت روئیں گے، کیونکہ جب مہمان جاتا ہے تو بہت رونا آتا ہے بہت، بس اب سینے میں نہیں جانتا مجلس کب تمام ہوگی، اے مری ماؤں اے مری بہنو! اے مری بیٹیو، اے مرے بزرگو! حسینؑ کو اس شان سے رخصت کرو۔ جیسے اہلِ حرم نے کیا تھا۔ جب حسینؑ نے آخری سلام کہا۔ آواز دی زینبؑ مرا آخری سلام، رقیہؑ میرا آخری سلام۔ اُمِ لیلیٰ مرا آخری سلام، رباب مرا آخری سلام اک

مرتبہ حسینؑ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے آواز دی مری ماں کی کنیز فضہ تجھ پر حسینؑ کا آخری سلام۔ آ کے فضہ نے رکاب پکڑ لی شہزادے کیا اِسی دن کے لئے میں نے جھولا جھلایا تھا۔ چلئے چلئے بہن بلا رہی ہے۔ حسینؑ خیمہ گاہ میں آئے بہت غور سے دیکھا۔ کہا بھیا کچھ باتیں کرنی ہیں بہن آؤ، ایک خیمہ گاہ میں گئے۔ ایک کہنہ لباس نکالا پارہ پارہ کیا۔ اور پھر زیب تن کیا۔ بھائی بہن میں باتیں شروع ہوئیں جب درِ خیمہ سے باہر نکلے تو بیبیاں کہتی ہیں ہم سمجھ گئے، کیونکہ جب مدینے سے چلے تھے تو اب تک بہن بھائی کا طریقہ کچھ اور تھا یعنی بھائی آگے چلتا۔ بہن سر جھکائے پیچھے پیچھے چلتی تھیں، یہ منظر دیکھنے کے بعد ہماری سمجھ میں آ گیا کہ حسینؑ نے ہم سب کو زینبؑ کے سپرد کر دیا جزاکم ربکم۔ بہن سید سجاد کے خیمے میں پہونچیں بیمار کا شانہ ہلایا کہا سیدِ سجاد اٹھو۔ باپ رخصت کے لئے آیا ہے۔ بیمار نے آنکھیں کھولیں نہیں پہچانا۔ پوچھا کون؟ کہا سیدِ سجاد میں تمہارا باپ حسینؑ ہوں بابا یہ کیا حال ہے؟ کہا بیٹا تم سے رخصتِ آخر کو آیا ہوں، کہا بابا آپ رخصت کے لئے، حبیب کہاں ہیں؟ مسلم کہاں ہیں؟ زہیر کہاں ہیں؟ حسینؑ نے سر جھکا لیا۔ کہا بیٹا سب سب شہید ہو گئے۔ بے چینئ دل بڑھی بیمار کی، بابا چچا عباسؑ، کہاں مارے گئے۔ کہا بابا میرا بھائی علی اکبرؑ۔ حسینؑ رونے لگے اے سیدِ سجاد سوائے تمہارے اور میرے کوئی باقی نہیں ہے۔ جزاکم ربکم۔ بیمار متوجہ ہوا پھوپھی کی طرف، پھوپھی اماں، میری تلوار دیجئے، میرا عصا دیجئے، بیٹا کیا کرو گے؟ اب میں بابا کی نصرت کروں گا۔ شانہ پکڑ لیا بیٹا سیدِ سجادؑ تم امامِ وقت ہو بیٹا تمہارا امتحان تو مجھ سے زیادہ سخت ہے۔ یہ حسینؑ فرما رہے ہیں بیٹا مجھے تو تیغ جفا سے شہید ہونا ہے تمہیں رانڈوں کے ساتھ بازارِ کوفہ وشام جانا ہے۔ اے سیدِ سجادؑ نانا

کی اُمّت کی نجات کا خیال رکھنا، میرے لال بد دعا نہ کرنا۔ اے سیّدِ سجّادؑ

دیر ہو رہی ہے وصیت سن لو، جب قید سے چھوٹ کر مدینہ جانا تو میرے شیعوں کو میرا اسلام کہنا۔ اور کہہ دینا کہ جب ٹھنڈا پانی پئیں تو حسینؑ کی پیاس ضرور یاد کر لیا کریں، حسینؑ نکلے خیمے گاہ میں تو تمام بیبیوں نے گھیر لیا کہا آقا بس آخری خواہش آخری درخواست، حسینؑ نے کہا کہو کہو کہا کچھ نہیں آقا ہم دُور دیا کھڑے ہو جاتے ہیں آپ ہمارے بیچ سے گذر جائیے تا کہ ہم آخری زیارت کر لیں، اِس آخری زیارت کی کیا وجہ ہے کوئی نہیں بتا سکتا، کہا بسم اللہ بیبیاں کھڑی ہو گئیں، حسینؑ بیچ سے چلے درِ خیمہ پر آ کر حسینؑ نے کہا زینبؑ تم بھی الوداع کہو کہ حسینؑ جائے کہا ذرا گلو بند ہٹا دیجیے، حسینؑ نے گلو بند ہٹایا۔ زینبؑ نے گلے کے بوسے لئے حسینؑ نے پوچھا یہ کیا؟ کہا ماں نے وصیت کی تھی جب حسینؑ مرنے جانے لگے اے بیٹی گلا چوم لینا۔ حسینؑ نے کہا اچھا بہن تو اپنے بازؤں سے ردا بھی ہٹا دو زینبؑ نے ردا اٹھائی، حسینؑ نے بازؤں سے بوسہ لیا اور کہا اے زینبؑ اس گلے پر چھری چلے گی تو ان بازؤوں میں رسن بندھے گی سر سے چادر چھن جائے گی۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰالِمِيْنَ ۝

ختم شد

خطیب الایمان، شیر ہندوستان — عالی جناب مولانا

سیّد مظفر حسین طاہر جرولی مرحوم

کی عظیم الشّان کتابیں

انجمن امامیہ بمبئی کی یادگار سنؤ سالہ پر ۱۲ مجالس کا مجموعہ

قرآن واہلبیتؑ تحریف قرآن وعظمت اہلبیتؑ پر تحقیقی مجالس

اس کے بعد انجمن امامیہ بمبئی میں پڑھی ہوئی مجالس کا آخری عشرہ مجالس جس کا عنوان ہے

نجات حدیث سفینہ "مثل اہلبیتی کمثل سفینۃ نوحؑ" کی شرح پر بہترین کتاب ثانی زہرہ کمیٹی بمبئی میں پڑھی ہوئی مجالس

وسیلہ وسیلہ اور اسلام کے عنوان پر انجمن امامیہ بمبئی میں پڑھی ہوئی خطیب الایمان کے آخری یادگار عشرۂ مجالس۔

مولانا سیّد میثم کاظم جرولی صاحب

کا ارشادِ گرامی
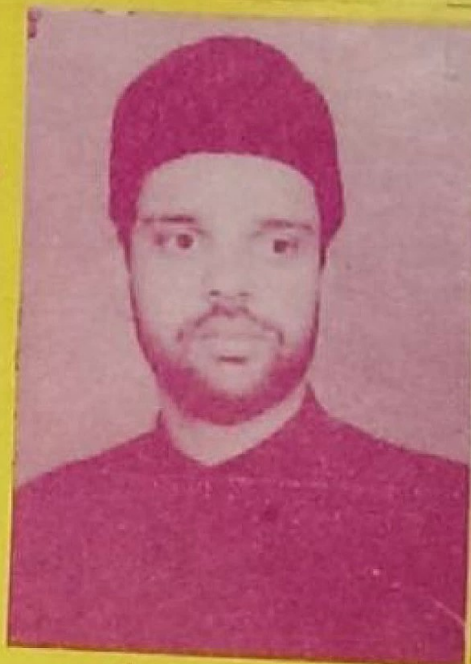
بسمہ سبحانہٗ تعالیٰ

مجھے یہ جان کر نہایت مسرّت حاصل ہو رہی ہے کہ جناب سیّد اظہار حسین حیدری صاحب مالک حیدری کتب خانہ بمبئی میرے والد ماجد حضرت خطیب الایمان شیرِ ہندوستان مولانا سیّد مظفر حسین طاؔہر جرولی صاحب اعلی اللہ مقامہٗ کی عشرہ مجالس کو ترتیب دیکر کتابی شکل میں شائع کر رہے ہیں یہ تقاریر کو دوام کیسٹوں وغیرہ سے نہیں مل سکتا تھا کیونکہ کیسٹوں کی ... حیات ہوتی ہے مگر جب تقاریر کو دامنِ قرطاس کے حوالے کر دیا ہے تو تقریر ... شکل تحریر دوام مل جاتا ہے اور نسل بعد نسل استفادہ کیا جاتا ہے۔ لائق مبارکباد ہیں جناب سیّد اظہار حسین حیدری صاحب جنہوں نے اس سے پہلے "قرآن و اہلبیتؑ" کو کتابی شکل دیکر مومنین کو مستفیض کیا یہ کتاب نوجوان خطبا و ذاکرین کے لئے بہترین ذریعہ استفادہ ہے۔ آخر میں ہم بمعہ سب برادران جناب سیّد اظہار حسین حیدری صاحب کو اس کتاب کی اشاعت کی بہ خوشی اجازت دیتے ہیں اور قارئین سے خطیب الایمان اعلی اللہ مقامہٗ کے لئے ایک سورہٗ فاتحہ کی التماس کرتے ہیں۔ والسلام

خاکپائے غلامانِ اہلبیتؑ

سیّد میثم کاظم جرولی

۱۱۵- حیدر مرزا روڈ نزد مقبرہ عالیہ۔ گولہ گنج۔ لکھنؤ ۱۸